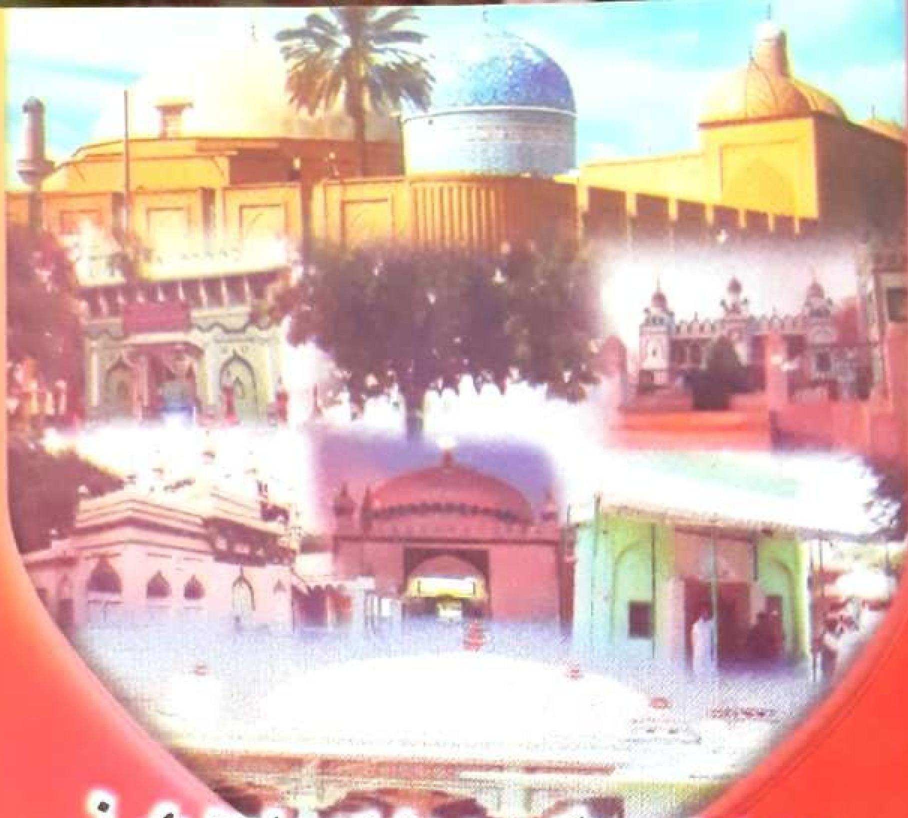


سرکار غوث الاعظم کی وہ سات اولادیں جنہوں نے
دکن میں دین اسلام کی خدمت کی

سبع قادریہ

دکن

مؤلف

صوفی محمد اسماعیل قادری ملتانی شطاری فردوسی چشتی صابری احمدی صبغۃ اللہی

ناشر

سید شاہ کاظم محمد محمد الحسینی

حیدرآباد، انڈیا

D1

سبع قادریہ

دکن

صوفی محمد اسماعیل قادری ملتانی شطاری فردوسی چشتی صابری احمدی صبغۃ اللٰہی

ناشر
سید شاہ کاظم محمد محمد الحسینی
حیدرآباد انڈیا 9177396593

فہرست مضامین

بسم الله الرحمن الرحیم

تاثرات زرین

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید نا محمد رحمۃ للعالمین و علی الہ و اصحابہ و وارث حالہ محبوب سبحانی غوث الاعظم سید نا عبد القادر جیلانی و علی الہ و اولادہ اجمعین۔

اولیا اللہ ہر دور اور ہر زمانے میں رہے ہیں کوئی زمانہ ان سے خالی نہ رہا۔ جس طرح آفتاب و بارش فیض دینے والے اور اہل دنیا فیض لینے والے اسی طرح عالم روحانیت میں انبیاء کرام اور ان کے ذریعہ سے علماء و اولیاء فیض دینے والے اور سارا عالم ان کا حاجت مند۔ حدیث شریف میں چالیس ابدال کے متعلق ارشاد ہوا کہ ان کی برکت سے بارش ہوگی، دشمنوں پر فتح ہوگی اور انہی کے طفیل اہل شام سے عذاب دور رہے گا (مشکوٰۃ)۔ صوفیاء کرام کی تعلیمات میں ہے کہ حضرات انبیاء کرام مظہر صفات الٰہی اور حضرات اولیاء اللہ مظہر صفات انبیاء ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے صفات مختلف تو انبیاء کرام کے حالات مختلف اسی لئے صوفیاء کرام کی شانیں مختلف۔ ولایت عیسوی رکھنے والے تارک الدنیا، ولایت سلیمانی رکھنے والے صاحب تخت وتاج، ولایت نوحی والے مظہر جلال، ولایت ابراہیمی والے مظہر جمال اور ولایت مصطفوی ﷺ رکھنے والے جامع صفات ہوتے ہیں۔ مجذوبین برقدمِ موسیٰ اور سالکین برقدمِ مصطفےٰ ﷺ حضور غوثِ پاک کے اس شعر کا یہ ہی مطلب ہے ۔

وَ کُلَّ وَلِیِّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّي عَلیٰ قَدَمِ النَّبِی بَدرِ الکَمَالِی

خطۂ دکن میں حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی اولاد میں اولین تشریف لا کر تبلیغ و اشاعت اسلام کے اہم کام کو سرانجام دینے والوں میں حضرات ''سبع قادریہ دکن'' کو خصوصی مقام حاصل ہے۔ ان بزرگان دین کی بے مثال دینی، علمی و روحانی

خدمات کی بدولت نہ صرف بے شمار کافر ومشرک داخل اسلام ہوئے بلکہ ان میں سے کئی حضرات کو ان عظیم المرتبت بزرگوں کی تعلیم و تربیت و فیض صحبت سے مرتبۂ ولایت حاصل ہوا۔

زیر نظر کتاب ''سبع قادریہ دکن'' مرتبہ محبّ اولیاء صوفی محمد اسمٰعیل قادری ملتانی شطاری فردوسی چشتی صابری، ایک ایسی کتاب ہے جس میں حضرات سبع قادریہ دکن کے تذکرے وتفصیلات یکجا دستیاب ہیں۔ مرتب صاحب نے اس موضوع سے متعلق بعد جستجو و تحقیق مستند کتابوں کے حوالے سے جمع کردہ مواد پر مشتمل اس کتاب کی طباعت فرما کر ایک اہم علمی کام کو انجام دیا ہے جس سے ان کے ذوق علمی اور بزرگان دین سے ان کی عقیدت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے اس کتاب کی اشاعت پر میں مرتب کتاب ہٰذا کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ بزرگان دین کے طفیل صوفی اسمعیل قادری صاحب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور قارئین کے قلوب کو اولیاء اللہ کی محبت سے معمور فرمادے۔ آمین

۲۹۔ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ
مطابق ۱۱۔ آگست ۲۰۱۰ء
چہارشنبہ

سگ درگاہِ جیلانی
سید محمود بادشاہ قادری زرین کلاہ
جانشین حضرت سلطان اواعظین
بیت القبول۔ نورخان بازار
حیدرآباد۔ اے پی

تقریظ

الحمد لله الذی نو ر قلوب العر فا، بمعارفة و شر ح صدور الاولیا، بحقائق جل شا نه الکبر یا، والصلوٰة علی رسوله محمد خاتم المرسلین والانبیا، و علی اله الطاهرین الا تقیا، و علی اصحا به و خلفا، الراشدین، خصوصا علی وارث حاله سید نا الشیخ شیخ الا نس والجن و الملائکة ابی محمد میران محی الدین عبد القادر الحسنی الحسینی الجعفری الجیلانی رضی الله تعالی عنه وارخاه عنا ولاحرقتا من بر کاته و انفا سه و امراده و شفا عته فی الدنیا والا خرة۔

آمین بجاه سید المرسلین

ہندوستان میں سلسلہ قادریہ کی ابتداء کب ہوئی! بڑا تعجب اور افسوس ہوتا ہے کہ آج سات سو سال سے زائد گذرنے کے باوجود اس سلسلہ میں کسی نے کوئی تحقیق نہ کی۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور دیگر مقامات پر بھی چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ کے علاوہ قادریہ خاندان کے بزرگ آئے اور دین کی خدمت کی وہ اظہر من الشمس ہے۔ نہ صرف ان اللہ والوں کی زندگیوں میں بلکہ آج بھی ان کی بارگاہ میں پریشان حال بندگان خدا کی آماجگاہیں ہیں جو آتے تو پریشان حال ہیں مگر اپنی مرادیں لے کر لوٹتے ہیں۔

ہمدرد یونیورسٹی کے پروفیسر مولانا غلام یحیٰ انجم نے بڑی کاوشوں اور تحقیق کے بعد تین ضخیم جلدوں میں "تاریخ مشائخ قادریہ" ۲۰۰۳ء سے ایک دو سال کے اندر تینوں جلدیں شائع فرمائیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عظیم کام میں مدد فرمائے اور وسائل عطا فرمائے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے "نیکوں کا ذکر کرو کہ برکت نازل ہوگی اور نیکوں کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے۔"

میں نے اوپر چند سطریں لکھی ہیں بہت اہم ضرور ہیں مگر ہمارے موضوع سے ہٹی

ہوئی ہیں۔ ہمارا موضوع ہے ''سبع قادریہ دکن'' جو محبّ مکرم صوفی محمد اسماعیل قادری ملتانی شطاری فردوسی چشتی صابری احمدی صبغۃ اللّٰہی ترتیب دے رہے ہیں اور جلد سے جلد شائع فرمانا چاہتے ہیں۔ ایک بات یاد رکھئے کہ دنیا کا کوئی موضوع ہو چاہے وہ مذہبیات ہو، ادب ہو، تاریخ ہو، سائنس ہو یا اسپورٹس ہی کیوں نہ ہو، جب تک اس میں وارفتگی اور دیوانگی کی حد تک شوق و جستجو نہ ہو مکمل کامیابی نہیں مل سکتی۔ میں نے یہ وارفتگی و دیوانگی، جنوں و تڑپ مولانائے موصوف میں دیکھی ہے ان سے ملاقات ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا مگر میں بہت متاثر ہوا۔ سبع قادریہ پر جو ریسرچ کیا ہے وہ صرف کتابوں سے نہیں بلکہ عملی طور پر بھی کیا ہے۔ وہ سبع قادریوں کی بارگاہ میں بنفس نفیس تشریف لے گئے بلکہ ایک سے زائد مرتبہ اور ہر مقام پر سارے خاندان کا حال معلوم کرتے رہے اور بہت ہی سلیقہ سے خوبصورت فوٹو بھی لئے ہیں۔ میں ایک عرصہ سے اپنے جد اعلیٰ حضرت سیدنا حافظ جلال الدین شاہ جمال البحر قدس سرہ العزیز کی سوانح لکھنا چاہتا تھا اور جو مواد مل سکتا تھا اس سے مطمئن نہیں تھا۔ تذکرہ کی ان مشہور کتابوں میں کچھ حوالے دیئے گئے ہیں ان کو حاصل کرنے کے لئے تمام کتب خانوں کو چھان مارا ہر بڑے سے بڑے کتب فروش و پبلیشر، پرانے کتب فروشوں اور ہر ایک باذوق سے ربط پیدا کیا مگر مجھے کامیابی نہیں ہوئی۔ خاص طور پر مجھے ''انوارالاخیار'' نامی کتاب کی تلاش تھی مگر نہیں مل سکی۔ جناب محمد اسماعیل قادری صاحب سے ملاقات کے بعد کچھ امید بندھی تھی مگر مایوسی ہوئی۔ البتہ کتاب تو نہیں مل سکی مگر صاحب کتاب سے متعلق معلومات ضرور حاصل کیں اور مجھے بھی عنایت کئے۔ ان کے خاندان اور مزار کا پتہ چلایا جو ایک بالکل ناممکن سی بات تھی ان کی تعریف کے لئے الفاظ نہیں ملتے سچ ہے

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اب سبع سادات کے تعلق سے بھی کچھ عرض کرتا چلوں ۔ یہ ان سات بزرگان دین کا ذکر ہے جو حضرت غوثِ اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے منجھلے صاحب زادے حضرت سیدنا تاج الدین عبدالرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد ہیں یہ سب بحری راستہ سے جنوبی ہند بلکہ حیدر آباد کے اطراف واکناف یعنی کرنول ، گلبرگہ اور ورنگل تشریف لائے اور یہ سب سو سال کے اندر باہر تشریف لائے ۔ اس ترتیب کردہ مواد سے قارئین کو سارا مواد مل جائے گا ۔ سبع سادات یا ہفت اختر یعنی سات صاحبزادگان میں ایک بزرگ کی پہچان نہیں ہوسکی ۔ اگر بعد میں تصدیق ہوتی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ دکن میں سب سے پہلے قادری خاندان کے شہزادے حضرت رکن الدین تولہ قدس سرہ العزیز ہیں جو مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے گلبرگہ کو ہی اپنا مسکن بنالیا اور آخر دم تک وہیں پر تشریف رکھے ۔ اور قادری سلسلہ میں رشد وہدایت دی وہیں آپ کی آخری آرام گاہ ہے ۔

یہ بات واضح نہ ہوسکی صوفی اسمعیل قادری صاحب قبلہ سے ہی معلوم ہوسکی ۔ حضرت رکن الدین تولہ کے خاندان کے افراد یا لواحقین میں سات پشت تک ان کی اولاد کو ہی سبع سادات کہتے ہیں ۔ یہ بات عقل سلیم میں نہیں آتی اور میں اس کی سختی سے مخالفت کرتا ہوں ۔ مولف صاحب سے خاص طور پر خواہش کرتا ہوں کہ وہ واضح طور پر اس کا اظہار کردیں مخفی مبادا یہ کہ چھ صاحبزادگان سب صاحب اولاد تھے اور سب نے اپنی ذاتی نگرانی میں اپنی اولاد کی پرورش کی مگر آئندہ چل کر کسی نے بھی کوشش نہیں کی سبھی سادات یا ہفت اختر کے لقب سے ملقب رہے ۔ جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے کہ سب سادات حضرت تاج الدین عبدالرزاق کے سلسلہ کے صاحبزادے ہیں جو سب بحری راستے سے تشریف لائے اور ۹۰۰ھ

سے ۱۱۰۰ھ کے درمیان تشریف لائے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے

اللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلاً وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۔ الحج ۷۵

(اللہ تعالیٰ امتحان فرماتا ہے فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو) اور یہ منتخب ہستیاں وہ ہیں جو اپنا گھر بار چھوڑ کر تمام مصائب و حالات کا مقابلہ کرتے ہوئے اللہ کے حکم اور اس کے رسول کی ایما پر دور دور مقامات سے ایسی جگہ پہنچے جہاں کی معاشرت، زبان، تہذیب الگ اور سب کا سب کفرستان تھا نہتے آئے اور ایک جہاں کو اپنا گرویدہ کر کے اور اللہ کے مشن کی تکمیل کر کے اور اپنی اولاد ولواحقین کو اس مشن کی تکمیل کی ہدایت دے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے حکم ومنشاء کے مطابق قیامت تک چلتا رہے گا۔

فقط

غلامِ غوث۔ فدائے غوث

سید محمد علی مرتضیٰ قادری

سجادہ نشین درگاہ سرکار معشوق ربانی۔ ورنگل

تقریظ

بقلم: سید شاہ محی الدین قادری شطاری چشتی صابری بندہ نوازی

محترم المقام حضرت مولانا صوفی محمد اسماعیل قادری، ملتانی، شطاری، صبغت اللہی مدظلہ، نے کتاب ہذا ''سبعہ قادریہ دکن'' کی تدوین کے لئے بڑی محنت اور جستجو کی، تحقیق اور تلاش میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی جو کوئی اس کتاب کا مطالعہ کرے گا اس کو اس بات کا اعتراف کرنا پڑے گا، کیونکہ اس عنوان پر ان بزرگوں کے حالات کو جمع کرنا بڑا مشکل مرحلہ تھا۔ اس مرحلہ کو موصوف نے قادری نسبت کے فیضان سے آسان کرلیا اور ہمارے سامنے، اپنی عقیدت کے ان پھولوں کو الفاظ کی شکل میں پیش کیا جس میں حضرت سیدنا غوث اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادگان کے احوال ہیں اور دکن میں ان بزرگوں کی عظمت کے پرچم گھر گھر پر لہرا رہے ہیں۔ مصیبتوں اور مشکلات میں ان کے واسطے اور وسیلہ کو سکہ رائج الوقت سمجھا جاتا ہے۔ الغرض یہ کتاب وقت کی ضرورت تھی کیونکہ مادہ پرستی کے اس عہد میں کتاب وسنت کا درس جو ہمیں اولیائے امت سے ملا ہے اور حضور ﷺ کے بعد فیضان نبوت کے چشمے جو تا قیامت جاری ہیں ان سے سیراب ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے گوشہ گوشہ میں اولیاء اللہ کے آستانوں کے روپ میں ہمیں عنایت کیا ہے۔ رب کریم مولف کی اس محنت اور قارئین کی ان بزرگوں سے محبت کو قبول فرمائے۔ آمین

بسم الله الرحمن الرحيم

وجہ تالیف

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں جگہ جگہ اس کی آیات میں غور وفکر کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ط اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ ٥ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ٥

عنقریب ہم انہیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں (آفاق) اور خود ان کے نفسوں میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ وہ بیشک حق ہے۔ کیا تمہارے رب کے دیدار سے شک میں ہے؟ یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنی معرفت بہت واضح طور پر بیان فرما رہا ہے اور اپنے بندوں کو اس کی طرف غور وفکر کی دعوت دے کر اپنی طرف راغب کروا رہا ہے نیز ایک اور جگہ ارشاد ہوا کہ: فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی وہ تمہارے اپنے نفسوں میں موجود ہے تم کیا نہیں دیکھتے۔

حضرات صوفیاء رحمہم اللہ علیہم نے ان آیات پر خوب غور وفکر کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور معیت بندوں کے ساتھ کیسی ہے اس کا عرفان انہیں حاصل ہو گیا۔ ان اہل دل اور اہل بصیرت لوگوں نے دین اسلام میں کوئی بدعت وشرک پیدا نہیں کیا بلکہ ففرو الی الله (دوڑو تم اللہ تعالیٰ کی طرف) کے Message کو لے کر اس کی ذات مقدس کی طرف رجوع ہوئے۔ اور اپنے ساتھ اہل ایمان کے قافلوں کو لے کر منزل آخرت کا سفر طے کیا۔ اور وہ اللہ کے دوست ہو گئے اللہ ان کا دوست ہو گیا۔ ولی کے

معنی ہی دوست کے ہیں اللہ کے ان دوستوں نے نورِ معرفت الٰہی میں مستغرق ہوکر جو دیکھا وہ دلائل قدرت کو دیکھا، جو سنا وہ آیات الٰہی کو ہی سنا، اور اپنی زبان حق ترجمان جو کہا وہ حق تعالیٰ کی حمد وثناء میں ہی کہا۔ اگر یہ لوگ اپنے جسم کو حرکت میں لائے تو وہ درحقیقت اطاعت الٰہی کے لئے ہی تھی ان کا سونا جاگنا، کھانا پینا، اٹھنا، بیٹھنا، عطا کرنا منع کرنا، گویا ہر عمل اپنے رب کی رضا اور خوشنودی کا محور و مرکز ہوا کرتا تھا الغرض:

ایک آن جدا ان سے وطنؔ ہم نہیں رہتے
پھرتے جسے ڈھونڈتے ان میں بشر روز

الحاصل زیر نظر کتاب کو میں نے اس لئے مرتب کیا کہ میرا شمار بھی ان اہل اللہ کو تلاش کرنے والوں میں ہوجائے جن کا ذکر حضرت وطنؔ نے اپنے شعر میں کیا ہے۔ اور اس کتاب کی تالیف کا بنیادی سبب یہ بھی ہے کہ حیدرآباد دکن میں ایک روایت چلی آرہی ہے کہ جب کوئی آسمانی یا سلطانی بلا میں مبتلا ہوجاتا ہے تو حضور سیدنا سرکار غوث الاعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان اولاد اطہار کی بارگاہوں کی طرف وسیلہ کے لئے رجوع ہوا کرتا ہے، جن کو ''سبعہ قادریہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کے طفیل مشکل کشائی فرماتا ہے۔

چنانچہ احقر بچپن سے ان بزروگوں کی عظمت کے ترانے اور مرادیں مانگنے والوں سے ان کی کراماتیں سنتے آرہا ہے۔ اس لئے میرے قلب میں خواہش ہوئی کہ ''سبعہ قادریہ دکن'' کے حالات، احوال، کرامات کو قلم بند کروں اس سلسلہ میں بہت سی کتب کی اوراق گردانی کیا جن میں سبعہ قادریہ کا تذکرہ تھا لیکن ان پر مکمل اور مبسوط کوئی تفصیل دستیاب نہیں ہوئی۔ اس سلسلہ میں میری ملاقات حضرت مولانا سید شاہ مرتضیٰ قادری معشوقی مدظلہٗ سے ہوئی جو خود بھی ایک محقق Scholar ہیں سبعہ قادریہ بزرگوں

میں سے ایک قادری بزرگ، حضور سیدنا معشوق ربانی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ (ورنگل) کی اولاد میں سے ہیں ۔ اور انہیں اس بارگاہ کی سجادہ نشینی کا شرف بھی حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت والا نے بھی مجھ سے خواہش کی اور فرمایا کہ:

''میاں ایک کتاب حضرات ''سبعہ قادریہ دکن'' کے احوال، حالات اور کرامات پر لکھو''

میرے لئے یہ کام نہایت ہی گراں تھا، گراں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ چھ بزرگوں کے حالات پر تو اتفاق رائے ہے لیکن ساتویں بزرگ کے احوال کے بارے میں اختلاف پایا گیا، میں نے اس اختلاف کو اپنے سے دور رکھنے اور اپنے کام کو مکمل کرنے پر توجہ یوں دی کہ اس اختلاف میں اپنی رائے کا اظہار کئے بغیر میں نے مختلف محققین کی آراء کو پیش کر دیا اور فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیا۔

الحاصل حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے شہزادگان جو دکن میں روشنی کے مینار ہیں جن کو ''سبعہ قادریہ دکن'' کے نام جانا جاتا ہے، ان کے حالات قلمبند کرنے کا شرف حاصل کیا، ان بزرگوں کے فیضان اور ان کے درباروں کی خیرات سے اللہ تعالیٰ اہل دکن کو سرفراز فرما رہا ہے اس سرفرازی سے میری اس کاوش کو بھی قبول ومقبول فرمائے ۔ حضور غوث الاعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان بابرکت اولاد کی بارگاہوں کا فیضان مجھ پر اور ان سے عقیدت رکھنے والوں کی نسلوں پر صبح قیامت تک جاری رکھے ۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

العارض

محمد اسماعیل قادری، ملتانی شطاری صبغت اللہی، معشوقی

المرقوم یکم جمادی الثانی ۱۴۳۲ھ مطابق مئی 2011ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احوالِ اولیاء

یاد رکھو کہ صوفیاء کرام، صالحین اولیاء اللہ یہ سب ایک ہیں جو اس زمین پر اللہ کے اسرار و حکم اور اس کی معرفت کے امین ہیں۔ یہی وہ بزرگانِ دین ہیں جو اس کی مخلوقات میں سے بہترین مخلص بندے، اس کے متقی، دوست، اس کے سچے نیکوکار پرستار ہیں۔ انہیں میں سے اخیار، ابرار، مقربین، ابدال اور صدیقین ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت سے زندہ رکھا۔ جن کے اعضاء و جوارح کو اپنی بندگی سے آراستہ کیا جن کی زبانوں کو اپنے ذکر سے مسرور کیا جن کے باطن کو اپنی خاص توجہ سے پاکیزہ بنایا۔ جنہیں خصوصی دائمی اور بہترین انجام سے نوازا، جن کے سروں پر تاجِ ولایت رکھا، رشد و ہدایت کے گہنے عطا کئے اور کمال مہربانی سے اپنے سامنے اکٹھا کر کے ان کے دلوں میں بس گیا، نتیجۃً وہ (صوفیہ) ماسوا اللہ سے مستغنی ہو گئے، اسی کی ذات اعلیٰ صفات کو دنیا و مافیہا پر ترجیح دی، اسی کے ہو کر رہ گئے، اسی پر بھروسہ کر کے اس کے در پر پڑ گئے، اسی کے فیصلے کے سامنے سرِ خم کیا، ہر آزمائش پر صبر کیا، اس کی خاطر وطن کو ترک کیا، اقربا سے جدا ہوئے، جملہ اسباب سے کنارہ کش ہوئے اور اسی کی ذات کیلئے خلائق کو چھوڑ کر اس سے انس قائم رکھتے ہوئے غیر سے متنفر ہوئے۔

”ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم“ (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے) (سورہ الحدید۔ آیت ۲۱۔ پارہ ۲۷)۔ دوسری جگہ قرآن میں ان صالحین کی شان میں یوں ارشاد ہوتا ہے:

”فمنہم ظالم نفسہ قل الحمد اللہ و سلام علی عبادہ الذین الصطفیٰ“ (فاطر ۳۲) (تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، تم کہو سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر)۔

اقسام علوم: علوم تین ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم، اور وہ امر و نہی اور احکام وحدود کا علم ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ علم، اور وہ خوف ورجاء اور محبت وشوق کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اور وہ اس کی شیون وصفات کا علم ہے۔ علم ظاہر راستے کا علم ہے۔ علم باطن منزل کا علم ہے اور علم حکم شریعت کا علم ہے اور ہر باطن جسے ظاہر درست نہ کرے باطل ہے۔ عقل کی بنیاد خاموشی ہے اور اس کا باطن اسرار کو چھپانا ہے اور اس کا ظاہر سنت کی اقتداء ہے۔

صوفیاء کرام نے تصوف کے جملہ مسائل اور نکات کی سیر حاصل تشریحات کی ہیں، انہوں نے فی الواقعہ طویل مجاہدات، ریاضات شاقہ، وجد، سیر منازل اور اللہ سے منقطع کرنے والے ہر تعلق کو یکسر توڑ کر انجام دیا۔ انہوں نے تصوف کو متعارف کرانے کے فریضہ سے پہلے علم حاصل کیا، پھر عمل کیا اور اس کے بعد تحقیق کا فرض ادا کیا اور اس طرح ہمارے سامنے علم حقیقت اور عمل کا ایک بہترین امتزاج پیش کیا۔

حضرت الشیخ سوبد البخاری رحمۃ اللہ علیہ جو سر برآوردہ مشائخ عالی مرتبت عارفین اور اکابر محققین میں سے ہیں۔ روشن کرامات ومقامات اور بلند اشارات والے علم شریعت وحقیقت کے جامع جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہاں میں تصرف کرنے کا اختیار عطا فرمایا فرماتے ہیں ''اولیاء اللہ کا بے ادب مرتے وقت کلمہ شریف سے محروم رہتا ہے''، جو شخص اولیاء اللہ کے متعلق بدگوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی موت کے وقت اس کی زبان کو کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دیتا ہے۔ آپ آگے نقل کرتے ہیں، ہمارے شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک شخص فقراء کے متعلق بدزبانی کیا کرتا تھا جب مرنے لگا تو اسے کلمۂ طیبہ پڑھنے کو کہا گیا، کہنے لگا مجھ سے پڑھا نہیں جاتا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ محرومی کہاں سے ہے۔ پس میں فقراء کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں راضی کرنے لگا حتیٰ کہ وہ اس سے راضی ہو گئے تو اس کی زبان کھل گئی اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی توبہ کی قبولیت دعا کرتا ہوں۔ اس واقعہ سے برصغیر کے ان برائے نام مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جنہوں نے توحید کے زعم میں جبکہ ان پر ابھی توحید کا ''ت''

اقسام علوم: علوم تین ہیں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم، اور وہ امر و نہی اور احکام وحدود کا علم ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ علم، اور وہ خوف و رجاء اور محبت و شوق کا علم ہے اور اللہ تعالیٰ کے متعلق علم اور وہ اس کی شیون وصفات کا علم ہے۔ علم ظاہر راستے کا علم ہے۔ علم باطن منزل کا علم ہے اور علم حکم شریعت کا علم ہے اور ہر باطن جسے ظاہر درست نہ کرے باطل ہے۔ عقل کی بنیاد خاموشی ہے اور اس کا باطن اسرار کو چھپانا ہے اور اس کا ظاہر سنت کی اقتداء ہے۔

صوفیاء کرام نے تصوف کے جملہ مسائل اور نکات کی سیر حاصل تشریحات کی ہیں، انہوں نے فی الواقعہ طویل مجاہدات، ریاضات شاقہ، وجد، سیر منازل اور اللہ سے منقطع کرنے والے ہر تعلق کو یکسر توڑ کر انجام دیا۔ انہوں نے تصوف کو متعارف کرانے کے فریضہ سے پہلے علم حاصل کیا، پھر عمل کیا اور اس کے بعد تحقیق کا فرض ادا کیا اور اس طرح ہمارے سامنے علم حقیقت اور عمل کا ایک بہترین امتزاج پیش کیا۔

حضرت الشیخ سوبد البخاری رحمۃ اللہ علیہ جو سر برآوردہ مشائخ عالی مرتبت عارفین اور اکابر محققین میں سے ہیں۔ روشن کرامات و مقامات اور بلند اشارات والے علم شریعت وحقیقت کے جامع جنہیں اللہ تعالیٰ نے جہاں میں تصرف کرنے کا اختیار عطا فرمایا فرماتے ہیں ''اولیاء اللہ کا بے ادب مرتے وقت کلمہ شریف سے محروم رہتا ہے''، جو شخص اولیاء اللہ کے متعلق بدگوئی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی موت کے وقت اس کی زبان کو کلمہ شہادت پڑھنے سے روک دیتا ہے۔ آپ آگے نقل کرتے ہیں، ہمارے شہر کے بڑے لوگوں میں سے ایک شخص فقراء کے متعلق بدزبانی کیا کرتا تھا جب مرنے لگا تو اسے کلمۂ طیبہ پڑھنے کو کہا گیا، کہنے لگا مجھ سے پڑھا نہیں جاتا۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ یہ محرومی کہاں سے ہے۔ پس میں فقراء کی خدمت میں حاضر ہوا اور انہیں راضی کرنے لگا حتیٰ کہ وہ اس سے راضی ہو گئے تو اس کی زبان کھل گئی اور میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی توبہ کی قبولیتِ دعا کرتا ہوں۔ اس واقعہ سے برصغیر کے ان برائے نام مسلمانوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جنہوں نے توحید کے زعم میں جبکہ ان پر ابھی توحید کا ''ت''

نہیں کھلا اولیاء اللہ کی شان میں دریدہ ذہنی کرنا فرض قرار دے رکھا ہے۔ ایسا کرنے والوں کا خاتمہ خراب ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بہ صفت علم اس کی تبلیغ اور معلم کائنات ہونے کو قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے: "یتلوا علیھم اٰیتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین"۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو انہیں اس کی آیتیں (قرآن) پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔)

یہ اولیاء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کریمی کا مظہر ہیں،، علماء کرام نے صرف علم لیا اور صوفیا کرام نے علم کے ساتھ حکمت بھی لی اور کائنات میں پُر سُرور ہوئے۔

قارئین حضرات! میں نے کتاب "فیضان سبع قادریہ دکن" میں ہم نے ان Towering Personalities صوفیا و بزرگان دین کا ذکر جو کہ حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے شہزادوں میں سے ہیں اور ان کے علمی کارنامے، سلاطین دکن کا اور ان کے ساتھ Patronage اور ان کی دین اسلام کیلئے تبلیغ غیر مسلموں کے ملک میں اپنے وطن کو چھوڑ کر کفرستان میں آکر لاکھوں کروڑوں لوگوں کو اسلام کے دائرہ میں لانے کے کارناموں کو قلم بند کیا ہے۔

اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منه (المجادلہ ۲۲)

یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔

صوفی محمد اسماعیل قادری ملتانی فردوسی چشتی صابری

سبع قادریہ دکن

سبع عربی زبان میں سات (۷) کو کہتے ہیں ۔اور فارسی زبان میں اس کو ہفت کہتے ہیں ۔ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جس نے ان سبع قادریہ بزرگوں کی زیارت کی اور انکی بارگاہوں میں جا کر خدا تعالیٰ سے ان کے وسیلہ سے کچھ مانگنا چاہتے ہوں (مثلاً تنگ دستی ،غربت ،افلاس اپنے کاموں اور ضرورتوں میں رکاوٹ اور اپنی جائز مرادوں کو پانا) اور حاصل کرنا چاہتے ہوں تو ان کی بارگاہوں ،درگاہوں کی زیارت کرو۔ یہ تمام سات بزرگ ساداتِ کرام اور حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث الثقلین غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی ہی اولاد میں سے ہیں ۔حضرت سیدنا غوث اعظم کے گیارہ (۱۱) صاحب زادے تھے اور ان میں ایک ہی فرزند کے سات (۷) قادری شہزادے سیدنا غوث الاعظم کے منجلے صاحبزادے حضرت سیدنا تاج الدین عبدالرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد سے ایک ہی صدی میں یا کچھ تفاوت سے دکن میں تشریف لاکر تعلیمات غوثِ اعظم اور سلسلہ قادریہ کو پھیلایا اور یہیں مقیم ہو گئے ۔ان بزرگوں کو مورخین نے سبع قادریہ یا ”ہفت اختران “ کا نام دیا۔مورخین کے اختلاف کی بناء پر تین بزرگوں کے ناموں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ان تینوں کی تحقیق ہم یہاں بیان کرتے ہیں ۔

(الف) سبع قادری بزرگان یہ ہیں ۔

(۱) حضرت حاجی الحرمین مولانا حافظ سید محمد یوسف قادری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (گلبرگہ) وصال مبارک ذیقعدہ ۷۵۰ھ

(۲) حضرت سید شاہ نور الدین اسحاق قادری ثناء اللہ الحموی رحمۃ اللہ علیہ (کرنول،

آندھراپردیش) وصال مبارک ۲۹ شعبان ۹۱۱ سنہ ھ۔

(۳) حضرت سید جلال الدین شاہ جمال البحر معشوق ربانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (ورنگل آندھراپردیش) وصال مبارک ۲۲ رجب ۹۹۹ سنہ ھ ۔

(۴) حضرت سیدنا اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ نیلور، گلبرگہ، وصال مبارک سنہ ۱۰۰۰ھ

(۵) حضرت سید شاہ رفیع الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (گارکی ٹیکری شیخ پیٹ گولکنڈہ) وصال مبارک سنہ ۱۰۱۹ھ۔

(۶) حضرت سید شاہ ابدال میراں حسینی الحموی رحمۃ اللہ علیہ (لنگر حوض، حیدرآباد) وصال مبارک سنہ ۱۰۵۰ھ۔

(۷) حضرت سید شاہ عبداللطیف قادری لاابالی رحمۃ اللہ علیہ (کرنول، آندھراپردیش) سنہ ۱۰۵۹ھ

(ب) حضرت سید شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مشکوٰۃ نبوت میں ان کے نام اس طرح لکھے ہیں۔

(۱) حضرت سید رکن الدین ابو یوسف المعروف حضرت سید رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ (گلبرگہ شریف، کرناٹک)

(۲) حضرت سید شاہ اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ (نیلور، گلبرگہ، کرناٹک)

(۳) حضرت سید شاہ نورالدین اسحاق قادری ثناءاللہ الحموی رحمۃ اللہ علیہ (کرنول، آندھرا

(۴) حضرت سید شاہ عبداللطیف قادری لاابالی رحمۃ اللہ علیہ (کرنول، آندھراپردیش)

(۵) حضرت سید شاہ جمال البحر معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ (ورنگل آندھراپردیش)

(۶) حضرت سید شاہ ابدال میراں حسینی الحموی رحمۃ اللہ علیہ (لنگر حوض، حیدرآباد)

(۷) حضرت سید شاہ رفیع الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (گارکی ٹیکری شیخ پیٹ گولکنڈہ۔ آندھرا)

Courtesy:Bahmani sufis (M.Suleman Siddiqui)

(ت) مصنف تذکرہ معشوق الٰہی جناب میراں احمدالدین سید شاہ مرتضیٰ قادری

(گچی محل بیجاپور) نے ایک ہی سلسلے کے بزرگ کی اولاد کا تذکرہ سبع قادریہ میں یوں لکھتے ہیں کہ حضرت سید یوسف حاجی الحرمین قادری رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کی دیگر اولاد ایک کے بعد دیگر سبع قادریہ میں سے ہیں:۔

(۱) حضرت سید رکن الدین ابو یوسف حاجی الحرمین تو لچی القادری المعروف رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ (گلبرگہ)

(۲) حضرت حافظ سید یونس شرف جہاں بن حضرت رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ (بڑے صاحبزادے) (گلبرگہ)

(۳) حضرت حافظ مولانا سید احمد خلیفۃ الرحمٰن المعروف سید عبدالرحمٰن اشرف جہانگیر قادری بن حضرت سید یونس شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ (فیروز آباد۔گلبرگہ)

(۴) حضرت سید یونس ثانی قادری المعروف للّے پیر رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سید احمد خلیفۃ الرحمٰن (گلبرگہ)۔

(۵) حضرت سید شمس بہاالدین عارف باللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت یونس ثانی للّے پیر، بیدر۔

(۶) حضرت سید عبدالقادر یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت سید شمس بہاالدین عارف باللہ (بیدر)۔

(۷) حضرت سید بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ (بیدر)۔

اوپر (الف) کے ذیل کے سبع قادری بزرگوں کا ہم یہاں ذکر کرتے ہیں

حضرت سید شاہ محمود پاشاہ قادری تخت نشین (سابقہ سجادہ نشین صاحب) اپنے تحقیقی مقالہ ''رسالہ سبعہ قادریہ'' میں تحریر فرماتے ہیں

''مذکورہ سات (۷) بانیانِ خاندانِ سبعہ قادریہ میں سے دو بزرگوں کے مزارات مقدسہ گلبرگہ میں ہیں دو بزرگوں کے کرنول میں اور دو کے حیدرآباد میں اور

ایک بزرگ کا مزار مقدس ورنگل میں ہے جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) حاجی الحرمین حضرت میراں سید یوسف محمد قادری الحموی البغدادی ابن میراں احسن الدین قادری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (مزار احسن آباد گلبرگہ۔ آپ کے مزار کا مکمل پتہ اور نشاندہی نہیں کی گئی) ولادت بمقام حماہ شریف (بغداد) بتاریخ ۷ رمضان المبارک ۶۰۵ھ مطابق ۱۲۰۹ء ۔تاریخ وفات ذی قعدہ ۷۰۵ھ مطابق ۱۳۰۴ء عمر مبارک ۱۰۰ سال۔

(۲) حضرت میراں سید شاہ جلال الدین جمال البحر معشوقِ ربانی قادری رحمۃ اللہ علیہ
مزار ورنگل موضع عرس جاگیر ۔ولادت ۷ رجب ۸۹۶ھ
بمقام بغداد شریف۔ وفات ۲۲، رجب ۹۹۹ھ عمر شریف ۱۰۳ سال۔

(۳) حضرت میراں سید اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک نیلور نزد گلبرگہ وفات ۱۰۰۰ھ

(۴) حضرت میراں سید شاہ رفیع الدین قادری احمد غریب نواز قادری رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک گار کی ٹیکری شیخ پیٹ نزد قلعہ گولکنڈہ حیدرآباد۔ وفات ۱۰۱۹ھ۔

(۵) حضرت سید شاہ ابدال میراں حسین الحموی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔
مزار مبارک لنگر حوض حیدرآباد

(۶) حضرت سید الابدال عالی میراں سید عبداللطیف لاابالی قادری رحمۃ اللہ علیہ۔
مزار مبارک کرنول۔ وفات ۱۰۵۹ھ۔

(۷) حضرت میراں سید شاہ نورالدین اسحاق قادری ثناءاللہ الحموی رحمۃ اللہ علیہ
مزار مبارک کرنول (اے۔پی) وفات ۹۱۱ھ

حضرت حاجی الحرمین سیدنا یوسف قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی الحرمین سیدنا یوسف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگوار کا نام حضرت سید میراں احسن الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ آپ کی ولادت حماۃ شریف (بغداد ۶۰۵ھ کو ہوئی۔ بعض روایتوں سے آپ پہلے سبعہ قادری میں سے ہیں۔ آپ کا زمانہ اپنے جد امجد سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے قریبی زمانے میں ہی ہے۔ اور بزرگ سلسلۂ حسبی و نسبی بھی ان ہی کا ہے اس طرح اپنے والد ماجد کے ہی مرید وہ خلیفہ تھے۔ حاجی الحرمین میراں سید یوسف محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و ابن (۲) حضرت سید احسن الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و ابن (۳) حضرت سید میراں محمد صنوا احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ ابن (۴) حضرت میراں سید ابو نصر محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و ابن (۵) حضرت میراں عماد الدین ابی صالح نصر قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و ابن (۶) قطب الافاق معدن العشاق والعرفان حضرت سید تاج الدین عبد الرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ و ابن (۷) حضرت پیرانِ پیر میراں غوث الاعظم سیدنا شیخ ابو محمد میراں محی الدین عبد القادر الحسنی والحسینی جیلانی دستگیر رضی اللہ عنہ

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو ابھی وصال پائے کچھ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں حضرت حاجی الحرمین میراں سید یوسف قادری رحمۃ اللہ علیہ بمقام حماۃ شریف (نزد بغداد) بتاریخ ۷ رمضان المبارک ۶۰۵ھ پیدا ہوئے اور اپنی حیات طیبہ سے ۱۰۰ سال اس دنیائے فانی کے بسنے والوں کو فیض روحانی سے مالا مال کرتے رہے۔ آپ کے ہم عصر بزرگوں میں مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ (و ۶۷۲ھ) حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ (و ۶۹۳ھ) حضرت فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (و ۶۱۸ھ) وغیرہ بھی تھے۔

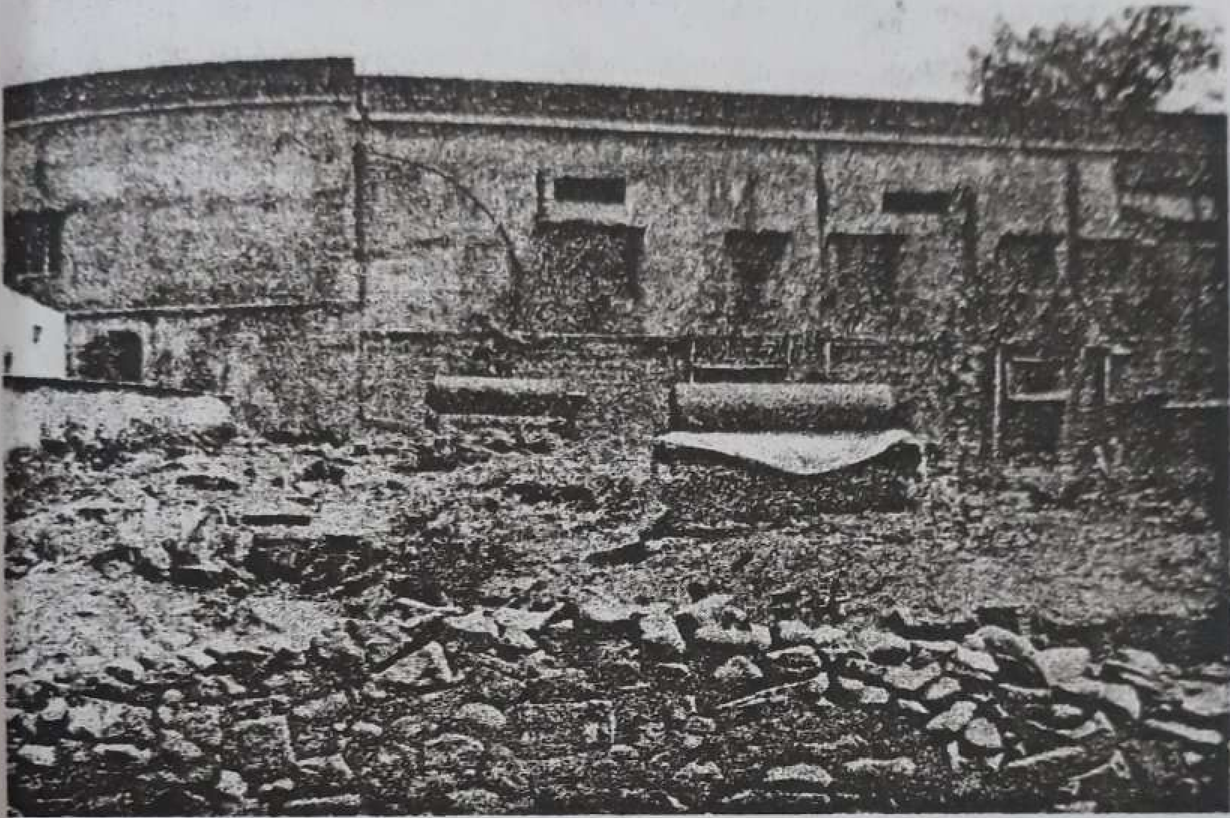
حضرت حاجی الحرمین سیدنا میراں سید یوسف قادری حموی رحمۃ اللہ علیہ اپنے

وطن بغداد سے بھروچ (گجرات ، ہندوستان) سے ہوتے ہوئے احسن آباد (گلبرگہ) بہ زمانہ حکومت یادو خاندان دیوگڑھی (دولت آباد) وارد ہوئے اور یہیں مستقل طور پر قیام پذیر ہوئے۔ آپ کے زمانہ حیات ساتویں صدی ہجری (٦٠٥ تا ٧٠٥ھ) میں شمالی ہندوستان کی سرزمین آسمان ولایت کے درخشاں ترین سلسلہ چشتیہ کے ستاروں سے جگمگا اٹھی تھی حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ (و ٦٣٣ھ) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رضی اللہ عنہ (و ٦٣٥ھ) حضرت بابا فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ (و ٦١١ھ) حضرت خواجہ مخدوم سید علاء الدین احمد صابر کلیری رضی اللہ عنہ (و ٦٩١ھ) حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ (و ٧٢٥ھ) جیسے بزرگان دین اکابر روحانیت وقفانِ اسرارِ جلی و خفی حضرات شمالی ہند میں فیضانِ روحانی کے بے پناہ دریا بہا رہے تھے اور مے خانہ توحید و عشق لٹا رہے تھے۔ تاہم حضرت حاجی الحرمین میراں سید یوسف محمد قادری الحموی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے پندرہ سال بعد ٧٢٠ھ میں دکن کو سلسلہ چشتیہ کا ذیلی دار الخلافہ بنانے والے حضرت سید محمد محمد الحسینی گیسودراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت نے سارے دکن کو اس طرح منور اور روشن کر دیا کہ دکن قادریہ اور چشتیہ سلسلوں کا ایک حسین سنگم بن گیا مرج البحرین یلتقیان طریقت کے دونو سلسلے اپنے اپنے انداز دکھانے لگے۔ غرض کہ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی گلبرگہ میں آمد حضرت حاجی الحرمین کے وصال مبارک ٧٠٥ھ کے بعد ٨٠٣ھ میں یعنی ٩٨ سال بعد ہوئی

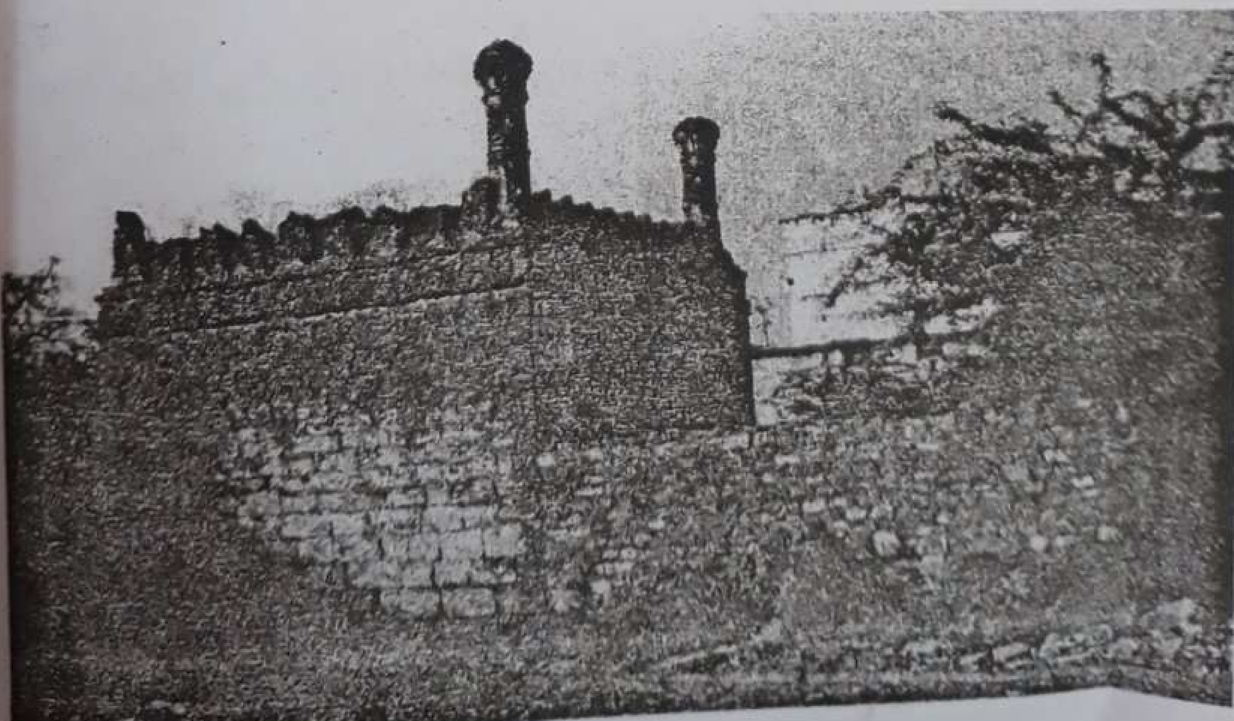
حضرت حاجی الحرمین میراں سید یوسف محمد قادری الحموی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال گلبرگہ میں ٧٠٥ھ میں ہوا۔ آپ کی مزار مبارک محلہ شاہ بازار میں قدیم جامع مسجد گلبرگہ کے عقب میں مسجدِ یک خانہ کے شمالی حصہ میں ایک کھلے چھوٹے سے ویرانے میں ہے جو آج کل اہل ہنود کا علاقہ ہے اور یہ مقدس جگہ بہت ہی خستہ حالت

میں جھاڑیوں میں گھری ہوئی ہے اور یہ آواز مجھے دی

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھکو بھی فاش کردیا　　میں تو ایک راز تھا سینۂ کائنات میں



درگاہ حضرت حاجی الحرمین میراں سید یوسف محمد قادری حموی بغدادی و آپ کے مرید کا مزار



مسجد یک خانہ شاہ بازار گلبرگہ

حضرت سید عبدالقادر یوسف ثانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید عبدالقادر یوسف ثانی قادری رحمۃ اللہ علیہ (بیدر) کو صاحبِ مشکوٰۃ نبوۃ نے سبع قادریہ بزرگوں میں لیا ہے۔ آپ کا نسبی و حسبی سلسلہ حضرت حاجی الحرمین میراں سید یوسف قادری رحمۃ اللہ علیہ سے یوں ملتا ہے۔

میراں سید عبدالقادر یوسف ثانی (بیدر) بن حضرت میراں سید شمس بہا الدین عارف قادری بن حضرت میراں سید عبدالرحمٰن اشرف جہانگیر قادری بن حضرت میراں سید یونس شرف جہاں قادری (گلبرگہ) بن حضرت حاجی الحرمین میراں سید یوسف قادری (گلبرگہ) بن حضرت میراں سید احسن الدین قادری (بغداد) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت حاجی الحرمین میراں سید یوسف محمد قادری الحموی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کی تین پشت تک سبعہ قادریہ کا یہ خاندان گلبرگہ میں ہی قیام پذیر رہا۔ چنانچہ ان سب حضرات کے مزارات بھی گلبرگہ ہی میں ہیں۔ اس کے بعد یہ خاندان بحکمِ الٰہی گلبرگہ سے بیدر منتقل ہوگیا۔ کیوں کہ سلطنت بہمنیہ بھی سلطان احمد شاہ بہمنی کے زمانے میں گلبرگہ سے بیدر منتقل ہوچکی تھی چنانچہ یہ شہزادگانِ غوثِ اعظم تین پشت تک شہر بیدر ہی میں قیام پذیر رہے اور آپ تینوں بزرگ حضرات (۱) حضرت سید شمس بہا الدین عارف قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ بیدر (۲) حضرت سید عبدالقادر یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔ بیدر (۳) حضرت سید میراں بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ بیدر میں ہی ہیں۔ ان کے بعد حضرت بدر عالم کے صاحبزادہ حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ ''جگت گرو'' بیدر سے بیجاپور ہجرت کر گئے جبکہ بیدر میں بہمنی سلطنت ختم ہوچکی تھی۔ اور حکومت برید شاہی قائم ہوچکی تھی بیجاپور میں عادل شاہی سلطنت کا مشہور بادشاہ ابراہیم عادل شاہ کی فرماں روائی

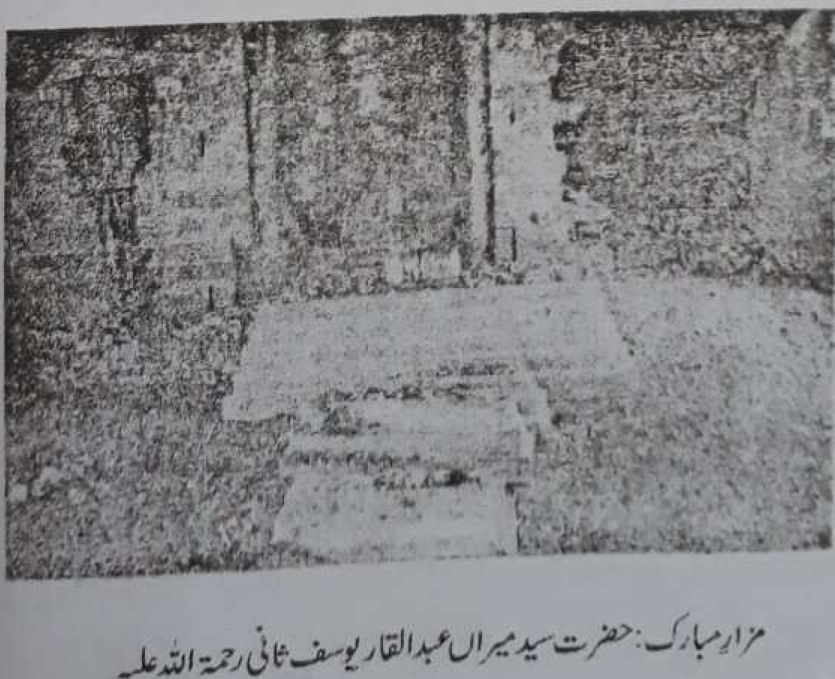
تھی۔اوپر بیان کئے گئے بزرگان کا تفصیلی ذکر آگے آرہا ہے۔

حضرت سید میراں عبدالقادر یوسف ثانی کا وصال مبارک شہر بیدر سے ۸ کلومیٹر دور موضع باداپور میں ۹۱۰ھ میں ہوا اور مزار مبارک پر گنبد ہے۔

میں کیسے بھول جاؤں اس سخی داتا کو اے اسمعیلؔ
نظر ملتے ہی جس نے دولتِ کون ومکاں دے دی



درگاہ شریف: حضرت سید عبدالقادر یوسف ثانی قادری رحمۃ اللہ علیہ بیدر



مزار مبارک: حضرت سید میراں عبدالقار یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا یہ مزار اور دیگر مزارات بلند گنبد میں واقع ہے۔اندرونِ گنبد میں گچی کی تحریر ہے جس میں عبدالقادر لکھا ہوا ہے

حضرت میراں سید شاہ ابوالحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ ''جگت گرو''

آپ کا سلسلہ نسب و حسب اس طرح ہے حضرت سید میراں ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ بن میراں شاہ بدرالدین بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ بن حاجی الحرمین سید یوسف محمد قادری الحموی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔

صاحبِ رسالہ مکاشفہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید عبدالقادر یوسف بغداد سے دکن تشریف لائے اور یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ حضرت یوسف بھی سبع قادریہ سے تھے۔ جن کا ذکر آگے تفصیل سے آرہا ہے۔

حضرت سید میراں ابوالحسن قادری، حضرت یوسف کے پوتے ہیں، سلطان ابراہیم عادل شاہ کے زمانے میں شہر بیدر سے بیجاپور تشریف لائے اس زمانہ میں اجے پال جوگی اشد کافر تھا اور سلطن ابراہیم عادل شاہ کو اس جوگی سے بے حد محبت اور عقیدت تھی۔ روزآنہ وہ اس جوگی کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ جب حضرت میراں ابوالحسن قادری بیجاپور میں واردِ ہوئے تو لوگوں نے آپ حضرت سے عرض کیا کہ آپ کے اس شہر میں ہوتے ہوئے یہ اچھا نہیں ہے۔ بادشاہ اسلام کی ایک جوگی کے پاس آمد و رفت ہوتی رہے۔ آپ نے فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ سلطان اس جوگی سے دور ہو جائے اور اس فقیر کی خدمت آجائے۔ لوگوں نے کہا بے شک ہم یہی چاہتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے ان سے فرمایا کہ کلالوں کی دیوار پر سے ایک ٹھیکری لے آؤ، جب ٹھیکری آپ کی خدمت میں پیش کی گئی تو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اس پر ایک نقش لکھا اور اپنے ایک خادم کو دے کر فرمایا کہ جب سلطان اس جوگی کے پاس جانے لگے تو تم راستہ میں یہ نقش اس کو دکھلاؤ، خادم نے ایسا ہی کیا۔ کہتے ہیں کہ معاً سلطان کا دل اس جوگی سے برگشتہ ہو گیا اور اس نے سواری پلٹائی اور حضرت کی

خدمت میں حاضر ہونے کو روانہ ہو گیا۔ خادم نے یہ خوش خبری حضرت کو سنائی، اس اثناء میں سلطان وہاں پہنچ گیا۔ آپ کے دیدار سے مشرف ہونے کے بعد اس نے اپنے ایام گذشتہ پر شرمندگی کا اظہار کیا اور توبہ و استغفار کی۔ جب جوگی نے دیکھا کہ سلطان جس کا روز آنہ کا معمول تھا کہ اس کی خدمت میں آئے تین دن سے غیر حاضر ہے تو سلطان کا حال دریافت کرنے دربار شاہی کو روانہ ہوا، ادھر سلطان کو جوگی کے آنے کی خبر ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ جوگی کو دربار میں آنے نہ دیا جائے، یہ سن کر جوگی نے عرض کیا کہ میں بادشاہ سے کچھ کہنا چاہتا ہوں، چناچہ اجازت ملنے پر وہ سلطان کے پاس گیا اس جوگی کو معلوم ہو چکا تھا کہ سلطان فلاں بزرگ کی وجہ سے روگرداں ہو گیا ہے۔ چناچہ اس نے کہا کہ اے بادشاہ! اس شہر میں بے شمار جادوگر ہیں ہوسکتا ہے کہ کسی نے آپ پر جادو کر دیا ہو۔ اس نے کہا اے ملعون ایسا نہ کہہ کیوں کہ حضرت اپنے وقت کے ولی اللہ ہیں، جوگی نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو میرے ساتھ چل ہم دونو اس بزرگ کے پاس چلیں گے۔ ان کا امتحان یہ ہوگا کہ اگر وہ اللہ کے ولی ہیں تو اس اثناء میں بارش ہوگی جس کا ایک قطرہ دودھ کا ہوگا اور ایک قطرہ خالص پانی کا ہو۔ اور جب ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوں تو آپ کے سامنے مٹی کے پیالوں میں دودھ بھرا ہوا رہے، اگر یہ آپ کی کرامت نظر آئے تو یقین ہو جائے گا کہ اللہ کے ولی برحق ہیں، سلطان نے کہا یہ آپ حضرت کے لئے ایک ادنیٰ کرامت ہوگی۔

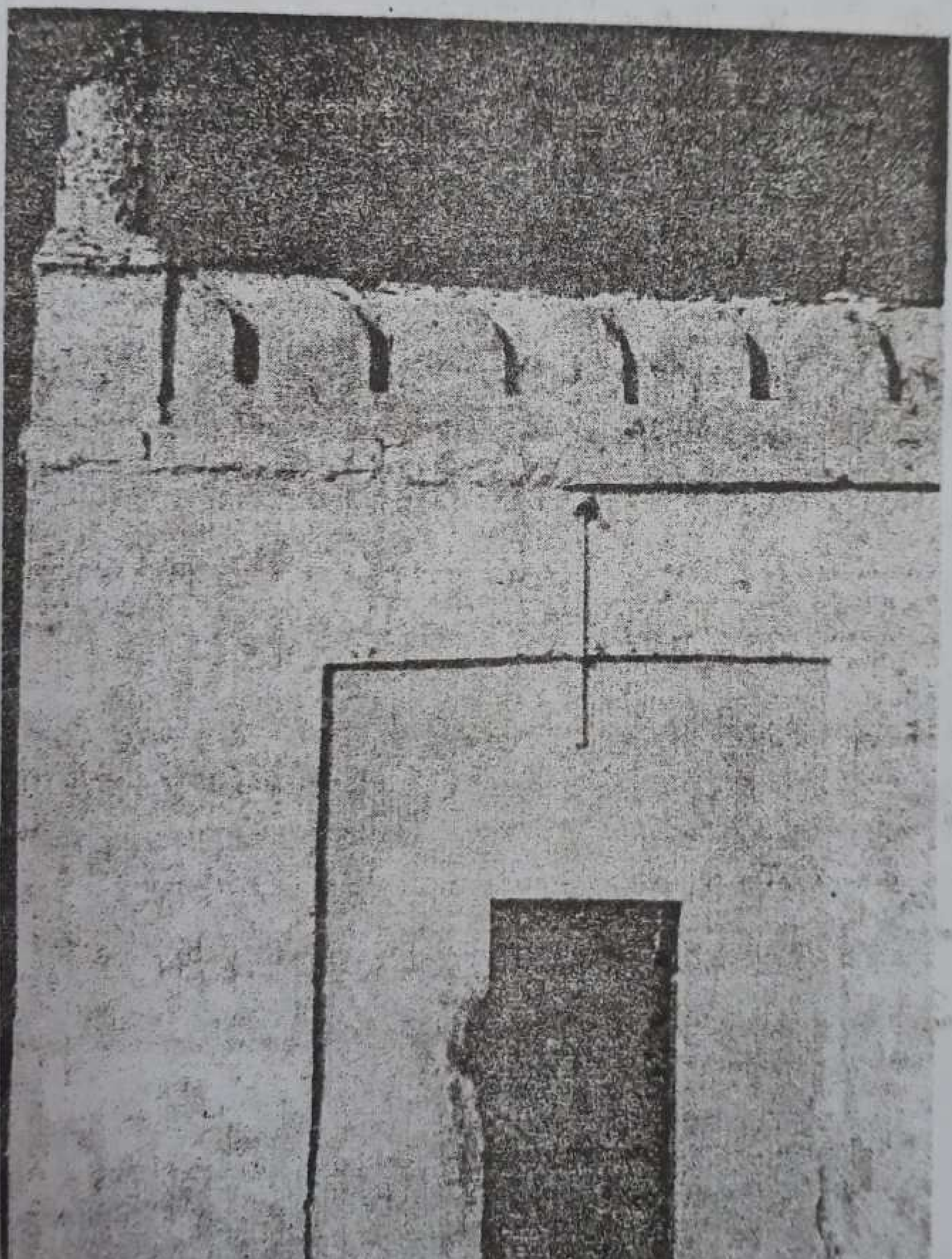
الغرض سلطان اور جوگی حضرت میراں شاہ ابوالحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اثناء راہ جوگی کی حسبِ خواہش بارش ہوئی اور جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کے سامنے دودھ سے بھرے پیالے رکھے ہوئے ہیں، پس وہ جوگی حضرت کا معتقد ہو گیا اور آپ کے قدموں پر گر پڑا ۔سلطان کو بھی آپ کی اس کرامت کو دیکھنے کے سے اعتقاد کلی پیدا ہوا اور یہی حضرت

کی بیجا پور میں سکونت کا باعث ہوا۔ رسالہ مکاشفہ میں ایک روایت ہے کہ ایک روز سلطان ابراہیم عادل شاہ کی لڑکی فوت ہوگئی اس لڑکی سے سلطان کو بہت محبت تھی ۔چنانچہ اس نے کارہائے سلطنت کو فراموش کر کے اس لڑکی کی قبر کے پاس بیٹھ گیا۔ جب اراکین سلطنت نے دیکھا کہ امورِ سلطنت تباہ ہورہے ہیں تو اتفاق رائے سے تمام ارکانِ دولت نے حضرت سے استغاثہ کیا کہ سرکار اس کا کچھ حل تلاش ہو۔ جب انہوں نے عجز وانکساری کی حد کر دی تو حضرت نے ان کی التماس قبول فرمائی اور سلطان کے پاس تشریف لے جا کر نظرِ جلال سے اس لڑکی کی قبر کو دیکھا اور اپنے دستِ مبارک کے عصا سے قبر پر ضرب لگائی، اس ضرب سے قبر میں شگاف پیدا ہو گیا اور اس سے آگ کے شعلے نکلنے لگے۔ حضرت نے سلطان سے بحالت فیض فرمایا کہ باہر سے جتنی آرائش ہے اندر اتنی ہی آگ بھری ہوئی ہے۔ حضرت نے سلطان سے فرمایا کہ اے نادان! تو قبر کے پاس آرائش کرنا چاہتا ہے اور اس کی آتش کو دفع کرنے کی تدبیر نہیں کرتا؟ بلکہ تیرا یہاں پڑے رہنا کچھ فائدہ مند نہیں ہے اپنی لڑکی کی مغفرت کی فکر کر۔ یہ سن کر سلطان متنبہ ہو گیا اور اپنی لڑکی کی قبر سے اٹھ کر حضرت کے ارشاد کے مطابق اس کی مغفرت کا سامان کرنے لگا۔ چنانچہ اس نے بہت صدقات دئے اور اس کی لوحِ مزار اور گنبد پر آیاتِ مغفرت کندہ کروائے۔

کب لباسِ ظاہری میں چھپے ہیں روشن ضمیر
پردۂ فانوس میں بھی شعلہ عریاں رہا

رسالۂ مکاشفہ میں ہے کہ آپ کی ایک صاحبزادی کا نکاح حضرت سید شاہ عبداللہ قادری خلف حضرت سیدنا عبداللطیف قادری لاابالی سے ہوا تھا، اور آپ نے اپنے خسر محترم سے خرقہ تبرک بھی حاصل فرمایا تھا۔ حضرت سید میراں شاہ ابوالحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک بیجاپور کے قلعہ کے باہر علی پور دروازہ کے نزد جنوب مشرقی

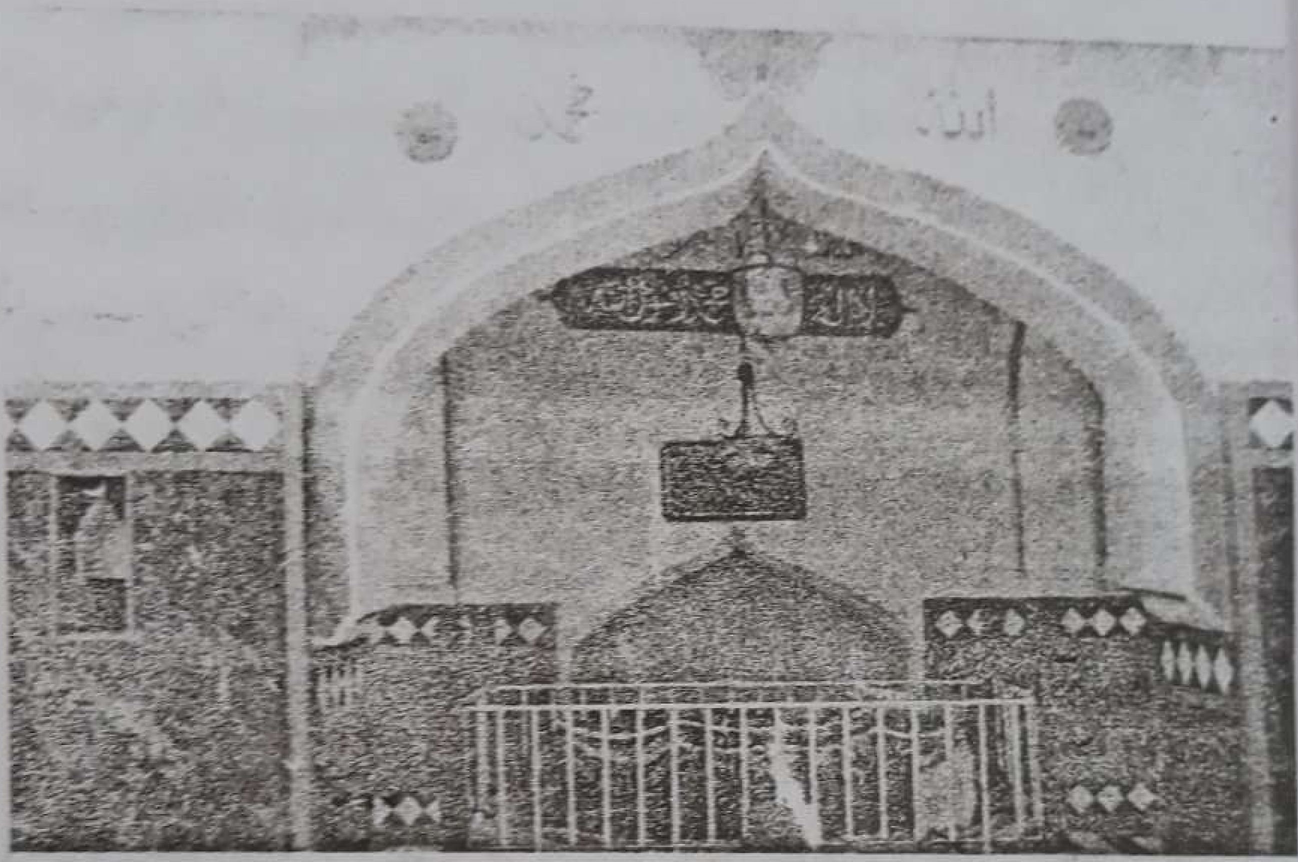
جانب چوکھنڈی میں ہے۔



چوکھنڈی حضرت سید میراں شاہ ابوالحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ "جگت گرو"

حضرت غوث دکن حافظ وحاجی الحرمین

سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ



آپ کا سلسلہ نسب حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے منجھلے صاحبزادہ حضرت سیدنا تاج الدین عبدالرزاق قادری۔ حضرت سیدنا امام الدین ابوصالح نصر قادری۔ حضرت سیدنا محی الدین ابی نصر۔ حضرت سیدنا حافظ سید ابی مسعود ظہیر الدین محمد صنو احمد قادری۔ حضرت احسن الدین حسن سیف الدین ابوذکریہ یحیی قادری۔ حضرت سیدنا حافظ و حاجی الحرمین سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

ہندوستان میں سلسلہ چشتیہ اور سہروردیہ کے بزرگوں کی آمد شروع ہو چکی تھی۔ یہ سلاسل ہندوستان میں دین اسلام کی تبلیغ جاری کر چکے تھے۔ ابھی سلسلہ قادریہ کا پھیلاؤ ہندوستان میں نہیں ہوا تھا۔ ایسے میں حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث

اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے آپ کے پوتے (ہم نے اوپر نسبی سلسلہ بیان کر دیا ہے) حضرت حافظ سید احسن الدین قادری الملقب حضرت ابوذکریا یحیٰ نجفی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد شریف سے ہندوستان کا سفر کیا۔ شمالی ہند کا دورہ فرماتے ہوئے دکن تشریف لائے اور گلبرگہ میں قیام فرمایا اور اسی جگہ کو اپنے قادری مشن کے لئے انتخاب کیا۔ پھر آپ نجف اشرف کو روانہ ہو گئے اور پھر آپ کا وصال مبارک وہیں ہوا۔ یہ پہلے قادری بزرگ ہیں جو حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں میں سے ہیں جنہوں نے ہندوستان میں تعلیمات غوثیہ (قادریہ) کی ترویج کے لئے کوشش فرمائی۔ مورخ زین الدین دردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں آپ کی بڑی ستائش کی ہے۔ مورخ امام شہاب الدین ابن امام حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''دررالکامنہ'' میں آپ کی بے حد تعریف وتوصیف کی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں یوں لکھا ہے: حضرت سید احسن الدین الملقب ابوذکریا یحیٰ نجفی رحمۃ اللہ علیہ بمقام بغداد شریف پیدا ہوئے آپ نے کلام پاک دمشق میں حفظ کیا اور علم ،ادب وفقہ بھی دمشق میں حاصل کیا اور حضرت فخر علی نجار رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث کی سند لی۔ بغداد اور اسکے اطراف پہاڑیوں میں حفاظ حدیث چھپے ہوئے تھے۔ ان سے مل کر حدیثوں کو سنا اور یاد کیا اور حافظ الحدیث ہوئے۔ آپ علم سلاح اور سیاحی میں بہت مشہور ہوئے تھے۔ آپ کی عزت وحرمت، جاہ وحشمت اور آپ کی سخاوت اور احسان وسلوک کے تذکرے لوگوں میں عام تھے۔ غربائ ومساکین ویتیموں اور اقرباء کو سونے اور چاندی سے نوازتے تھے۔ اگر اعتقادمند حضرات نذرونیاز پیش کرتے تو وہ بھی غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔ آپ کا گذر بسر توکل پر تھا۔ آپ کے خاندان کے لوگ پند ونصائح اور رشد وہدایت میں مشہور ومعروف تھے۔ آپ کے خاندان کے کسی بھی فرد سے کوئی ملتا تو سوائے پند ونصیحت کے کچھ اور

بات دنیاداری کی نہ سنتا تھا۔آپ علوم ظاہری میں کامل ہونے کے بعد علوم باطنی کی تکمیل کے لئے اپنے والد بزرگ حضرت سیدنا حافظ ابی مسعود ظہیر الدین محمد صنو احمد الحموی جو اپنے وقت کے ایک بہت بڑے عالم اور عارف کامل تھے جو مدرسہ باب الازج میں بڑے بڑے علماء وفضلاء کو پند ونصیحت فرماتے تھے آپ حضرت سید احسن الدین الملقب ابوذکریا رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور علوم باطنی کی تکمیل فرمائی اور دستار وخلافت حاصل کی اور ہادی ورہنمائے عالم بنے۔

آپ ابتداء میں بغداد شریف میں مفتی کے عہدہ پر فائز ہوئے اس کے بعد آپ نے اس عہدہ سے استعفاء دیا اور اپنے آبائی وطن حماء تشریف کے گئے (شہر حما بغداد سے سات (۷) میل کی دوری پر ہے) جہاں آپ کے خاندانی باغات بھی تھے ۔آپ کا وہاں پہنچنا ہی تھا کہ لوگوں کا اژدہام امڈ پڑا لوگ فیوض و برکات کے حصول کے لئے ٹوٹ پڑے۔آپ نے وہاں کچھ دن قیام فرمایا۔وہاں سے آپ مفتی نجف اشرف بن کر وہاں تشریف لے گئے۔اس کے بعد آپ نے اس خدمت کو بھی ترک فرمایا اور سیر وسیاحت کا آغاز کیا۔ان ہی ایام میں آپ نے ہندوستان کا سفر فرمایا ،شمالی ہند ہوتے ہوئے دکن میں تشریف لاکر گلبرگہ میں قیام فرمایا پھر واپس ہوئے۔ آپ کا وصال بمقام نجف اشرف ۶۹۰ ھ میں ہوا۔آپ کا مزار مبارک امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ کے گنبد کے سامنے ایک چبوترے پر واقع ہے۔

حضرت سیدنا احسن الدین قادری الملقب ابوزکریا رحمۃ اللہ علیہ کے چار فرزند تھے۔

(۱) حضرت حاجی الحرمین حافظ سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ۔

(۲) حضرت سید محمد احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔(۳) حضرت سید بہاالدین نجفی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۴) حضرت سید شمس الدین محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

ان ہی بزرگوں سے سلسلہ قادریہ دکن میں پھیلا اور ان ہی کی اولاد کو سبع قادریہ کا نام دیا گیا

حضرت حاجی الحرمین حافظ سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حاجی الحرمین حافظ سید محمد یوسف البغدادی بن سیدنا حسن الدین قادری نجفی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ آپ حسب احکام روحانی اپنے جداعلیٰ حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ اور اپنے والد ماجد کے انتخاب سے مستقل طور پر ہندوستان تشریف لائے اور دکن آکر گلبرگہ کو اپنا مرکز قرار دیا اور یہیں مقیم ہوگئے۔ یہی پہلے قادری بزرگ ہیں جنہوں نے سلسلہ قادریہ اور تعلیمات غوثیہ کا مستقل مرکز دکن کو قرار دے کر پہلی خانقاہ قادریہ کی بنیاد رکھی۔

حضرت حاجی الحرمین حافظ سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی آمد سے سر زمین دکن کا خطہ فیضان غوثیہ سے جگمگا اٹھا اور فیوض و برکات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر دکن کے ہر حصہ کی طرف بڑھتا گیا۔ (تاریخ قطب الاقطاب وتحریرات سید حسن وغیرہ)

آپ بمقام بغداد شریف تولد ہوئے۔ آپ نے ابتداء میں کلام اللہ کو حفظ فرمایا، حلب، بغداد، کوفہ، بیت المقدس اور دمشق کے علماً سے علم حاصل کیا۔ محدثین کرام سے علم حدیث کی سندیں حاصل کی اور حافظ الحدیث ہوئے۔ پھر آپ نے والد بزرگوار حضرت حافظ سید احسن الدین ابوذکریا یحی رحمۃ اللہ علیہ دست مبارک پر بیعت کی اور علوم باطنی کی تکمیل کے بعد عارف یگانہ ہوئے۔ آپ کے والد ماجد پیرو مرشد نے دستار خلافت سر پر رکھی، خرقہ قادریہ کے حصول کے بعد والد محترم کے جانشین ہوئے۔

حضرت حاجی الحرمین سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنے تین صاحبزادے (۱) حضرت حافظ سید یونس شرف جہاں قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سید شرف الدین شرف جہاں قادری رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت حاجی الحرمین سید سیف الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک پوتے حضرت حافظ سید عبدالرحمٰن اشرف جہانگیر

قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک سو (۱۰۰) فقراء کے ساتھ بغداد سے ہندوستان روانہ ہوئے
آپ اپنے قافلے کے ساتھ سمندر کے راستے بھڑوچ (گجرات) پہنچ کر قیام فرمایا۔ وہاں کا حاکم حاضر ہوا تو اس کو بادشاہ دہلی ہونے کی خوش خبری دے کر دہلی روانہ ہوئے۔ پھر آپ نے دکن کا رخ کیا۔ دولت آباد (دیوگیری) سے ہوتے ہوئے آپ گلبرگہ تشریف لائے اور پھر یہیں مقیم ہو گئے۔ گلبرگہ اس زمانے میں دولت آباد (دیوگیری) کا صوبہ تھا اور اس کی سرحد گولکنڈہ تک پھیلی ہوئی تھی۔ آپ نے گلبرگہ کو اپنا تبلیغی اور تعلیمی مرکز قرار دیا۔ اور خانقاہ قادریہ کی تعمیر کی یہ دکن کی پہلی خانقاہ تھی۔ گلبرگہ کی حدیں مرہٹہ، تلنگانہ اور گولکنڈہ تک وسیع تھیں۔ آپ یہاں تشریف لانے کے بعد سب سے پہلے اپنے فرزندوں اور پوتے کو مقامی زبانوں سے واقفیت کا حکم فرمایا، چاروں حضرات بھی عالم و عارف تھے بہت آسانی سے مقامی زبانوں پر عبور پالیا، پھر انہوں نے تعلیمات غوثیہ کو پہنچانے کے لئے سعی بلیغ شروع کی جس سے ہزار ہا لوگوں نے استفادہ کیا اور فیض یاب ہوئے۔

حضرت حاجی الحرمین حافظ سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی نظر کیمیاء اثر تھی۔ کسی مردہ پر پڑ جاتی تو مردہ زندہ ہو جاتا تھا۔ لاعلاج مریض آن کی آن میں نظر فرماتے ہی صحت مند ہو جاتے تھے۔ جب آپ گلبرگہ تشریف لائے تو گلبرگہ کے صوبہ دار کا ایک ہی جوان لڑکا تھا، اچانک اس کا انتقال ہو گیا ہندو مذہب کے رسوم کے مطابق لوگ گاتے بجاتے ہوئے اس کی لاش مرگھٹ کو لے جارہے تھے۔ آپ نے جب یہ آوازیں سنی تو اپنے فقراء سے دریافت فرمایا یہ کیا ہو رہا ہے۔ جب آپ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا صوبہ دار سے کہو کہ اس کا لڑکا اگر زندہ ہو جائے تو کیا وہ ایمان لا کر ہمارا مرید ہو جائے گا۔ جب صوبہ دار سے کہا گیا تو وہ خاموش ہوا، لیکن اس کی بیوی نے کہا میں

دل و جان سے حضرت پر اعتقاد لاؤں گی اور حضرت کے سلسلے میں داخل ہونے کی عزت حاصل کروں گی۔ بیوی کی گفتگو سن کر صوبہ دار بھی تیار ہو گیا۔ پھر اس کے مردہ بیٹے کو پیش کیا گیا۔ آپ نے "قم باذن اللہ" کہہ کر مردہ لڑکے کو زندہ کر دیا اس کے بعد صوبہ دار اور اس کی بیوی اور بچہ اور اس کے احباب تمام کے تمام آپ کے ہاتھ پر ایمان لائے اور مرید ہو گئے۔ اس کے بعد آپ نے قلعہ گلبرگہ میں مستقل سکونت اختیار فرمائی۔ یہ قلعہ گلبرگہ کے راجہ کلی چند مہاراج کا بنایا ہوا ہے۔

غوث دکن حضرت حافظ سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ بندگان خدا کو وحدانیت کی تعلیم دیتے تھے۔ اپنے جد اعلیٰ کی طرح ہر ایک کی دستگیری فرماتے تھے۔ آپ نہایت خوش اخلاق اور شیریں گفتار ملنسار اور عابد و زاہد و متقی و پرہیز گار تھے۔ آپ کی زندگی توکل پر تھی۔ آپ رات بھر عبادت کرنے کے بعد کمرہ سے باہر برآمد ہوتے تو اہل شہر دعا کے لئے حاضر رہتے، آپ ان سب کی درخواستوں کو سماعت فرماتے پھر ان کے حق میں دعائے خیر فرماتے۔ مراد مند آپ کی دعاؤں کی برکت سے دلی مراد پاتے، گمراہ آپ کی ہدایت سے راہ راست پر آتے۔ آپ کی بابرکت ذات سے ہزاروں لوگوں نے فیض پایا۔ آپ کبھی کبھار عالم مستی میں کمرۂ عبادت سے باہر آتے تو سامنے والے پر نظر ڈالتے پھر اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے تو وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا، پھر اس کا دل عشق الٰہی سے معمور ہو جاتا۔ اس کے بعد اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکنے لگتا اور اس کا قلب منور ہو جاتا۔ آپ کے چہرہ مبارک سے انوار کی شعائیں نکلتی رہتی تھیں۔

حضرت ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت حافظ سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس کے محدثین سے حدیثوں کی سماعت کی حافظ قرآن و حافظ حدیث ہوئے، ایک کثیر جماعت نے آپ سے استفادہ کیا۔ روایت

ہے کہ آپ جب وضوفرماتے تو لوگوں کا اژدہام ہوتا، عوام آپ کے وضو کے پانی سے فیض حاصل کرتے ۔آپ کے وضو کے پانی کو مریضوں اور آسیب زدہ لوگوں کو پلاتے تھے جسکی وجہ سے وہ سب صحت مند ہوجاتے تھے۔آپ کی ذات بابرکت سے دکن کے عوام کو کثیر فائدہ ہوا۔

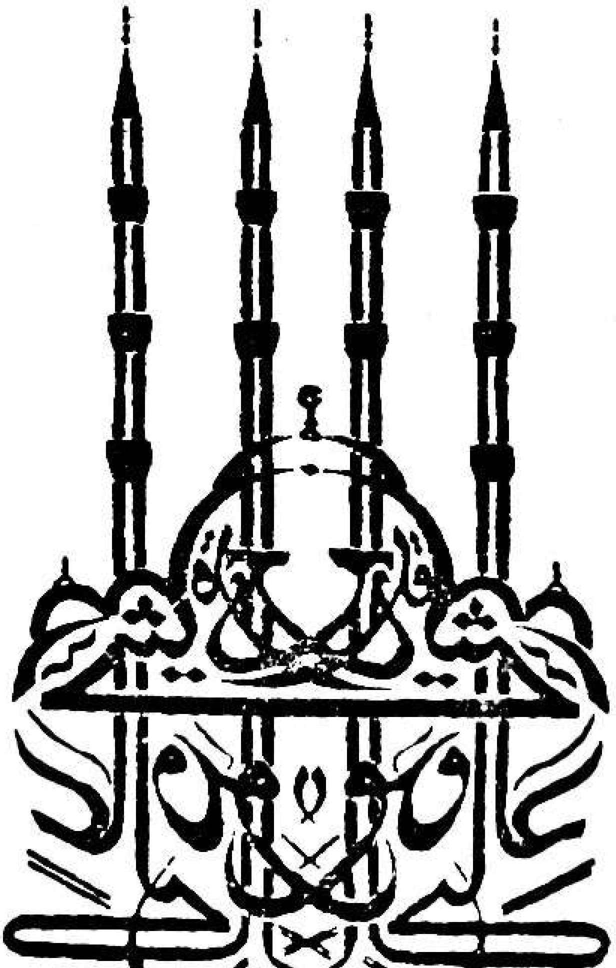
آپ کا وصال مبارک گلبرگہ میں ذیقعدہ ۷۰۵ھ کو ہوا۔

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں حضرت حاجی الحرمین حافظ سید محمد یوسف البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے۔

(۱) حضرت حافظ سید یونس شرف جہاں قادری رحمۃ اللہ علیہ (صاحب اولاد)

(۲) حضرت سید شرف الدین شرف جہاں قادری رحمۃ اللہ علیہ (لاولد)

(۳) حضرت حاجی الحرمین سید سیف الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ



حضرت سید سیف الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حاجی الحرمین سید رکن الدین ابو یوسف تولہ کے تیسرے سب سے چھوٹے صاحبزادے ہیں۔

(۱) بڑے صاحبزادے حضرت حافظ سید یونس شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار مبارک قلعہ کے شمالی ٹیلہ پر مسجد میں چوکھنڈی کے اندر واقع ہے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے حضرت سید شرف الدین شرف جہاں قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا مزار مبارک حضرت خواجہ رکن الدین سراج الدین جنیدی المعروف حضرت شیخ جی کے روضہ کی گلی کے متصل بائیں جانب سڑک پر ہے۔ جس پر خوبصورت گنبد بنی ہوئی ہے۔

(۳) تیسرے صاحبزادے حضرت سید سیف الدین قادری حاجی الحرمین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کی مزار مبارک شاہ بازار کی جامع مسجد کے پیچھے ایک خانہ کی مسجد کے سامنے چبوترے پر واقع ہے اور قبر مبارک پر کالے پتھر کا تعویذ بنایا گیا ہے۔ آپ کے قبر مبارک کے متصل ہی ایک اور پتھر کی قبر ہے جو آپ کے مرید کی ہے۔

(۱) حضرت سید شاہ بادشاہ قادری سجادہ نشین درگاہ حضرت سید میراں حسینی الحموی (لنگر حوض) حیدر آباد۔

(۲) ڈاکٹر پروفیسر ایم اے رحیم صاحب (رٹائرڈ) محکمہ تاریخ گلبرگہ یونیورسٹی اور مورخین کے خیال میں بھی آپ حضرت سید یوسف الدین قادری حاجی الحرمین رحمۃ اللہ علیہ ہی پہلے سبع قادری بزرگ ہیں۔

حضرت حاجی الحرمین سید محمد یوسف قادری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا نسب نامہ اس طرح ہے:۔

(۱) حضرت حافظ سید محمد یوسف قادری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ م ۷۵۰ھ (گلبرگہ) بن

(۲) حضرت حافظ سید ابن احسن الدین قادری الملقب سید سیف الدین ابوذکریا یحیٰ نجفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۹۰ھ) بن

(۳) حضرت حافظ سید ابو مسعود ظہیر الدین محمد صنو احمد قادری الحموی رحمۃ اللہ علیہ۔ وصال (۶) ربیع الثانی ۶۸۱ھ بن

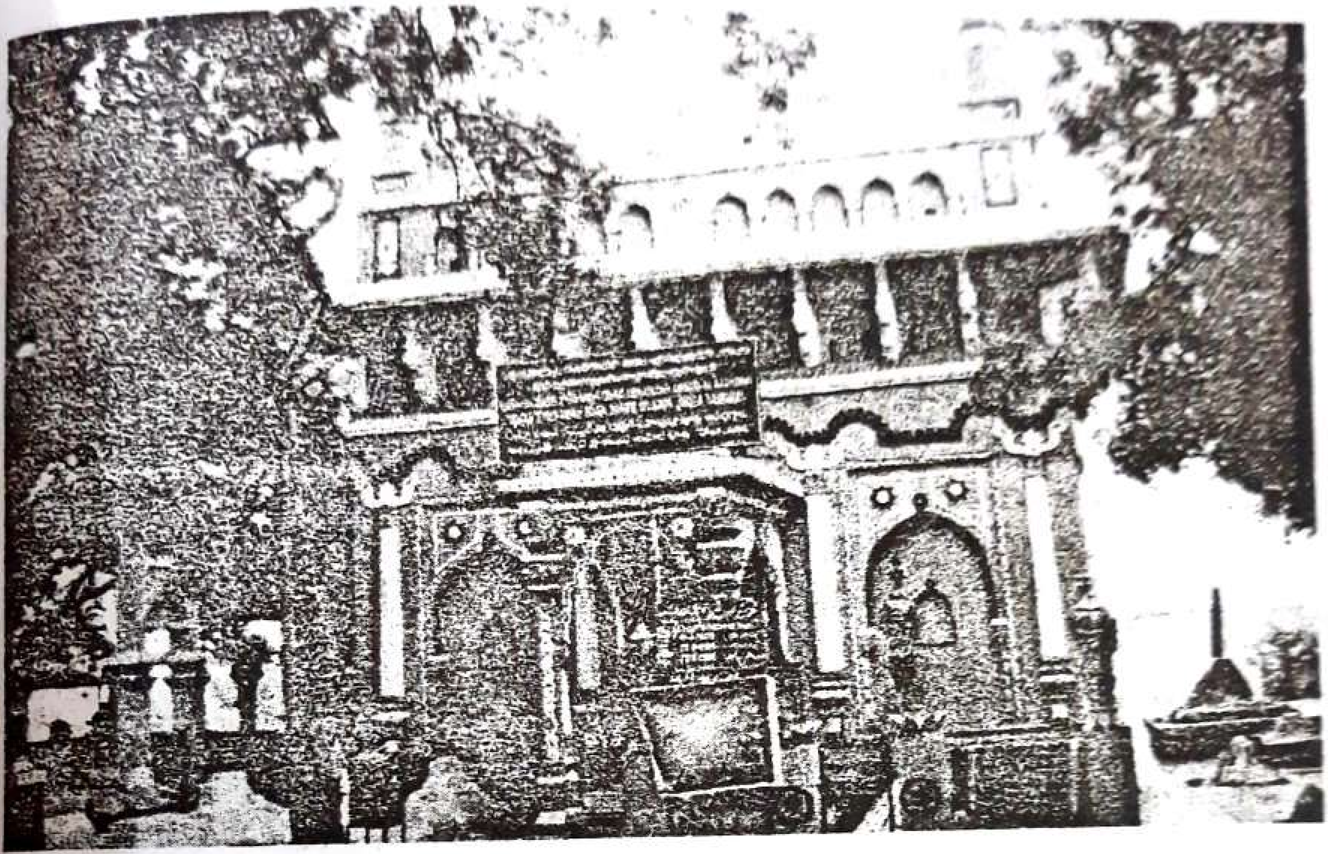
(۴) حضرت حافظ سید ابو محمد احمد بن ابی نصر محی الدین قادری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ۔ وصال ۱۳ شوال ۶۵۰ھ بن

(۵) حضرت حافظ سید عماد الدین بن قادری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶ شوال ۶۳۳ھ بن

(۶) حضرت حافظ سید تاج الدین عبدالرزاق قادری البغدادی رحمۃ اللہ علیہ وصال ۶ شوال ۶۰۳ھ بن

(۷) حضرت حافظ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم دستگیر رحمۃ اللہ علیہ وصال ۱۷ ربیع الثانی ۵۶۱ھ

(۲) حضرت سید شاہ نورالدین اسحاق ثناء اللہ قادری الحموی المعروف حضرت میاں صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ



آپ کا نسبی سلسلہ حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر سے اس طرح ملتا ہے:۔
حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ...... حضرت حافظ سیدنا تاج الدین عبدالرزاق قادری...... حضرت حافظ سیدنا عماد الدین قادری البغدادی...... حضرت حافظ سید ابو محمد احمد ابی نصر محی الدین قادری...... حضرت حافظ سیدنا ابو مسعود ظہیر الدین محمد صنو احمد قادری...... حضرت سیدنا یوسف الدین قادری...... حضرت سیدنا شمس الدین محمد قادری...... حضرت سیدنا علاؤ الدین قادری...... حضرت سیدنا یحیٰ قادری...... حضرت سیدنا ابوالفتح قادری...... حضرت سیدنا اسحاق ثناء اللہ قادری الحموی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

حضرت سیدنا اسحاق ثناء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت بغداد میں ہوئی آپ کے والد بزرگ کا اسم گرامی حضرت سیدنا ابوالفتح سعد الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ بارہ سال

کی عمر میں اپنے پدر بزرگوار کی زیر نگرانی آپ کی تعلیم و تربیت ہوئی۔ اور اٹھارہ سال میں خرقہ خلافت اور نعمت قادریہ اپنے والد بزرگ سے حاصل فرما کر طریقت ، معرفت، حقیقت کی منزلیں طے کرتے رہے اور اپنے نگاہ فیض سے بحرِ طریقت بن کر ہزاروں لوگوں کی تشنگی دور کرتے رہے پھر غلبہ عشق الٰہی میں بغداد سے نکل کر برنالہ میں سکونت اختیار کی۔ برنالہ میں آپ نے ایسا عظیم مراقبہ کیا کہ (۵۰) پچاس سال تک آپ ایک ہی نشت پر قائم رہے۔ بعد ازاں آپ پھر بغداد شریف واپس لوٹے اور حسب سنت نبوی عقد نکاح فرمایا اور کچھ عرصہ بعد پھر آپ نے بغداد سے دکن کی جانب عزم سفر باندھا اور موضع کنگن پور (قمر نگر) جو اب کرنول کے نام سے پکارا جاتا ہے رونق افروز ہوئے۔ آپ کا روضہ مبارک آج بھی کرنول میں دریائے تنگبھدرا کے کنارے واقع ہے جو زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ سلسلہ قادریہ کے اولیاء کرام جنہوں نے پہلی مرتبہ دکن کا رخ کیا ان میں آپ کا نام نامی بھی ہے۔ اور آپ سبع قادریہ دکن میں شامل ہیں۔ آپ جس زمانے میں کرنول تشریف لائے اس وقت یہاں پر ایک ہندو راجہ راج کرتا تھا۔ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی۔ اور وہ بھی جہالت اور لاعلمی کے اندھیروں میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایسے ماحول میں آپ نے رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام کا کام شروع کیا۔ آپ کے وعظ کی محفلیں پر تاثیر ہوا کرتی تھیں۔ لوگ آپ کے وعظ و بیان سے نہ صرف متاثر ہوتے بلکہ عشق الٰہی سے سرشار ہو کر رو پڑتے تھے۔ آپ کی تبلیغ کا اثر یہ ہوتا کہ شہر اور اطراف واکناف سے لوگ جوق در جوق آنے لگے آپ کے زبان و بیان میں جو تاثیر تھی اور آپ کے وعظ و نصیحت میں جو درد پنہاں تھا۔ وہ اپنی مثال آپ تھی۔ اس طرح آپ نے کرنول کے خطہ کو اپنے فیوض و برکات سے اور دولت عرفان سے مالا مال کر دیا۔

آپ بے انتہا سادہ و زاہد اور متقی بزرگ گذرے ہیں۔ آپ نے اپنے پاس

سب کچھ ہونے کے باوجود فقر و فاقہ کو دولت سمجھا، زہد و انقطاع کو اپنی اقلیم استغنا کا تاج وتخت بنایا۔ بے نیازی و بے مرادی کے لازوال خزانوں پر ہمیشہ قانع رہے۔ کبر حق اور سطوت الٰہی کا یہ عالم رہا کہ شاہان عالم نے ان کے دامنوں پر عقیدت و اطاعت کی آنکھیں ملیں، تاج وتخت اقتدار و حکومت کو ہمیشہ انکے پائے استقامت کی ٹھوکریں نصیب ہوئیں۔

۱۵۳۱ء میں قمر نگر (کرنول) عادل شاہی حکومت کے ماتحت آ گیا تھا۔ اس کا انتظام علی عادل شاہ ثانی نے اپنی فوج کے اعلیٰ عہدہ دار عبدالوہاب خان کے سپرد کیا۔ ملک عبدالوہاب آپ کے معتقدین میں سے تھا۔ اور اسی وجہ سے آپ نے کرنول میں سکونت اختیار فرمائی۔ صوبہ دار ملک عبدالوہاب خان کے زمانے میں کرنول کئی صوفیا کرام کا مسکن بن چکا تھا۔ عبدالوہاب خان کو اولیا کرام سے بڑی عقیدت تھی اس نے کرنول کی صوبہ داری سنبھالتے ہی اولیاء کرام کے مزاروں پر زیارت کا شرف حاصل کرنے کے لئے مزارات پر حاضری دیتا تھا۔ اور اس کو حضرت اسحاق ثناء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ عقیدت تھی۔ جب بھی وہ آپ کی بارگاہ میں آتا اس کے دل کو تسکین حاصل ہوتی۔ وہ ہر ماہ کی ۲۹ تاریخ کو بارگاہ پر حاضر ہوتا اور حضرت سے دعاؤں کا شرف حاصل کرتا۔

نعم الامیر علی باب الفقیر و بئس الفقیر علی باب الامیر

وہ امیر بہت اچھا ہے جو فقیر (درویش) کے دروازے پر نظر آئے، اور وہ فقیر (درویش) بہت برا ہے جو امیر کے دروازہ پر نظر آئے۔

حضرت سیدنا اسحاق ثناء اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات

(۱) تنگبھدرا کی طغیانی سے نجات

حضرت سید شاہ اسحاق ثناء اللہ قادری الحموی رحمۃ اللہ علیہ کا آستانۂ مبارک دریائے تنگبھدرا کے کنارے کرنول میں واقع ہے۔ ایک مرتبہ تنگبھدراندی میں طغیانی کے آثار نمودار ہوئے پانی کی سطح تیزی سے بڑھنی شروع ہوئی، لوگ گھبرا کر آس پاس کے مکانات خالی کرنے لگے۔ کئی افراد نے جانی و مالی نقصانات اٹھائے اور لوگوں کو یہ شبہ غالب تھا کہ پانی روضۂ مبارک میں داخل ہوجائے گا۔ مگر عاشقان اولیاء نے آپ کی بارگاہ نہیں چھوڑی۔ لوگوں کو یقین تھا کہ ایسا نہیں ہوگا۔ روضۂ مبارک کے اندر جو لوگ ٹھہرے ہوئے تھے انھوں نے بارگاہ میں دعا مانگی کہ حضور آپ اس بڑھتے ہوئے پانی پر نظر کرم فرمائیں۔ پھر دیکھتے کیا ہیں کہ پانی کی بڑھتی ہوئی سطح جو قریب تھی کہ روضہ مبارک کے اندر داخل ہوجاتی مگر حضور کی نظر کرم سے آہستہ آہستہ طغیانی کا زور کم ہوتا گیا اور پانی کی سطح کم ہوتی گئی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ پانی نے آپ کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرلیا ہے اور پچھلے پاؤں لوٹ رہا ہے

(۲) بجلی کا آپ کے روضہ مبارک کا طواف کرنا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ موسم گرما میں بڑی تیز بارش ہونے لگی اس وقت آپ کے روضہ کے اطراف لوگوں کی آبادی بالکل کم تھی۔ ہر طرف کانٹوں اور سانپوں کے بِل دکھائی دیتے تھے۔ اور درگاہ شریف کے احاطہ میں جو زائرین وعقیدت مند وہاں پر موجود تھے ان لوگوں کو ایسے وقت سر چھپانے کے لئے صرف آپ ہی کا روضہ مبارک تھا۔ بارش کے تیز دھاروں اور بجلیوں کی کڑکڑاہٹ سے لوگ گھبرا کر دوڑتے ہوئے آکر روضہ مبارک میں پناہ لینے لگے۔ کچھ ہی دیر میں لوگ کیا دیکھتے

ہیں کہ زوردار کڑک کے ساتھ بجلی روضہ مبارک میں داخل ہوئی اور تین مرتبہ مزار کا طواف کیا اور پھر چھت کاٹتی ہوئی باہر نکل گئی اور آج تک بھی اس کے نشان باقی ہیں ۔لوگ دیکھتے ہی رہ گئے اور کسی کو کسی قسم کا ضرر نہ پہنچا۔

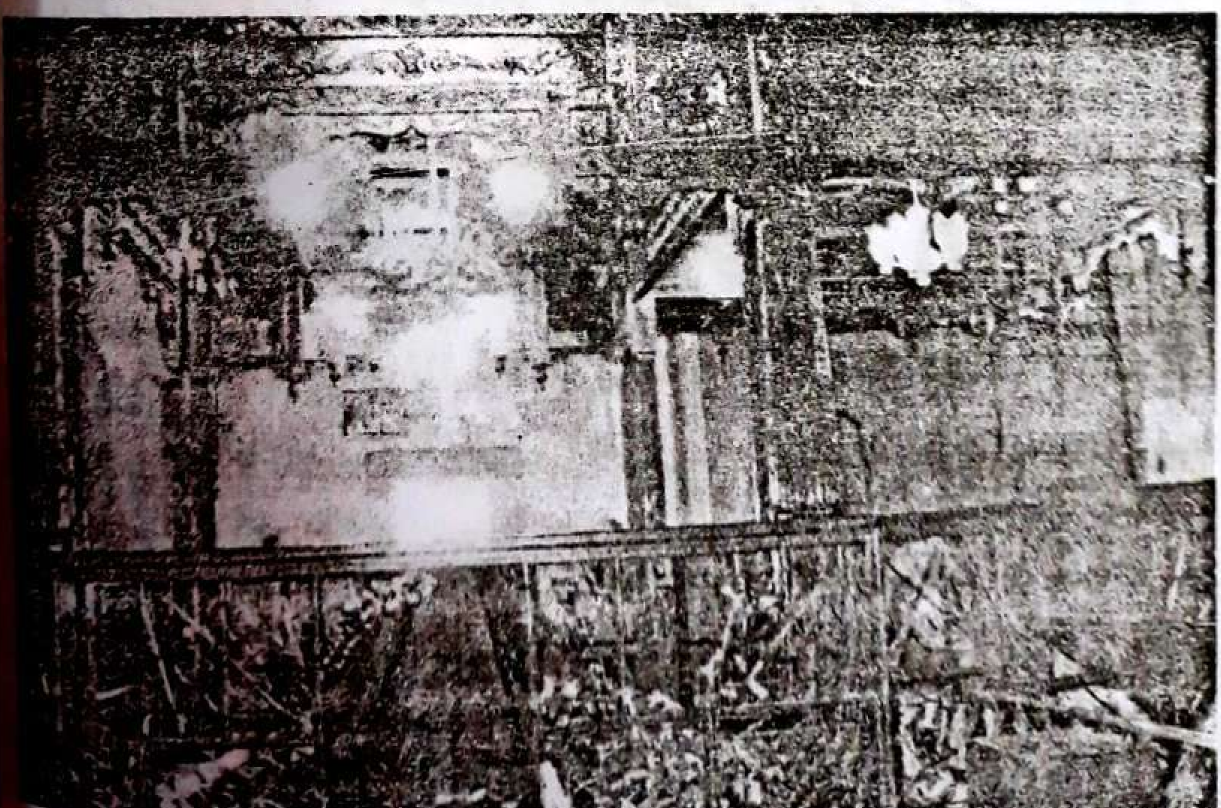
خلاصہ یہ ہے کہ اصل مدد اور حقیقی اعانت (مدد) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے اور اللہ کے نیک بندے مظہر عون الٰہی ہیں۔ان اللہ کے نیک بندوں کو مشکل کے وقت یاد کرنا صرف اس لئے ہوتا ہیکہ وہ حضور قلب سے اللہ کے حضور میں دعا کر کے ہماری مشکلیں آسان کردیتے ہیں۔ بیشک اللہ والوں کا مقام اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

حدیث قدسی:۔ اولیائی تحت قبائی الا لی یعرفهم ۔

(بیشک اولیاء میرے قبا میں چھپے ہوئے ہیں جسے میرے سوا کوئی نہیں جانتا)

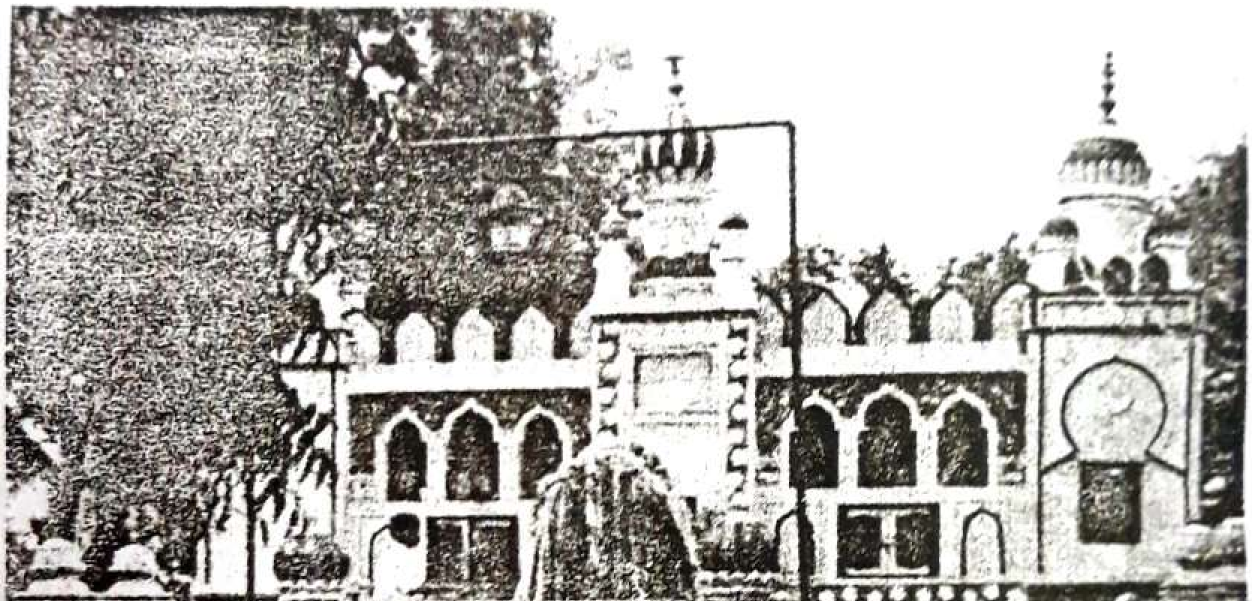
یا تو پھر "ولی را ولی می شناسد "(ولی کی شان ولی ہی جانتے ہیں)

وصال مبارک: حضرت سید شاہ اسحاق ثناء اللہ قادری الحموی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۲۹ شعبان المعظم ۹۱۱ھ میں ہوا۔ آپ کا روضہ پرنور کرنول میں دریائے تنگبھدرا کے کنارے واقع ہے۔آپ کا صندل مبارک ۲۹ شعبان کو بوقت بعد نماز عصر سجادہ نشین



قبلہ کے مکان سے بشکل جلوس برآمد ہوتا ہے۔ ہر ماہ ۲۹ تاریخ کو بارگاہ اسحاقیہ حضرت سید شاہ اسحاق شاہ اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تبدیلی غلاف مبارک عمل میں آتی ہے۔

حضرت شیخ سید یوسف المعروف رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ



آپ حضرت سید احسن الدین ابو زکریا یحیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ ساتویں پشت میں حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث اعظم کے صاحبزادے ہیں۔

حضرت شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ نجف میں پیدا ہوئے۔ تاریخ اقطاب دکن میں ہے کہ آپ نجف سے ہندوستان (بہرائچ)۔ ناصر الدین جو سلطان التمش کا بیٹا تھا۔ اور بہرائچ کا صوبہ دار (گورنر) تھا۔ ناصر الدین حضرت کا بہت معتقد تھا۔ اور آپ نے اس کو بادشاہت کی بشارت دی۔ اس کے دوسرے ہی دن دہلی سے بادشاہ کا خط اس کے نام آیا کہ فوراً دہلی چلے آ ؤ تا کہ تمہیں بادشاہ بنایا جائے۔ ناصر الدین محمود نے

حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس کو ایک شمشیر اور کلاہ عنایت فرمائی اور دہلی جانے کی اجازت دی۔ ناصر الدین دہلی جا کر حضرت کی بشارت کے مطابق باپ کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اور ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ آپ اس کے بعد بہرائچ سے (شمالی ہند) سے کوچ فرما کر دکن گلبرگہ کی جانب تشریف لائے۔ جبکہ گلبرگہ میں ابھی اسلام کا چراغ روشن نہیں ہوا تھا۔ گلبرگہ دیوگڑھ کے یادھو راجہ کے تحت تھا۔ اور راجہ کی طرف سے ایک ہندو صوبہ دار قائم تھا۔ حضرت شیخ سید یوسف رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ کے مغرب میں ایک ٹیلہ پر اپنے معتقدین کے ساتھ قیام پذیر ہوئے۔ ایک دن باجہ اور گانا و رونے کی آوازیں آنے لگیں، آپ نے اپنے ایک مرید اور بڑے فرزند حضرت یونس شرف جہاں کو خبر لانے کو کہا۔ انہوں نے واپس آ کر عرض کی کہ یہاں کے سردار کا اکلوتا ایک بیٹا مر گیا ہے اور اس کو جلانے کیلئے مرگھٹ لے جایا جا رہا ہے۔ اہل ہنود کا دستور ہے کہ مرے کو لے جاتے وقت باجا بجاتے ہوئے لے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس سردار سے کہو کہ اگر اس کا مردہ بیٹا زندہ ہو جائے تو کیا وہ مسلمان ہو جائے گا؟ جب سردار کو یہ اطلاع ملی تو اس کی عورت راضی ہو گئی۔ اور پھر راجہ اور اس کے فوجی اور ساتھی سب ہی نے اقبال کر لیا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ٹیلہ سے نیچے اترے اور اس لڑکے کی نعش کے قریب آ کر فرمایا "قم باذن اللہ" اسی وقت نعش میں جنبش ہوئی اور وہ زندہ ہو گیا۔ پس اسی وقت سردار اور اس کی بیوی معہ فوج کے ایمان لائے اور اپنے بت خانے کو آپ کی نظر کیا۔ آپ نے بت خانہ میں خانقاہ کو منتقل کیا اور اپنے بڑے فرزند سید یونس شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ کو اندرون قلعہ خانقاہ کی نگہداشت کیلئے مقرر کیا اور خود آپ اسی ٹیلہ پر آ کر قائم ہو گئے۔ صاحب "آفتاب دکن" نے لکھا ہے کہ سردار کے مسلمان ہونے کی اطلاع جب دیوگڑھ میں راجہ کو ہوئی تو اس نے گلبرگہ پر حملہ کروا دیا۔ سردار نے

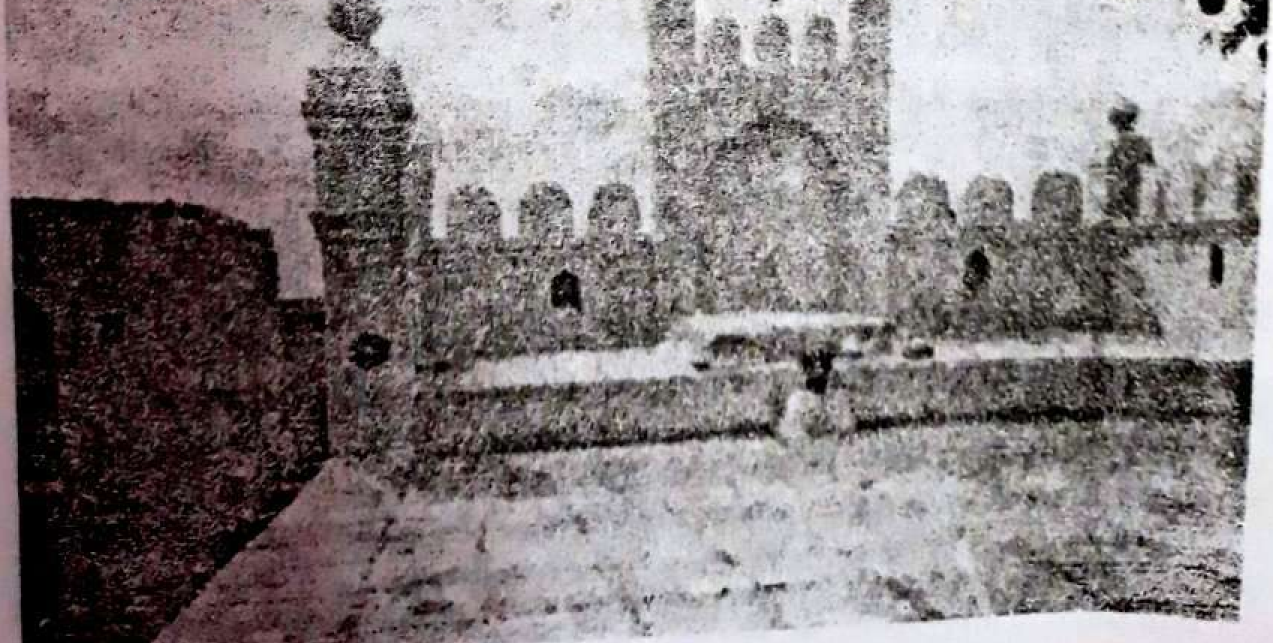
جو مسلمان ہو گیا تھا مردانگی کے ساتھ کفار کی فوج کا مقابلہ کیا اور دشمن شکست کھا کر فرار ہو گئے ۔ جب جاتے ہوئے کفار کی فوج کا گذر حضرت رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ کے ٹیلہ پر سے ہوا۔ آپ اپنے چند مریدوں کے ساتھ تھے۔ کفار کی فوج نے موقع پا کر آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ اپنے مختصر سے ہمراہیوں کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کیا اور آخر کار لڑتے ہوئے شہید ہو گئے ۔ قبل اس کے جس زمانے میں آپ نے یہاں قیام فرمایا اور ذکر و شغل میں مصروف تھے، ایک برہمن جس کا نام بچو ناتھ تھا ہوا میں پرواز کرتے ہوئے کاشی کو جا رہا تھا۔ آپ کی نظر اس پر پڑی۔ آپ کے اشارہ کے ساتھ ہی اس کی طاقت پرواز ختم ہو گئی اور وہ نیچے آ رہا۔ آپ نے دریافت کیا کہ وہ ہوا میں اڑ کر کہاں جا رہا تھا۔ اس نے کہا کاشی کی زیارت کو جا رہا تھا۔ آپ نے اس کو اسی مقام پر کاشی کی زیارت کروائی۔ وہ بے خود ہو کر مسلمان ہوا اور آپ ہی کے ساتھ رہنے لگا اور معرکہ کفار میں شہید ہوا اسی ٹیلہ پر حضرت رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے بازو ہی دفن ہے۔ آپ کے تولہ کہنے کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ جس وقت ہندوستان میں داخل ہوئے تو تولچہ نامی مقام پر کئی روز رہے آپ تولچہ کا تلفظ تولہ کہا کرتے تھے اس لئے آپ کو لوگ تولہ کہنے لگے۔

اقطاب دکن میں ہے کہ آپ کی آمد علاؤ الدین خلجی کے وزیر ملک کافور کے دکن میں آنے سے پہلے کی ہے۔ آپ نے یہاں اسلام کا چراغ روشن کیا۔ جب آپ شہید ہو گئے تو آپ کے تینوں صاحبزادگان حضرت سید یونس شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید شرف الدین شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ اور سید یوسف الدین شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچے کچے ساتھیوں کے ساتھ دہلی پہنچ کر کفار کے ظلم کی داستان علاؤ الدین خلجی کو سنائی۔ اسی کتاب میں منقول ہے کہ سلطان علاؤ الدین خلجی ایک روز محل خاص میں بیٹھا ہوا تھا ایک سبز پرندہ روشندان پر آ بیٹھا اور بزبان حال

کہنے لگا کہ اے سلطان دکن میں گلبرگہ نامی مقام پر کافروں نے ایک سادات کا خون ناحق کیا ہے اور وہاں کے مسلمان کافروں میں گھرے ہوئے ہیں اور انکا ظلم سہہ رہے ہیں جلد ان کی خبر لے۔ یہ کہہ کر پرندہ اڑ گیا۔اور دوسرے ہی دن ان تین بزرگوں کا قافلہ دربارِ سلطان میں حاضر ہوکر اپنی روداد اور واقعہ اپنے والد بزرگ کی شہادت اور مسلمانوں پر ظلم اور زیادتی سنائی۔سلطان علاؑ الدین خلجی نے مسلمانوں پر ظلم کی یہ داستان سن کر اپنے سپہ سالار ملک کافور کو کفار ظالموں کے استیصال کے لئے فوج جرار دیکر بھیجا۔ملک کافور نے مُلک دکن کا علاقہ فتح کر کے حکومت علائی (خلجی) میں داخل کرلیا۔اس کی فوج میں بڑے بڑے علماء، اولیاءاللہ، روحانی پیشوا جن میں حاجی ملک حیدر رحمۃ اللہ علیہ، حاجی رومی رحمۃ اللہ علیہ (بیجاپور) حاجی دولت ملی رحمۃ اللہ علیہ حافظ صلاح الدین رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ لشکر علائی کے ہمرکاب تھے۔

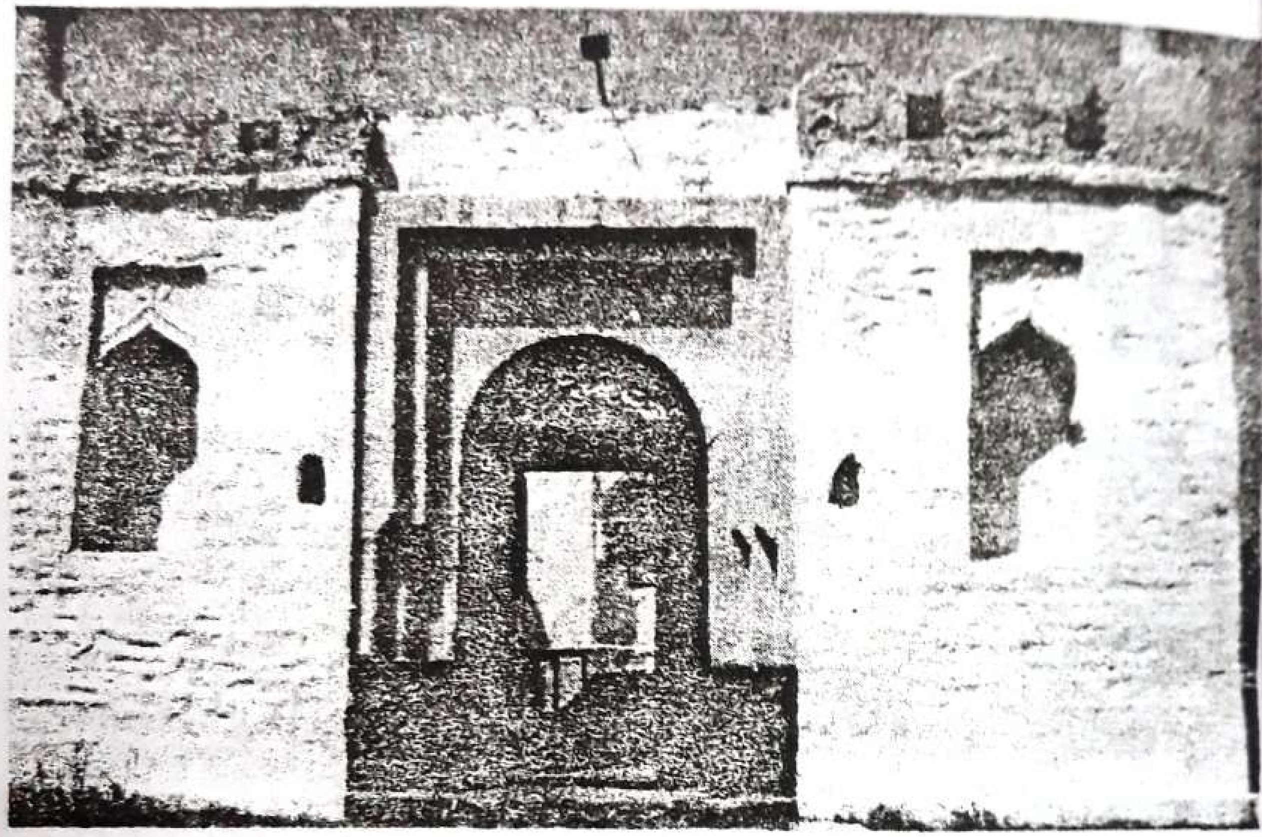
لہ جنود السمٰوات والارض اسی کی ہیں فوجیں آسمانوں اور زمین میں

حضرت شیخ سید یوسف رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ کی مزار مبارک سے چند قدم مغرب کی جانب ایک چبوترا ہے جہاں پر آپ نے چلہ کشی فرمائی آج بھی وہ جگہ زائرین کیلئے متبرک ہے۔



حضرت شیخ سید یونس شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے فرزند تھے۔ نجف میں پیدا ہوئے۔ اپنے والد بزرگ کے ساتھ ہندوستان بہرائچ آئے اور پھر آپ کے ساتھ



گلبرگہ میں قیام فرمایا۔ پھر اپنے والد بزرگ کی ہی زندگی میں اپنے دادا حضرت سید احسن الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد بغداد روانہ ہوئے اور اپنے دادا حضرت کے جانشین ہوئے۔ پھر آپ کے والد صاحب کے وصال کی خبر سن کر واپس گلبرگہ تشریف لائے اور آخر زندگی تک یہیں قیام فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک گلبرگہ قلعہ کے اندر جامع مسجد گلبرگہ کے شمالی جانب بڑے دروازے کے سامنے ٹیلہ پر چوکھنڈی میں ہے۔ اس خوبصورت اور عالی شان مسجد کو محمد شاہ اول بہمنی نے 1367ء مطابق ۷۶۵ھ میں تعمیر کیا۔ حضرت شیخ سید یونس شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے تھے (۱) حضرت سید محمود قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) سید خلیفۃ الرحمٰن۔

حضرت سید یونس شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ ولی اللہ عارف باللہ عالم و فاضل

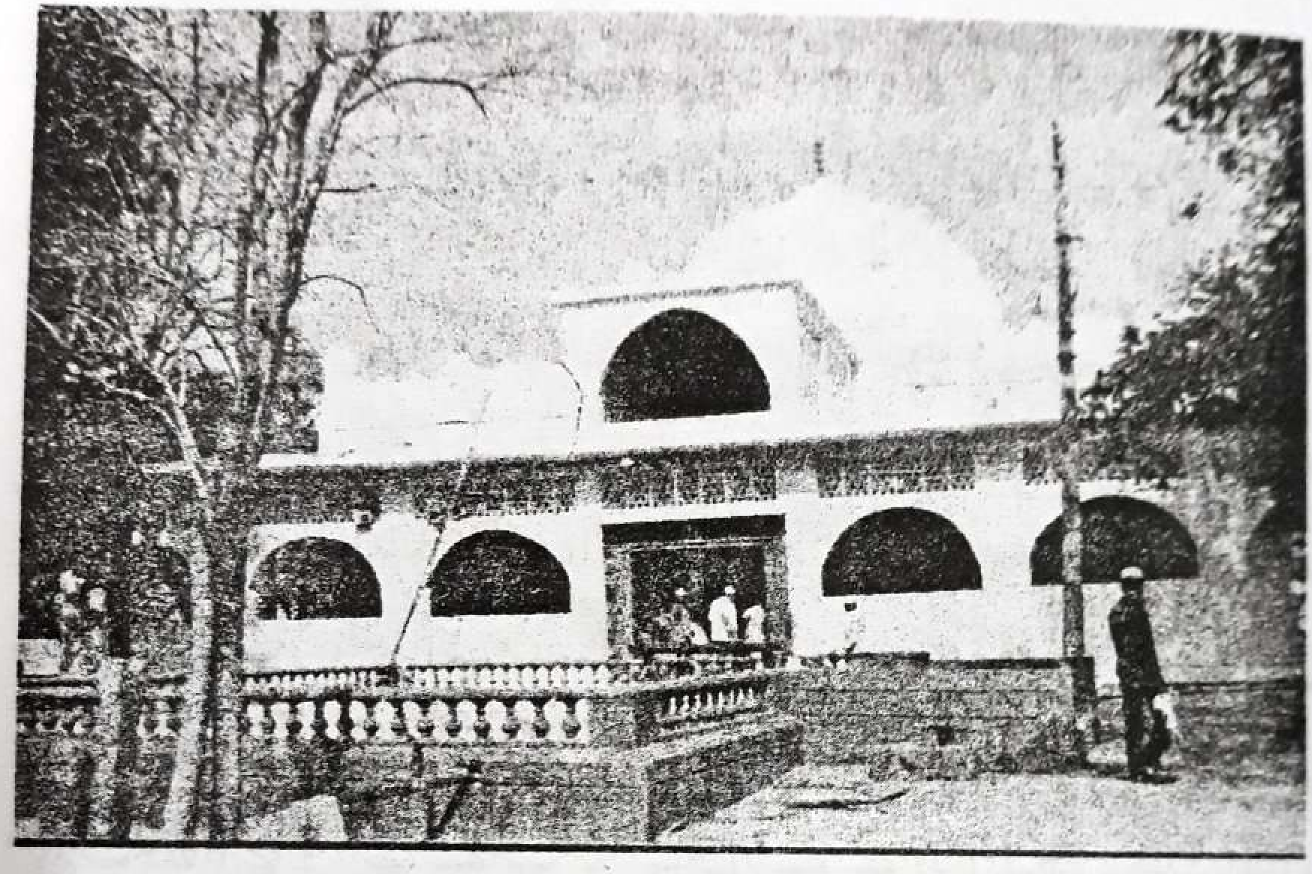
عامل و کامل اور اہل دل سے تھے۔ آپ اپنے والد بزرگ حضرت سید رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت حاصل فرمائی۔ آپ اپنے والد کے وصال کے بعد بغداد سے تشریف لائے اور خلق خدا کی ہدایت اور رہنمائی میں مشغول ہوگئے۔ بہت ساری مخلوق خدا آپ کی جانب رجوع ہوئی۔ نومسلم سردار جو آپ کے والد کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا۔ استقبال کرکے آپ کو اندرون قلعہ لاکر ٹھہرایا۔ اس سردار کی بیٹی مادرزاد اندھی تھی۔ آپ نے اس کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا اور بہ حکم خدا اس لڑکی کی آنکھیں روشن ہوگئی۔ آپ کا انتقال گلبرگہ میں ہی ہوا۔

حضرت سید یوسف رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے منجھلے صاحبزادے حضرت سید شرف الدین شرف جہاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کا آستانہ مبارک روضہ شیخ جی کے راستے میں لب سڑک واقع ہے۔ اور تیسرے چھوٹے فرزند حضرت سید سیف الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار مبارک شاہ بازار کی بڑی مسجد کے پیچھے ایک خانہ مسجد کے پاس کھلے میدان میں بے توجہ خلق ایک چبوترے پر کالے پتھر کے دو مزار ہیں اور ایک قبر آپ کے مرید کی ہے۔

سالک اسلام گر آساں بدی
ہرکہ چوں شبلی وادھم شدی

اے! سالک راہ اسلام اگر اتنا ہی آسان ہوتا تو
ہر شخص ابوبکر شبلی و ابراہیم ادھم ہوتا۔

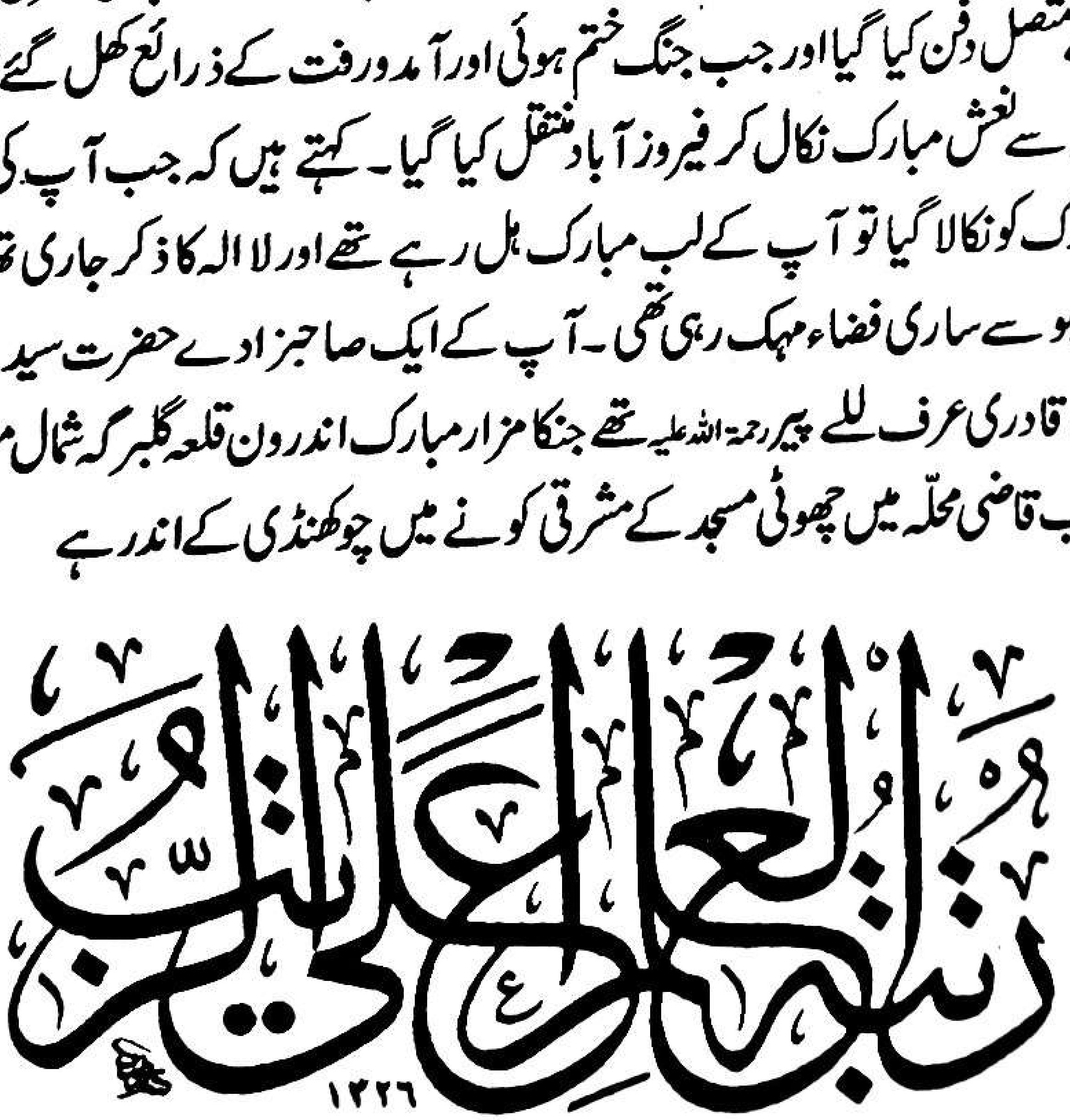
حضرت سید احمد عبد الرحمٰن اشرف جہانگیر
المعروف خلیفۃ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ



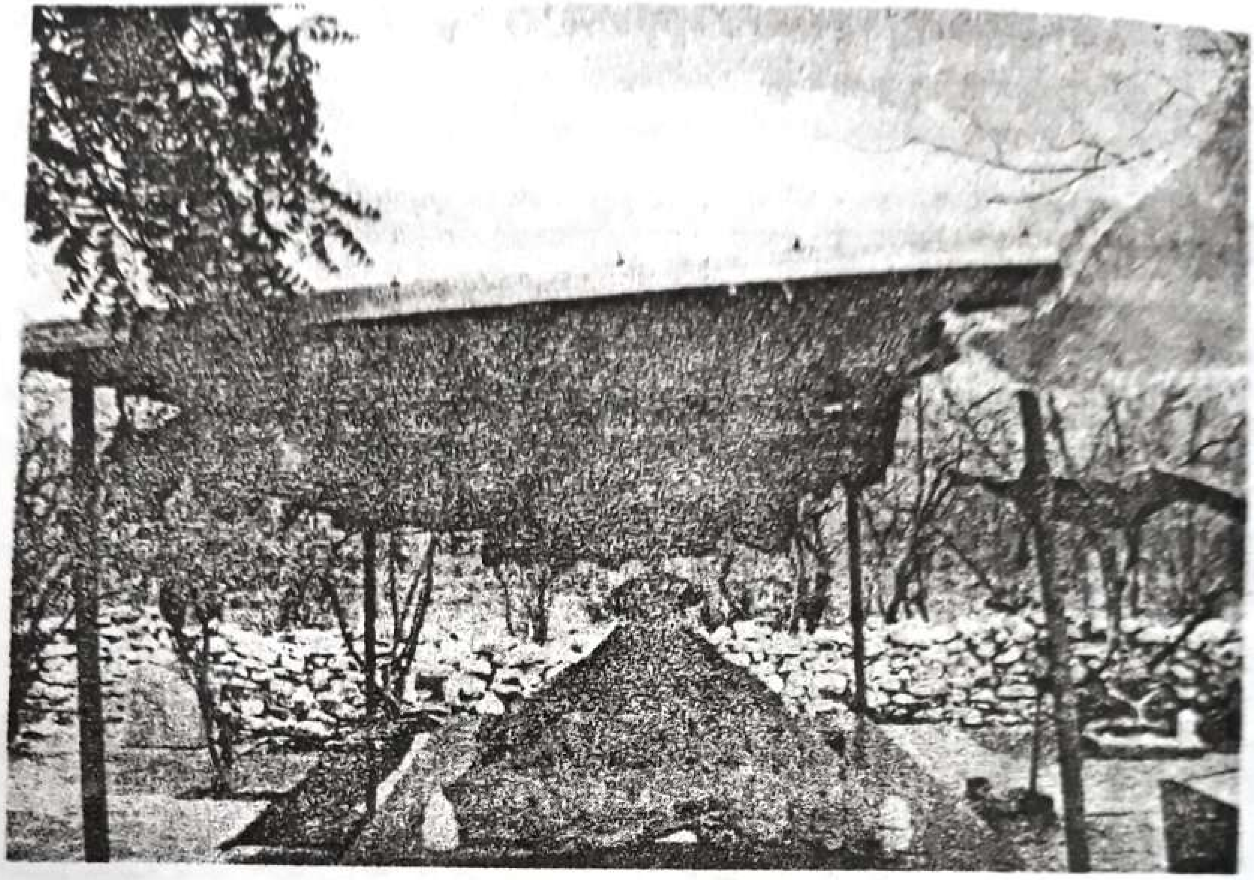
ان کا مزار مبارک فیروز آباد گلبر گہ سے (۲۵) کلومیٹر جانب جنوب میں ہے۔آپ کا آستانہ مبارک ایک بڑے احاطہ میں ہے جس میں بہت ہی خوبصورت مزار بنی ہوئی ہے اور زائرین کی کثرت رہتی ہے۔ فیروز شاہ بہمنی نے اپنے عہد میں حضرت خلیفۃ الرحمٰن کو فیروز آباد کی جاگیر عطا فرمائی۔ اس فرمان سے معلوم ہوا کہ آپ فیروز شاہ کے زمانے کے اور اس کے ہم عصر بزرگ ہیں۔آپ خورشید ظہور عشق ولایت، آں گنجینہ انوار و ذوق ھدایت، آں مستقیم مقام لازوال آں مست شراب خمخانہ جلال و جمال، آں غریق بحر مشاہدۂ ذاتِ مطلق تھے۔آپ کے آستانہ مبارک میں ایک مسجد ہے۔اس کے تحت میں ایک تہہ خانہ ہے جس میں آپ ہمیشہ ذکر و اشغال میں محو رہتے تھے۔ یہ جگہ لائق زیارت ہے۔ حضرت شیخ خلیفۃ الرحمٰن

عارف کامل اور شیخ محقق تھے ۔ کمالات صوری و فضائل معنوی کو اپنے والد بزرگ حافظ سید یونس شرف جہاں سے حاصل کیا اور خرقہ خلافت بھی ۔ آپ کی قدر و منزلت آپ کے دور کے لوگوں میں مانی ہوئی تھی ۔ آپ سے بے حد کرامات بھی ظاہر ہوئے ہیں ۔ آپ کوئی کام کرنا چاہتے تو قبرستان میں جاتے اور قبروں کی جانب اشارہ کرتے کہ اس مہم کے لئے کیا کروں تو اہل قبور آپ کو جواب شافی دیتے تو اس کام کو انجام تک پہنچاتے ۔ مشہور ہے کہ آپ نے اپنی زندگی ہی میں فیروز آباد کا گنبد تعمیر کروایا تھا ۔ جس کی شکل برزخ انسانی کی ہے اور اپنی نوعیت میں یکتا ہے ۔

آپ کے انتقال کے وقت سلطنت میں جنگ جاری تھی اس لئے میت کو گلبرگہ سے فیروز آباد لانا مشکل تھا اس لئے امانتاً مسجد کے روبرو مسجد کی مشرقی دیوار سے متصل دفن کیا گیا اور جب جنگ ختم ہوئی اور آمد و رفت کے ذرائع کھل گئے تو اس جگہ سے نعش مبارک نکال کر فیروز آباد منتقل کیا گیا ۔ کہتے ہیں کہ جب آپ کی نعش مبارک کو نکالا گیا تو آپ کے لب مبارک ہل رہے تھے اور لا الہ کا ذکر جاری تھا اور خوشبو سے ساری فضاء مہک رہی تھی ۔ آپ کے ایک صاحبزادے حضرت سید یونس ثانی قادری عرف للے پیر رحمۃ اللہ علیہ تھے جنکا مزار مبارک اندرون قلعہ گلبرگہ شمال مغربی جانب قاضی محلہ میں چھوٹی مسجد کے مشرقی کونے میں چوکھنڈی کے اندر ہے



حضرت شمس بہاء الدین عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ



آپ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔
آپ کا نسبی سلسلہ اس طرح ہے۔ حضرت سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا تاج الدین عبدالرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ امام الدین ابوصالح نصر قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید محی الدین ابی ناصر رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید محمد صنو احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید حسن سیف الدین ابوذکریا یحیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید رکن الدین ابویوسف رکن الدین تولہ رحمۃ اللہ علیہ (گلبرگہ) حضرت سید یونس شرف جہاں رحمۃ اللہ علیہ (گلبرگہ اندرون قلعہ) حضرت سید عبدالرحمٰن اشرف جہانگیر خلیفۃ الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ (فیروز آباد گلبرگہ) حضرت سید یونس ثانی رحمۃ اللہ علیہ (للّے پیر) (گلبرگہ اندرون قلعہ) حضرت سید شمس بہاالدین عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ (بیدر)

حضرت شمس بہاالدین عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ بمقام گلبرگہ تولد ہوئے۔ آپ کی والدہ بھی بغداد سے تعلق رکھتی تھیں۔ آپ اپنے وقت کے قطب زماں اور عارف

باللہ تھے۔ آپ علوم شریعت وطریقت میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ آپ بغداد شریف تشریف لے گئے اور اپنے جد اعلیٰ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی زیارت با برکت سے فیض یاب ہوئے، پھر آپ نے بغداد میں ہی اپنے خاندان میں عقد کیا پھر آپ کو وہیں ایک نیک صاحبزادے تولد ہوئے آپ نے ان کا نام اپنے جد اعلیٰ کے نام پر سید عبد القادر ثانی رکھا۔ پھر وہاں سے آپ گلبرگہ لوٹ آئے۔ کچھ دن گلبرگہ میں قیام فرمایا پھر وہاں سے بیدر تشریف لائے۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ آپ گلبرگہ ہی میں نشو ونما پائے اور تعلیم وتربیت بھی اسی شہر گلبرگہ میں ہی ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دکن (گلبرگہ) کے اطراف میں ساداتوں کا قتل عام ہو رہا تھا۔ اس زمانہ میں آپ جاکنہ (کوکن کے قریب) تشریف لے گئے۔ یہ زمانہ سلطان علاء الدین بہمنی جو سلطان احمد شاہ بہمنی کا بیٹا تھا۔ اور اس کی طرف سے یہاں پر مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری سلطنت کے حکمران تھے اور یہ دونوں باہر کے غیر ملکی ساداتوں کے دشمن تھے۔ فرشتہ اپنی تاریخ میں رقم طراز ہے کہ یہ دونوں امراء نے دھوکے سے ڈھائی ہزار (۲۵۰۰) سادات کو دعوت کے بہانے طلب کیا۔ جب وہ دستر خوان پر کھانے کے لئے بیٹھے تو انہوں نے اشاروں سے فوج کو بلوا کر سب ہی ساداتوں کا قتل عام کروا دیا۔ جو بچے کچے سادات تھے دوبارہ ان کے خیموں اور ان کے مقاموں پر حملہ کر کے ایک برس کے بچے سے لے کر بوڑھوں تک کو شہید کروا دیا۔ شہید ہونے والوں میں ایک ہزار کی تعداد سندھی سیدوں کی تھی اس طرح ملا کر تقریباً آٹھ یا نو ہزار سادات بنی ہاشم ناحق کے شہید کر دیئے گئے۔ اس دوران حضرت شمس بہاالدین عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ عورتوں کو مردانہ لباس پہنا کر چھپتے چھپاتے۔ بیدر کی جانب روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ قاسم بیگ قافلہ کی نگرانی کر رہا تھا اور (۳۰۰) آدمیوں کی جماعت بھی تھی۔ راستہ میں بیڑ کا

جاگیردار حسن خان بھی ہمراہ ہو گیا پھر یہ تمام جماعت سلطنت بیدر کی جانب روانہ ہوئی اور سلطان علاء الدین بہمنی کے دربار میں پہنچ کر سادات کرام پر ظلم و ستم، قتل و غارت گری کی داستان سلطان کو سنائی یہ سب واقعات سن کر سلطان رنجیدہ و غمگین ہوا اور اسی وقت ان ظالموں کی گرفتاری کا فرمان جاری کر دیا۔ اور ان تمام سادا توں کو باعزت و احترام بیدر میں ٹھہرایا اور مشیر الملک دکنی اور نظام الملک غوری کے تمام جائیدادیں ضبط کر لئے گئے اور ان دونوں کو پاؤں میں زنجیریں ڈال کر جاکنہ (کوکن) سے بیدر پیدل چلاتے ہوئے لایا گیا۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ اسی سال دونوں ظالموں کو اللہ تعالیٰ نے کوڑھ اور جذام کی بیماری میں مبتلا کر دیا اور ان کے بیوی بچے اور اہل و عیال و خاندان کھانے کے محتاج ہو گئے۔ حضرت سید السادات شمس بہاء الدین عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شادی حضرت خواجہ ابوالفیض من اللہ رحمۃ اللہ علیہ (پوتے حضرت خواجہ گیسو دراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ) کی صاحبزادی اور خواجہ محمود گاواں کی نواسی سے ہوئی۔ جن کا نام بی بی نصیبہ عرف بی بی نفیسہ تھا۔ اور حضرت خواجہ ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ کی زوجہ مبارکہ کا نام بی بی نعمت بنت خواجہ عماد الدین محمود گاواں تھا۔

بیدر آ کر آپ نے خانقاہ قادریہ کی بنیاد رکھی اور طالبان حق آپ سے فیض اٹھاتے رہے۔ آپ کا مزار مبارک بیدر سے شمالی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی موضع مامنگیری میں ایک چبوترے پر واقع ہے آپ اپنے والد بزرگ حضرت سید یونس ثانی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ جو بھی آپ کی زبان مبارک سے نکلتا ہو کر رہتا، لوگ آپ کے دعائیہ الفاظ سننے کے متمنی رہتے تھے۔ آپ کا وصال بعض روایات سے ۸۶۵ھ اور بعض تاریخوں سے ۹۰۱ھ میں بیدر میں ہوا۔

گرچہ دست اہل دولت ہست درظاہر بلند دست ارباب دعا بالاترین دستہاست

گرچہ اہل دولت کے ہاتھ بلند ہوتے ہیں لیکن اہل دعا اللہ والوں کے ہاتھ بہت بلند ہوتے ہیں۔

حضرت سید عبد القادر یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی ولادت بغداد میں ہوئی۔ اپنے والدین کے ساتھ گلبرگہ تشریف لائے پھر بیدر منتقل ہوئے۔ آپ اپنے والد حضرت شمس بہاء الدین عارف باللہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ پابند شریعت بزرگ علوم ظاہری و باطنی میں باکمال حیثیت رکھتے تھے۔ اپنے وقت کے فقیہ اور واقف اسرار حقیقت تھے۔



''حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ جس نے تصوف حاصل کیا اور فقہ نہ سیکھا وہ زندیق ہے اور جو فقیہ بنا اور تصوف نہ جانا وہ بڑا فاسق ہے۔''

اپنے والد بزرگ کے وصال کے بعد حرمین شریفین کا سفر کیا اور واپسی میں بغداد میں اپنے جد اعلیٰ حضرت سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی زیارت فرمائی کچھ

دن وہیں قیام فرما کر مزار اقدس سے فیوض و برکات حاصل کئے پھر وہاں سے شہر حماء روانہ ہوئے اپنے تمام احباب سے ملاقات کی پھر واپس بیدر تشریف لائے۔اور بیدر ہی میں قیام پذیر ہو گئے توکل وقناعت اختیار فرمایا فقر و درویشی کو اپنا شعار بنایا۔

ما مست الستیم از خود جانے نے جز کوئے خرابان دگر سو جانے نے

(ہم وعدہ الست ہی سے ہی مست ہیں یار کی گلیوں کے سوا اور کچھ جانتے ہی نہیں)

آپ کا مزار مبارک ایک خستہ گنبد میں شہر سے تین چار میل دور کھیتوں میں قابل مرمت ہے بیدر کے لوگ آپ کو بابا صاحب کے نام سے جانتے ہیں اور اس مقام کا نام اب باوا پور ہو گیا ہے۔

آپ کا وصال سلطان علی برید کے عہد میں ۹۱۰ھ میں ہوا۔علی برید ہی نے آپ کے مزار مبارک پر خوب صورت گنبد کی تعمیر کی تھی۔اور اس میں چینی کا کام کروایا تھا۔کہتے ہیں کہ پولیس ایکشن کے زمانے میں اہل ہنود نے اسے کافی نقصان پہنچایا

ولی را ولی می شناسد ولی ہی ولی کی شان کو پہچانتا ہے

حضرت سید عبد القادر یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ''تاریخ الحسینیہ قادریہ میں لکھا ہے کہ آپ شہر بیدر میں پیدا ہوئے اور والدین کے سایہ میں تعلیم و تربیت پائی اپنی ماں کے نانا خواجہ عماد الدین محمود گاواں کے مدرسہ میں ظاہری علوم کو مکمل کر کے باطنی علوم کی طرف رخ کو پھیرا،مرید و خلیفہ اپنے والد بزرگ حضرت شیخ سید شمس بہاالدین عارف باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہوئے اور اپنے نانا حضرت سید من اللہ حسینی ابوالفیض رحمۃ اللہ علیہ سے بھی فیوضات و برکات کو حاصل کیا اور خرقۂ خواجہ گان چشت بھی حاصل کیا۔آپ کی ماں کا نام بی بی نصیبہ عرف نفیسہ بعض جگہ بی بی سیج بھی لکھا ہے۔جنکی ماں کا نام بی بی نعمت،خواجہ محمود گاواں کی دختر نیک تھیں۔بستان التواریخ میں لکھا ہے کہ خواجہ محمود گاواں نے اپنے ہونہار نواسے کو اپنے مدرسے کا مہتمم

بنا کر اس مدرسہ کی تولیت دیدی تھی ۔ حضرت شیخ سید عبد القادر یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد کے انتقال فرمانے کے بعد اپنے اجداد کی سجادگی پر جلوس فرمایا اور تکمیل طالبان وتمیم ناقصاں کی طرف سرگرم ہو گئے ۔ ہزاروں بلکہ ان گنت لوگوں نے آپ کے دست پر توبہ کر کے اللہ کی طرف رجوع ہو گئے ۔ آپ کے والد ماجد کی وفات کے بعد کچھ عرصہ بعد آپ حماۃ کی طرف تشریف لے گئے وہاں سے بغداد جا کر اپنے جد سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کی زیارت سے فارغ ہوئے ۔ بستان التواریخ میں ہے کہ جب آپ نے بغداد میں قیام فرمایا تو بغداد کے خاص وعام آپ کی نہایت عزت وتوقیر کرتے تھے ۔ جس وقت اسمٰعیل شاہ صفوی سلطان عجم نے بغداد پر حملہ کر کے اس شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا تو اس وقت آپ کی خانقاہ ٹوٹ گئی آپ اور آپ کے خاندان کے لوگ متفرق ہو کر علیحدہ علیحدہ مقامات کی جانب چلے گئے ۔ آپ اور آپ کے چچازاد برادری کے لوگ اور ہم جدی قبائل حلب کی جانب چلے گئے اور حلب میں جا کر مقیم ہو گئے ۔ اور وہاں کے لوگوں نے آپ کی اور آپ کے خاندان والوں کی جان ودل سے عزت وتوقیر کر کے ٹھہرالیا آپ کے خاندان میں شیخ سید علاء الدین علی اور سید محی الدین اور سید زین العابدین بھی آپ کے ہمراہ تھے ۔ یہ حضرت حلب میں آ کر مقیم ہو گئے اور آپ قاہرہ چلے گئے وہاں کے لوگ اور ملک اشراف سلطان ابو نصر قانصو الفوری آپ کا اور آپ کے خاندان والوں کا نہایت پر تپاک اعزاز واکرام کیا اور وہاں قاہرہ میں سید علاء الدین علی اور ان کی اولاد کا انتقال ہو گیا تو آپ اور شیخ زین العابدین کچھ دن قاہرہ میں رہے اور ۹۲۳ھ میں آپ حلب آ گئے اور وہاں سے سید زین العابدین مصر چلے گئے ۔ اور آپ حماۃ کی جانب روانہ ہوئے آپ جہاں بھی گئے خاص وعام نے آپ کی عزت وتوقیر میں کوئی کمی نہیں کی ۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد کی عزت وتوقیر ہر شہر اور ہر

گاؤں اور ہر ملک میں کی جاتی ہے۔ آپ کی اولاد کو اگر کسی نے تکلیف دی اور اذیت پہنچائی تو خود اس کے اور اس کی اولاد کے حق میں خرابی کا پیش قیمہ ہوگا۔ صاحب بستان التواریخ لکھتے ہیں میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوا واقعہ اس زمانے کا بیان کرتا ہوں کہ جس وقت پر کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر یوسف ثانی اور سید احمد بن قاسم حماۃ میں موجود تھے۔ اور اس وقت حماۃ کا حاکم جس کا نام نصوح تھا حضرات موصوف کو سخت اذیتیں اور تکالیف دیا۔ اس کے کچھ ہی دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی جڑ بنیاد کو نیست و نابود کر دیا اور اس کی کوئی اولاد باقی نہ رہی۔

فهل ترای لهم من باقیه

کیا تمہیں ان میں سے کسی کا کچھ نشان بھی نظر آتا ہے

بیشک اس کو اور تمام ظالموں کو جو حضرت غوث پاک کی اولاد کے ساتھ بد سلوکی اذیتیں پہنچاتے ہیں۔ کیوں کہ خود غوث الثقلین فرماتے ہیں۔

و نحن لمن قد ساعه نا سم قاتل

ضمن لم اصدق فلیحر و یعتدی

یعنی جو کوئی ہمیں اذیت پہنچائے ہم اس کے لئے زہر قاتل ہیں۔

جسے اس کا یقین نہ ہو وہ ہم کو ایذا و تکالیف پہنچا کر اس بات کا یقین کر لیں۔

مؤرخ آگے بیان کرتے ہیں ابن یونس وزیر ناصر الدین کو اللہ تعالیٰ نے اس وزیر کے خاندان کو برباد کر دیا اور وہ خود بھی بری طرح مرا۔ اوپر ہم آپ کے والد بزرگ حضرت شمس بہاء الدین عارف باللہ قادری کے وقت جو حاکم مشیر الملک اور نظام الملک غوری نے جو سادات پر ظلم کئے۔ ان کے حشر کا تمام واقعہ لکھ چکے ہیں۔ القصہ حضرت سیدنا یوسف ثانی حماۃ کے حاکم نصوح کے ظلم و ستم سہنے اور اس کی بربادی تک حماۃ میں رہے اس کے بعد ہندوستان آکر بیدر میں مقیم ہو گئے۔ یہ زمانہ قاسم

برید کا تھا۔ جب کہ اسے بہمنیہ سلطنت پر قابض بادشاہت کر رہا تھا۔ یعنی ۸۳۵ھ سے آپ بیدر میں تشریف لائے تا وقت وصال آپ بیدر ہی میں رہے آپ کا وصال ۱۰ ربیع الاول ۹۱۰ھ میں ہوا۔

حضرت شیخ سید یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو زوجہ مبارکہ تھے۔ پہلی زوجہ اپنے حقیقی ماموں اصغر اللہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی تھیں دوم زوجہ مبارکہ حضرت سید شاہ رفیع الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (شیخ پیٹ حیدرآباد) کی صاحبزادی تھیں۔ دوسری زوجہ مبارک سے دو صاحبزادے تولد ہوئے۔ بڑے صاحبزادے حضرت سید بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ (بیدر) دوسرے صاحبزادے حضرت سید شرف الدین شرف عالم نعمت اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

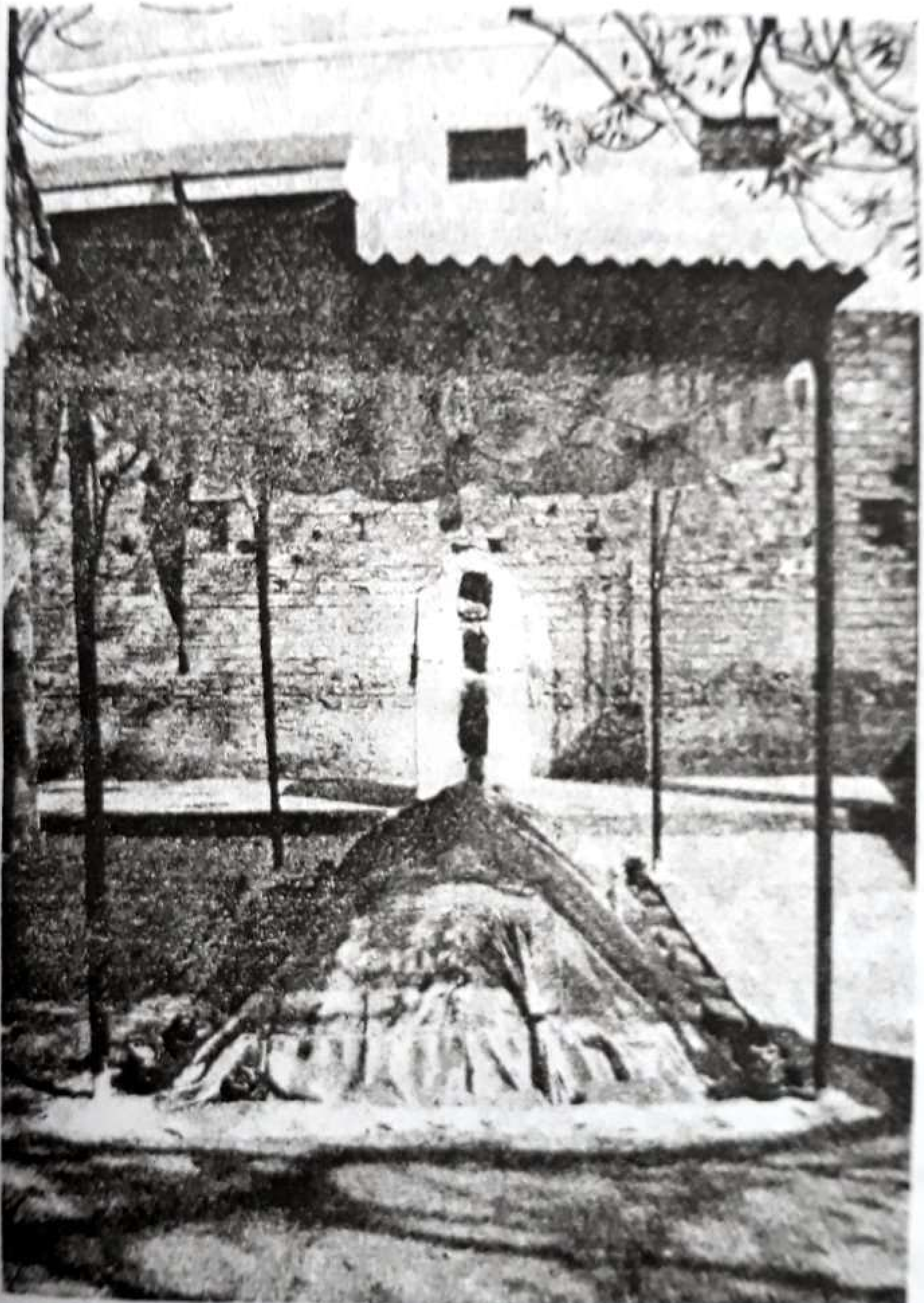
روایت: ۔ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت شمس بہاء الدین عارف باللہ حضرت شبلی نما خلیفہ موسی سہاگ مرید و خلیفہ شاہ سکندر بودلہ و خلیفہ شاہ جیو حل قلندر و خلیفہ شاہ جمال مجرد و خلیفہ شاہ ابراہیم و خلیفہ حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی۔ حضرت موسیٰ سہاگ کا انتقال ۱۰ رجب ۸۵۲ھ میں احمد آباد گجرات میں ہوا۔ اس وقت شمس شبلی رحمۃ اللہ علیہ وہاں تھے۔ احمد آباد کے تمام سادات مشائخین مثل سید عماد الدین علوی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شاہ وجیہہ الدین علوی گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کے جد ہوتے ہیں اور ان کے علاوہ بہت سے اولیاء وقت نے زیارت کے روز آپ کو موسیٰ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ کا لباس پہنا کر چوڑیاں پہنا دیئے۔ یہ لباس پہننے سے آپ میں حضرت شاہ سہاگ رحمۃ اللہ علیہ کی حالت نمودار ہوگئی اور گجرات سے آپ اسی لباس میں دوبارہ بیدر تشریف لائے اور زنانہ لباس میں ہی رہنے لگے۔ ایک مرتبہ بیدر میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے قحط پڑ گیا لوگ بے حد پریشان ہوگئے۔ یہ عہد سلطان محمد بہمنی کا تھا سلطان نے شہر کے تمام اولیاء اللہ، قاضیوں، اور اماموں سے بارش برسنے کے لئے دعا کرنے

کی التجاء کی۔ لیکن کچھ اثر نہ ہوا اس وقت کے اولیاء اکرام نے بادشاہ سے کہا کہ اس وقت کے قطب شمس بہاء الدین شبلی نما رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور وہ زنانہ لباس میں ہیجڑوں میں رہنے لگے ہیں۔ اور ڈھولک بجا کر گانا گاتے پھرتے ہیں۔ ان سے کہلوا کر بارش کی دعا کے لئے عرض کریں تو شاید وہ دعا کریں گے تو بارش برسے گی۔ سلطان مع امراء ورعایا کے آپ کو ڈھونڈنے نکلا اور دعا کے لئے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا اب میں ہجڑہ ہو گیا ہوں اور ہجڑوں میں رہنے والے گناہ گار کی دعا کیا قبول ہوگی اور بیدر شہر میں بہت سارے اولیاء ہیں ان کے پاس جاؤ۔ مگر سلطان وامراء ورعایا نے آپ کا پیچھا نہیں چھوڑا۔ آپ نے آسمان کی جانب سر اٹھا کر کہا، اے میرے مالک تیرے مقبول بندہ موسیٰ سہاگ کے لباس اور چوڑیوں کے طفیل میں بارش برسا ورنہ چوڑیاں پھوڑ دوں گا اور لباس جلا دوں گا۔ آپ کا اتنا ہی کہنا تھا کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش برسنے لگی اور اتنی کثرت سے بارش ہوئی کہ لوگ پریشان ہو گئے۔ آپ کی ولادت ۱۰ محرم کو ہوئی اور سن وصال نہ مل سکا۔ آپ کی مزار مبارک شہر بیدر کے باہر قلعہ کے تلگھاٹ دروازے کے نیچے مشرقی جانب تلگھاٹ کے باہر واقع ہے۔ آگے جا کر یہ راستہ خلیل اللہ شاہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ کے چوکھنڈی اور سلاطین بہمنیہ آشتور روڈ پر ہیں۔ (تاریخ الابرار)

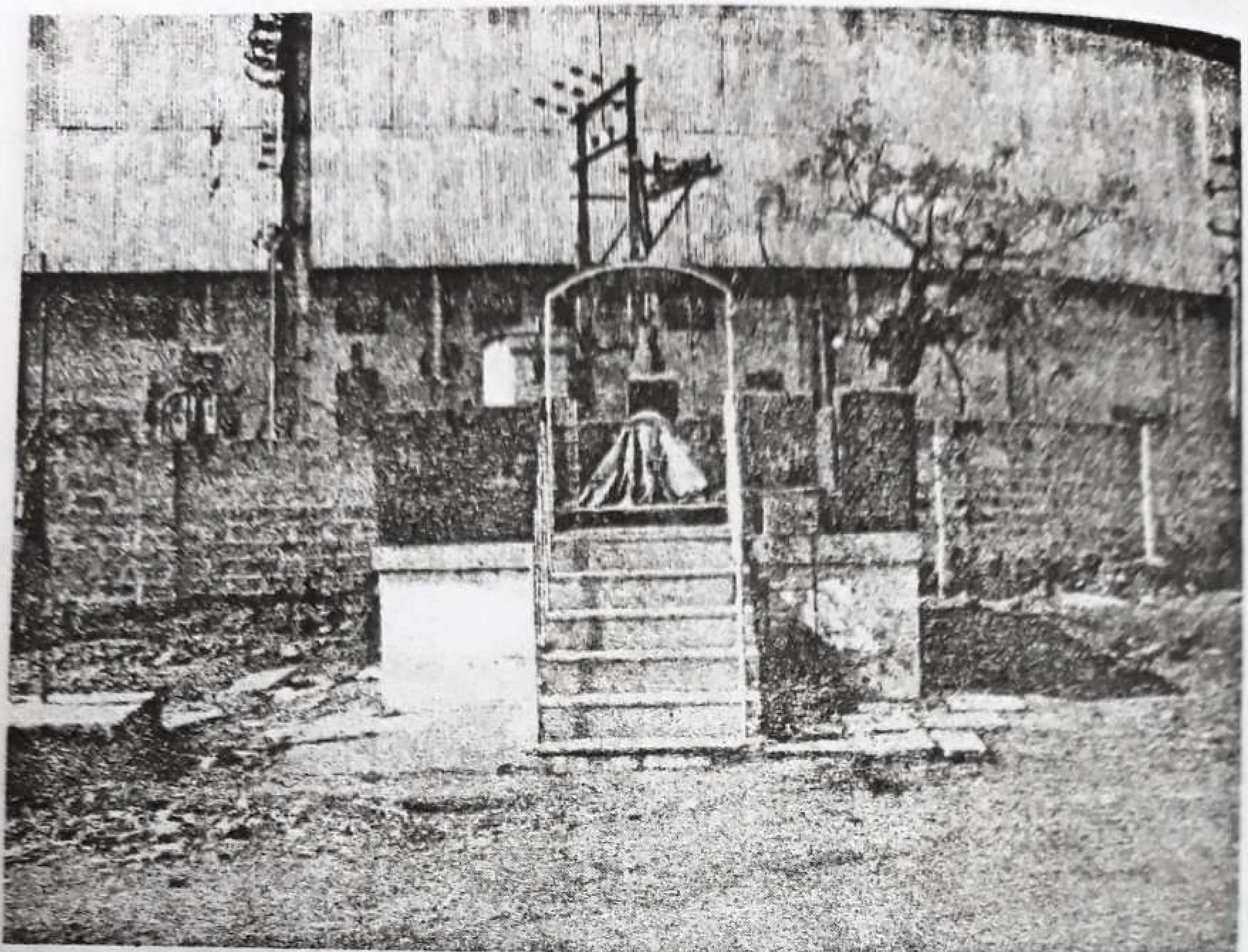
حضرت سید بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ حسینی قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید عبدالقادر یوسف حسینی قادری ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔ اپنے ہی والد کے مرید وخلیفہ تھے مختلف راویوں نے دو الگ الگ جگہ پر آپ کی نشاندہی کی ہے۔ ہم یہاں پر دونوں کو تذکرہ کرتے ہیں واللہ عالم حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ کیوں کہ شہر بیدر میں اسی نام کے دو بزرگ گذرے ہیں۔ اور دونوں بزرگ کا ہم مقام مع تصاویر کے ساتھ یہاں لکھتے ہیں۔

حضرت سید بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ شہر بیدر ہی میں پیدا ہوئے۔ آپ کا نام سید بدر الدین حبیب اللہ اور خطاب بدر عالم رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ اپنے والد سے ہی علم ظاہر اور علم باطن کی تربیت لی۔ والد بزرگ کے وصال کے بعد والد کے جانشین ہوئے



اور مشہور عارف باللہ تھے۔ آپ کے زمانے میں بیدر علوم وفنون کا مرکز تھا۔ ہر قسم کے علماء، فضلاء و شعراء موجود تھے۔ آپ نے اپنے ہی خانقاہ میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا جہاں پر آپ شب و روز رشد و ہدایت میں گذارتے تھے۔ بیدر کے علماء و مشائخ آپ کا بڑا احترام کرتے تھے۔ اور ہر وقت علوم وفنون اور اسرار و حقیقت کے مشکل



مسائل آپ ہی سے حل ہوتے تھے۔آپ صاحب کشف و کرامات بزرگ تھے۔
آپ کا وصال شہر بیدر میں ۲۹ ربیع الثانی ۹۸۰ھ کو ہوا۔آپ کا مزار منگل پیٹ قریب دواخانہ مشن (mission) واقع ہے۔آپ کی درگاہ بڑے پیر کی درگاہ سے مشہور ہے۔ چونکہ آپ بڑے پیر حضرت سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔

دوسری روایت

حضرت سید بدر الدین بدر عالم بن حضرت سید عبد القادر یوسف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔اور مرید و خلیفہ اپنے والد ماجد حضرت سید عبد القادر یوسف حسینی ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔علوم شریعت اور رموز طریقت اپنے زمانہ کے مشہور بزرگ حضرت سید شاہ غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گوالیر جا کر آپ کی خدمت میں رہ کر حاصل کئے۔اور اجازت خرقہ ہائے خلافت کو حاصل کر کے کامل و مکمل بن گئے۔
اپنے والد کی وفات کے بعد بیدر آ کر مسند طریقت پر جلوس فرما کر ہزاروں بندگان

خدا کو بیعت سے سرفراز فرما کر دیدار جمال لم یزال سے مشرف کروایا۔ ایک زمانہ آپ کے فیضان صحبت وارشاد سے درجہ کمالات وولایت کو پہنچا آپ اپنے وقت کے اجلہ اولیاء واخیار الاتقیاء ومرشد الزماں سے تھے۔

کتاب مناقب آل رسول میں لکھا ہے کہ جب کبھی آپ کسی مسلمان کے قبرستان پر سے گذرتے تو آہستہ چلتے اگر عذاب پانے والے کی قبر پر گذر ہوتا تو تھوڑی دیر بیٹھ کر دعا تخفیف کرتے اور تین بار استغفار

اللھم اغفرہ وارحمہ وادخلہ فی جنۃ

پڑھتے اسس کے بعد مسکراتے ہوئے وہاں سے چل پڑتے اور کبھی کبھی قبر پر بیٹھ کر ایسے مشغول ہوتے اور ہر چند کہ قبر کی کیفیت سے واقف ہوتے مگر زبان سے کچھ نہیں فرماتے۔ دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہونے لگتا کہ گویا آپ بنفس نفیس خود ہی قبر میں اترے ہوئے ہیں۔ آپ کی ذات مبارک عظمت وہیبت سے ایسی رہتی تھی کہ بیدر کے حکام وارا کین سلطنت آپ کی ہر بات کو سن کر سر تسلیم خم کردیتے تھے۔ آپ کے آفتاب باطن کی گرمی وجلال کی تمازت کی وجہ سے آپ کے سامنے آنے والا اور بات کرنے والا خوف سے کانپ جاتا تھا۔

ہیبت حق است از خلق نیست　　　ہیبت ایں مرد صاحب رمق نیست

یہ ہیبت حق تعالیٰ کی ہے خلق کی نہیں　　　نہ کہ یہ ہیبت عام آدمی کی ہے

آپ کی وفات ۹۹۹ھ میں بمقام بیدر واقع ہوئی مزار شریف واصل گنج (گاندھی گنج) کے نزدیک کلبا ئین اور کالی مسجد کے قریب چدری روڈ پر اب بہت ہی خستہ حالت میں سڑک کی چوڑائی کی وجہ سے روڈ کی دھول میں لت پت پڑی ہے۔ افسوس کہ کوئی اتنے بڑے ولی کی قدر نہیں کررہے ہیں۔

بیشک جیسا کروگے　ویسا ھی بھروگے

یا تو یہ سمجھو کہ یہ مزار مبارک حقیقت میں حضرت سید بدرالدین بدر عالم کی ہی ہے۔ یا پھر کوئی اور بزرگ کی ہے۔ کچھ سال پہلے کسی نے یہاں پر ایک ٹین کی تختی اسی نام سے لگادی ہے (واللہ عالم بہ ثواب)

لیکن کچھ لوگوں کا اصرار ہے کہ حضرت سید بدرالدین حبیب اللہ قادری بدر عالم ہی وہ بزرگ ہیں۔ بنڈی پیر یا بڑے پیر کے نام سے منگل پیٹھ مشن دواخانہ کے قریب ہے۔

حضرت سید بدرالدین حبیب اللہ قادری بدر عالم کے تین صاحبزادے اور ایک دختر نیک تھیں۔

(۱) حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری جگت گرو بیجاپوری۔

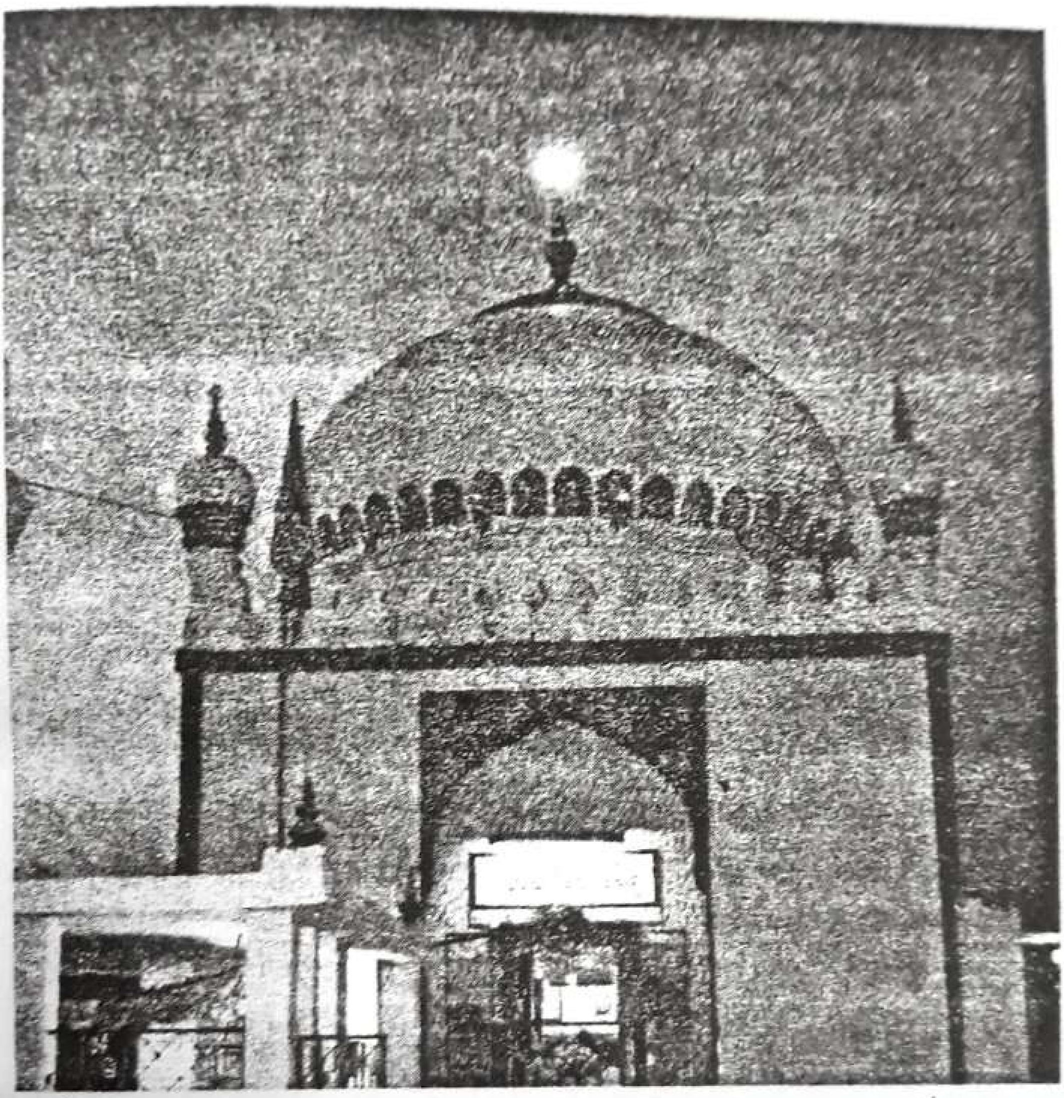
(۲) حضرت سید شاہ مصطفیٰ قادری بیجاپوری۔

(۳) حضرت سید شاہ فضل اللہ قادری المعروف شاہ عالم قادری بیجاپوری۔

(۴) صاحبزادی



(۷) حضرت سیدنا جلال الدین شاہ جمال البحر معشوق ربانی ثانی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ



آپ بھی سبع قادریہ میں سے ہیں آپ کا لقب معشوق ربانی ثانی ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت ۷ رجب المرجب ۸۹۶ھ کو بغداد میں ہوئی، آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت سید شاہ حسن عبدالقادر ثانی ہے جو علم وفضل میں کمال رکھتے تھے۔ آپ کا نسب نامہ یوں ہے۔ حضرت سیدنا جلال الدین شاہ جمال البحر المعروف معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ...... بن سید شاہ حسن عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ...... بن سید احمد قادری بن رحمۃ اللہ علیہ..... حضرت سید شاہ یوسف قادری رحمۃ اللہ علیہ...... بن حضرت سید محمد ثانی رحمۃ اللہ علیہ...... بن حضرت سید ہلال الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ...... بن

حضرت سید شاہ شہاب الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ...... بن حضرت سید شاہ محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ...... بن حضرت سید عماد الدین ابی صالح قادری رحمۃ اللہ علیہ...... بن حضرت سید نا تاج الدین عبدالرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ...... بن حضرت سید نا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ۔

حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد بزرگ حضرت سید شاہ حسن عبد القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ چوں کہ بہت بڑے عالم و فاضل تھے جس کی وجہ سے لوگ دور دراز سے آپ کی خدمت میں آ کر آپ کی شاگردی میں داخل ہوتے اور علم و فضل سے سیراب ہوتے۔ آپ کی زندگی متوکلانہ تھی۔ آپ کے مریدین کی کثیر تعداد تھی

حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان خود شمع علم سے روشن تھا اس لئے تحصیل علم کے لئے آپ کو کہیں اور جانے کی ضرورت نہ تھی۔ آپ اپنے والد بزرگوار سے ۱۲ سال کی عمر ہی میں علوم مقررہ سے فراغت حاصل فرمائی اور اپنے والد بزرگ سے بیعت فرما کر آپ ہی کے مرید و خلیفہ ہوئے۔ آپ کا حسبی سلسلہ وہی ہے جو اوپر نسبی سلسلہ میں بیان کیا گیا۔ جو جا کر اپنے جد امجد حضرت سید نا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے مل جاتا ہے۔

حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد و پیر و مرشد آپ کو ہمیشہ اپنے ساتھ ذکر و شغل کے حلقہ میں شریک فرما کر فیوضات باطنی سے سرفراز فرماتے تھے۔ علوم ظاہری سے فراغت پانے کے بعد آپ علوم باطنی کے حصول میں مصروف ہو گئے اور بہت ہی قلیل مدت میں کمال حاصل فرما لیا۔ آپ کے والد بزرگ حضرت سید شاہ حسن عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل تھا کہ جب بھی کسی فرزند سے کرامت کا ظہور پاتے تو آپ فرماتے ''بابا آرام کرو'' چنانچہ فوراً اس کی روح پرواز ہو جاتی۔ اس طرح آپ کے کئی فرزندوں نے کم سنی ہی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور اس عالم فنا

سے کوچ کر گئے ۔ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کے دروازہ پر پاؤں پر پاؤں رکھے ہوئے تھے۔ بطخوں کی فطرت ہوتی ہے کہ جب وہ کسی کم سن بچے کو دیکھتی ہیں تو فوراً اپنی گردن لانبی کر کے کاٹنے آگے بڑھتی ہیں۔ چنانچہ صاحبزادہ کو اس طرح دیکھ کر ایک بطخ اپنی گردن لانبی کر کے حضرت کی طرف بڑھی یہ دیکھ کر صاحبزادہ (معشوق ربانی) نے پاؤں سے اس کی طرف اشارہ فرمایا، وہ بطخ پھڑ پھڑا کر اسی وقت مرگئی۔ایک خادمہ نے یہ دیکھ کر فوراً اس کی اطلاع آپ کی والدہ ماجدہ کو کر دی۔ حضرت کی والدہ محترمہ نے خادمہ کو تاکید فرمائی کہ یہ واقعہ ظاہر نہ ہونے پائے ،اور کسی صورت میں اس کی اطلاع آپ کے والد بزرگ کو نہ پہنچے۔ حضرت کی والدہ محترمہ کی درخواست پر آپ کے والد بزرگ نے بغرض زیارت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حرمین شریفین روانہ فرمایا اور حضرت کو بیعت فرما کر خرقہ خلافت سے سرفراز فرمایا اور بہ خیال کمسنی (بہ عمر شریف ۱۲ سال) چند خادمین ومعتقدین کو حضرت کے ہمراہ روانہ کیا۔

حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا سفر حرمین شریفین

حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والدین کی اجازت سے ۹۱۲ھ میں بغداد شریف سے پہلے اپنے چند خدام کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔اور حج ادا کئے اور بعد ازاں مدینہ منورہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ کی زیارت مقدسہ کے لئے روانہ ہوئے اس وقت آپ کی عمر شریف ۱۶ سال تھی۔ حضرت اپنے چند خدام کے ساتھ رات دن سفر کرتے ہوئے مدینہ طیبہ پہنچے اور ایک مسجد میں ٹھہرے۔آپ کا یہ معمول تھا کہ روزآنہ صبح وشام سلام کے واسطے بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضری دیا کرتے اور بسا اوقات روضہ مبارک میں مراقب رہتے۔ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ بزمانہ قیام

مدینہ منورہ اکثر مشائخین وشیوخ وقت وصوفیاء کرام سے ملاقات فرمائی اور اوقات فرصت میں درس وتدریس کے حلقوں میں رہتے حضرت نے مدینہ طیبہ میں بڑی بڑی ریاضتیں کیں۔ایک دن آپ نے نماز فجر کے بعد بارگاہ نبوی میں حاضری دی اور بہت دیر تک حاضری دی اور مراقبہ میں رہ کر واپس مسجد تشریف لائے پھر اسی رات گذارنے کے بعد روضہ منورہ کو تشریف لے گئے،روضہ منورہ کو مقفل پا کر خدام مسجد کو قفل کھولنے کے لئے فرمایا۔خدام نے خلاف وقت وعادت دروازہ کھولنے سے انکار کردیا۔آپ نے فرمایا مجھے اس وقت دربار میں حاضر ہونے کا حکم ہوا ہے ،دروازہ کھول دیا جائے۔خدام نے عرض کیا ہم دروازہ نہیں کھول سکتے آپ ہی کھول کر اندر تشریف لے جایئے۔حضرت نے دروازہ پر کھڑے ''یا جدی یا جدی'' کی آواز لگائی دیکھتے ہیں کہ قفل کھل گیا اور روضۂ مطہرہ سے آواز آئی ''یا ولدی یا ولدی'' حضرت پھر دروازہ کھول کر بارگاہ نبوی میں داخل ہوئے اور صبح تک خلوت ہی رہی ،نماز فجر سے فارغ ہو کر مسجد سے واپس ہوئے اور اپنے مریدین ومعتقدین میں سے حضرت حسن بن احمد اور حضرت شاہ کمال درویش کو بیعت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور پھر کہا کہ مجھے بارگاہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ''معشوق ربانی'' کا خطاب سرفراز ہوا ہے اور آپ کا ارشاد مبارک ہوا ہے کہ میں ملک ہندوستان جا کر دکن کے علاقے میں دین اسلام کی اشاعت کروں۔پھر اپنے ساتھیوں سے سامان سفر تیار کرنے کا حکم فرمایا۔چنانچہ حضرت شاہ کمال درویش رحمۃ اللہ علیہ نے سامان سفر تیار کیا ۔حضرت حسن بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کو وہیں چھوڑ دیا جو صاحب کشف وکرامت تھے۔آپ کا وصال وہیں ہوا اور مزار مبارک مدینہ طیبہ ہی میں ہے۔

حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہندوستان روانگی اور دکن میں آمد

دوسرے دن حسب حکم رسالت پناہ کے آپ دکن روانہ ہوئے اس وقت دکن میں سلاطین قطب شاہیہ کی سلطنت تھی اور والیٔ حکومت سلطان محمد قلی قطب شاہ تھا۔ اور دہلی میں سلطان ابراھیم لودھی والیٔ لودھی سلطنت کا زمانہ تھا۔ حضرت کے دکن پہنچنے تک راستے میں بے حد کشف وکرامات کا ظہور رہا۔ آپ کی کرامات دیکھ کر اکثر منکرین نے اسلام قبول کیا اور آپ کے مریدین میں داخل ہوئے جن میں صدہا اولیاء اللہ، اہل اللہ اور کئی مجذوب تھے۔ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ جب مدینہ طیبہ سے دکن کی جانب تشریف لا رہے تھے دریا میں طوفان پیدا ہو گیا اور جہاز ڈگمگانے لگا تمام مسافروں نے اپنی زندگی سے مایوس ہو کر آپ کی خدمت میں معروضہ پیش کیا آپ نے بارگاہ رب العزت میں دعا فرمائی جس کے نتیجے میں طوفان رک گیا اور جہاز صحیح سلامت ساحل تک پہنچ گیا۔ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ جب دکن کی طرف تشریف فرما ہو رہے تھے اکثر زمینداران ہند نے اثناء سفر میں آپ کے کرامات کے مشاہدے سے مشرف یاب ہو کر بہ حسن عقیدت وبندگی آپ کو کئی ہاتھی بطور نذر پیش کی روایت میں آتا ہے کہ ہاتھیوں کی تعداد ۷۰ یا ۸۰ کے لگ بھگ تھی۔ اور انھیں ہاتھیوں پر آپ کے مریدین، فقراء ومعتقدین کا لبادہ لاد کر یہ قافلہ سومارم (ورنگل کا ایک ضلع ہے) کی طرف روانہ ہوا۔

کس شان سے نکلا ہے اللہ کا دیوانہ
انداز ہیں شاہانہ سامان ہے فقیرانہ

راستہ میں ایک زمین دار آپ کی کشف وکرامت کی شہرت سن کر اندھے بیٹے کو لے کر حضرت کی خدمت میں معروضہ پیش کیا، آپ نے اپنا دست مبارک اندھے لڑکے کے چہرہ پر پھیرا لڑ کا فوراً بینا ہو گیا۔ زمیندار اس واقعہ سے بے حد متاثر ہوا اور فوراً مع اہل وعیال اسلام قبول کیا۔ اسی سفر میں شدت کی بارش شروع ہوئی حضرت مع اہل اپنے رفقاء کے آبادی سے دور تھے. حضرت نے اشارہ فرمایا اور کہا کہ اطراف زمین پر لکیر کھینچ دو چنانچہ رفقاء نے لکیر کھینچ دی۔ دیکھا کہ چاروں طرف بارش ہو رہی تھی لیکن اللہ والوں کا قافلہ بارش سے محفوظ رہا دوران سفر ایک بڑی ندی حائل ہوئی جس کا پار کرنا مشکل تھا۔ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا گھوڑا ندی میں ڈال دیا، فوراً ہی ندی رک گئی اور راستہ بن گیا اور پورا قافلہ ندی کو پار لیا پھر ندی میں پانی بھر گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع جب وہاں کے زمیندار کو ہوئی تو وہ آپ کی خد مت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوا اور بہت تحفہ وتحائف نذر لے کر آپ کی خد مت میں حاضر ہوا۔ پھر حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ سومارم کی پہاڑی پر جو اس وقت شہر ورنگل سے لگ بھگ ۲۰ یا ۲۵ کیلو میٹر جانب جنوب واقع ہے۔ فروکش ہو کر عبادت الٰہی اور چلہ کشی میں مصروف ہو گئے۔ اور مشاہدۂ انوار شہود ذات میں مشغول ہو گئے۔ جب آپ سومارم تشریف لائے تو وہاں آپ کی آمد کی خبر سن کر سیکڑوں مشرکین وکفار دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کا دستور تھا کہ جب آپ عبادت الٰہی میں مستغرق ہو جاتے تو کسی کو آپ کے پاس حاضر ہونے کی مجال نہ تھی۔ جب تک کہ حضرت خود کسی کو یاد نہ فرماتے۔ روایت ہے کہ آپ ۱۲ سال سومارم کی پہاڑی پر فروکش رہے۔

حضرت معشوق ربانی کی قاضی پورہ (عرس جا گیر) کو روانگی

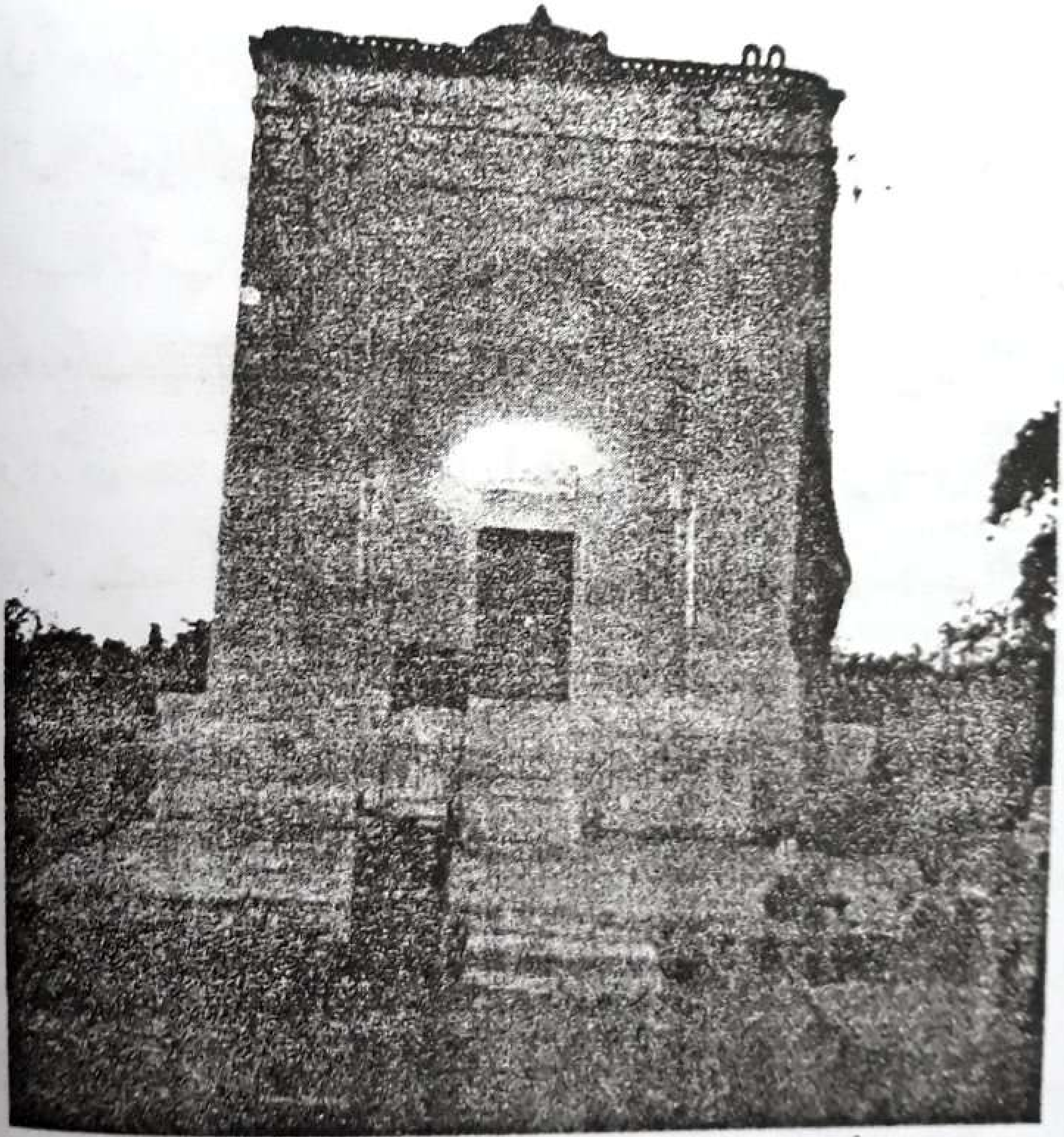
جب بارہ سال آپ کے تمام ہو چکے تو آپ نے اپنے رفقاء کو حکم دیا کہ سامان سفر تیار کیا جائے اور مع اپنے قافلہ کے قاضی پورہ (عرس جا گیر جہاں آپ کی مزار مبارک ہے) چلنے کا حکم فرمایا ۔آپ جب پھونن کوٹ پہنچے جو ورنگل کے قلعہ سے چار پانچ میل پر واقع ہے تو اپنے نعلین مبارک کو اتار دیا اور آہستہ آہستہ چلنے لگے آپ کا یہ طرز عمل دیکھ کر کسی کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ اس کی کیا حکمت ہے۔ پھر آپ نے حضرت شاہ کمال درویش سے فرمایا بابا کمال میرے قریب آؤ میں تمہیں اس کی وجہ دکھلاؤں گا۔ جب حضرت شاہ کمال رحمۃ اللہ علیہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے انکا سر اپنے بغل میں لے کر فرمایا دیکھو، حضرت شاہ کمال با نور فرماتے تھے کہ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے میں نے چشم ظاہر سے دیکھا کہ سلطان محمد تغلق کے وقت ۷۲۸ھ یا ۷۳۰ھ میں تلنگانہ (ورنگل) پر حملہ کیا تھا اس وقت کے اولیاء اور شہداء کی ارواح جو بڑے بڑے مرتبوں کے حامل تھے اور اس جنگ میں شامل ہوئے تھے ۔جس میں سلطان محمد تغلق نے اولیاء اللہ کی استعانت (مدد) سے راجہ پرتاپ پر فتح پائی تھی، یہ پاک روحیں جوق در جوق آکر حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات فرماتی ہیں۔قلعہ ورنگل کے اطراف و اکناف استراحت پذیر ہیں اور کہیں بھی پاؤں رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔ حضرت بابا کمال کے اس مشاہدہ کے بعد حضرت معشوق ربانی نے فرمایا کہ بابا کمال یہی وجہ ہے کہ میں ان مردانِ خدا کے فرط ادب سے یہاں پر برہنہ پا چل رہا ہوں جو یہاں پر موجود ہیں۔ اور یہ واقعہ ۲۰۰ سال بعد ۹۲۵ھ یا ۹۳۵ھ میں پیش آیا۔

ولا تقولو لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ط بل احیاء ولکن لا تشعرون

اور جو اللہ کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم (ان کی حیات کا) شعور نہیں رکھتے۔

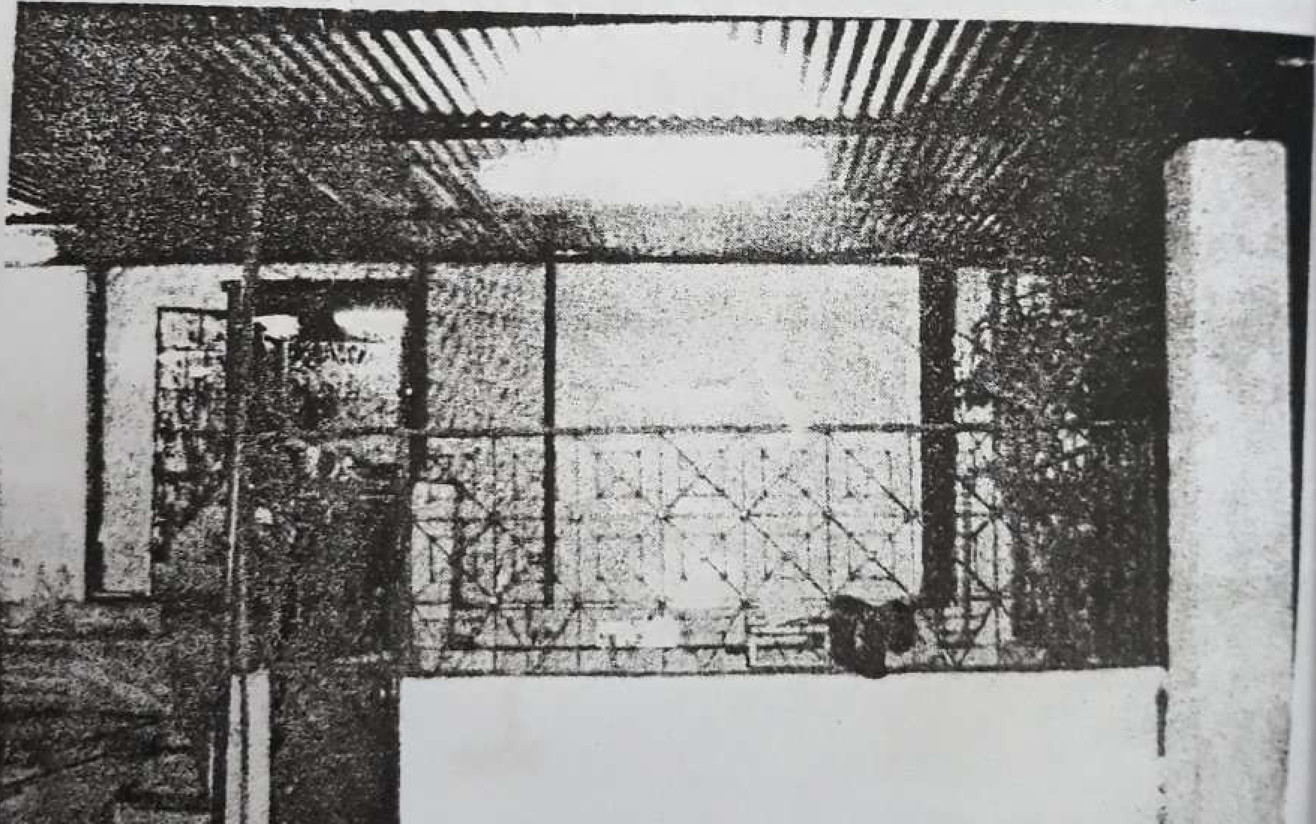
صاحب ''انوار الاخیار'' لکھتے ہیں کہ جب حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ عرس (قاضی پور) پہنچ وہاں پہاڑ پر فروکش ہوئے۔ روایت میں آیا ہے کہ آپ نے یہاں بھی ۱۲ سال قیام فرمایا اس پہاڑی پر آپ چلہ کش رہے۔ اس زمانے میں ہمنکنڈہ کے پہاڑ پر جو کہ اس پہاڑ سے ۴ میل کے فاصلے پر ہے ایک جادوگر کا مسکن تھا۔ آپ کی آمد سن کر وہ برہم ہوا اور آپ پر جادو کے زور سے ایک بڑا پتھر آپ پر پھینکا۔ آپ اس وقت یاد الٰہی میں مستغرق تھے۔ لا نسا ذکر اللہ (اللہ کا ذکر کرنا مت بھولو) جب پتھر آپ کے بالکل قریب آ گیا تو آپ نے اپنی چھوٹی انگلی مبارک سے اس پتھر کو روک دیا۔ اب وہ مقام چلہ گاہ سے موسوم ہے۔ پتھر اس جگہ معلق تھا۔ بعد میں پتھر اور مٹی سے اسے سہارا دیا گیا۔ آج تک اس پر آپ کی چھوٹی انگلی مبارک کا نشان موجود ہے۔ اکثر زائرین وہاں جا کر زیارت کرتے ہیں۔ جب اس جادوگر کو بری طرح ناکامی ہوئی تو وہ شرمندہ ہو کر جادو کے زور سے ایک بڑے اژدھے کو بنایا اور آپ کو ہلاک کرنے کا اشارہ کیا۔ جب اژدھا آپ کے قریب پہنچا تو آپ نے اپنی شہادت کی انگلی سے اسے وہیں روک دیا۔ اژدہا اس مقام پر تڑپتا ہوا رہ گیا اور آگے نہ بڑھ سکا جب آپ اذکار و وظائف سے فارغ ہوئے تو ایک لکڑی سے اژدھے کی پشت پر لکیریں کھینچی۔ وہ لکیریں اژدہے کی پشت قطع کر کے پتھر پر منقش ہو گئیں، چنانچہ وہ اب تک موجود ہیں۔ آپ کے حالات دیکھ کر وہ جادوگر اسلام قبول کر لیا۔ اپنی آخر عمر تک آپ کی خدمت میں رہا۔ اس کی قبر معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے گنبد کے سامنے جنوب کی طرف موجود ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جب چلہ پورا کیا تو پہاڑی سے اترے اور دیہات قاضی پورہ تشریف لائے جو اس وقت عرس کے نام سے مشہور ہے۔ پہلے حضرت قاضی ضیاء الدین سنائی رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہ میں تشریف لے گئے جو آج بھی آپ کے آستانہ سے چند قدم پہلے جانب مغرب لب سڑک موجود ہے جو سلطان محمد تغلق کے زمانے میں ورنگل کے راجہ سے جنگ میں تشریف فرما تھے اور شہید ہوئے تھے۔



حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ فاتحہ سے فراغت پا کر حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے قیام کیلئے کچھ زمین کی درخواست کی حضرت قاضی ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا آپ مثل آفتاب ہیں اور میری حیثیت اس کے سامنے ایک چراغ کی سی

ہے اگر آپ اس خطہ زمین پر قیام فرمائیں تو آفتاب کے سامنے چراغ کی روشنی کیسے برقرار رہ سکتی ہے۔ قاضی صاحب تامل نہ فرمائیں میری اولاد آپ کی فاتحہ، عود و گل کے مراسم ادا کرے گی۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح سے جواب ملا یہ مقام آپ کا ہے اور آپ کو مبارک ہو آپ یہاں فروکش ہو جائیں۔ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر آگے چند قدم بڑھ کر اپنے عصاء مبارک کو زمین میں نسب کر کے ارشاد فرمایا کہ یہی میری جائے مرقد ہوگی۔ آستانہ مبارک آج بھی اسی مقام پر ایک خوب صورت گنبد کی یادگار صورت میں زیارت گاہ خلق موجود ہے حضرت معشوق ربانی

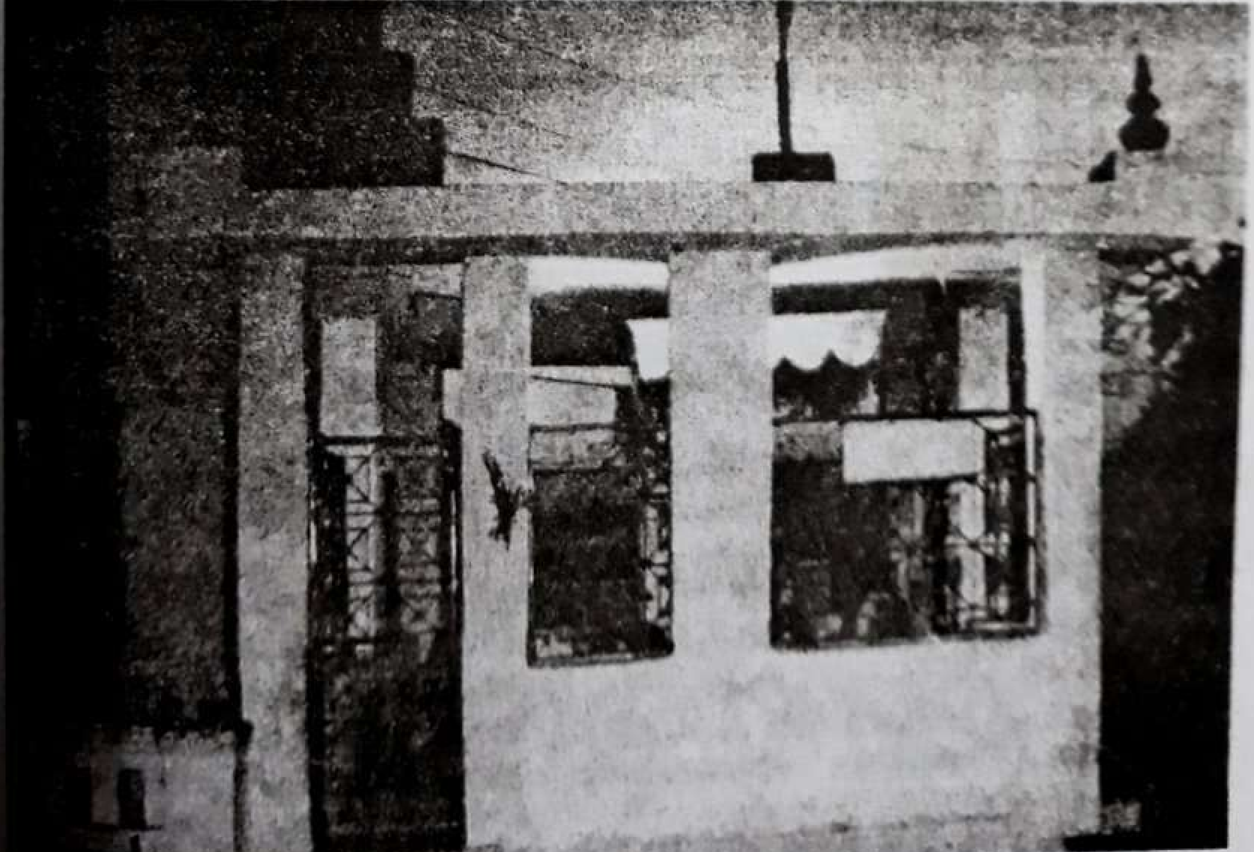


رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک ۳۰ سال کی ہوئی، حضرت شاہ کمال درویش رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مریدین کے اِصرار پر آپ نے ۹۲۶ھ میں عقد فرمایا۔ آپ کو تین صاحبزادے اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے، دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی بچپن میں وفات کر گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

وجوہاتِ وفات صاحبزدگان وصاحبزادی صاحبہ

روایت ہے کہ ایک روز حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے بڑے صاحبزادے آپ کے روبرو بیٹھے ہوئے تھے اتفاق سے ایک پرندہ ہوا میں اڑتے ہوئے بیٹ کردی جو آپ کے صاحبزادہ پر گری۔ صاحبزادہ نے پرندہ کو دیکھا، ان کا دیکھنا تھا کہ وہ پرندہ جل کر زمین پر گر پڑا جب حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے کی یہ کرامت دیکھی تو فرمایا کہ فقیر کو اپنے حال کی تشہیر نہ کرنی چاہیئے ابھی تمہارا وقت نہیں پہنچا کہ تم اپنے حال کا اظہار کرو۔ پھر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی خاندانی روایت کی طرح فرمایا بہتر ہے کہ تم دنیا سے پردہ کرلو اور آرام کرو فی الفور صاحبزادہ کی روح پرواز کر گئی۔

دوسری روایت ہے کہ آپ کے دوسرے صاحبزادے اپنے گھر کی دیوار پر سوار تھے اور بچوں کی عادت کی طرح دیوار سے کہا کہ ''چل میرے گھوڑے'' یہ کہتے ہی دیوار حرکت میں آ گئی اور چلنے لگی۔ اس کی اطلاع حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو



ہوئی تو آپ کو یہ بات ناگوار گذری آپ نے فرمایا کہ صاحبزادہ سے کہو کہ "بابا آرام کرو"۔ چنانچہ اسی وقت دوسرے صاحبزادہ کی روح بھی آپ کے جسد مبارک سے پرواز کر گئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

صاحبزادی کی کرامت اور آپ کا وصال

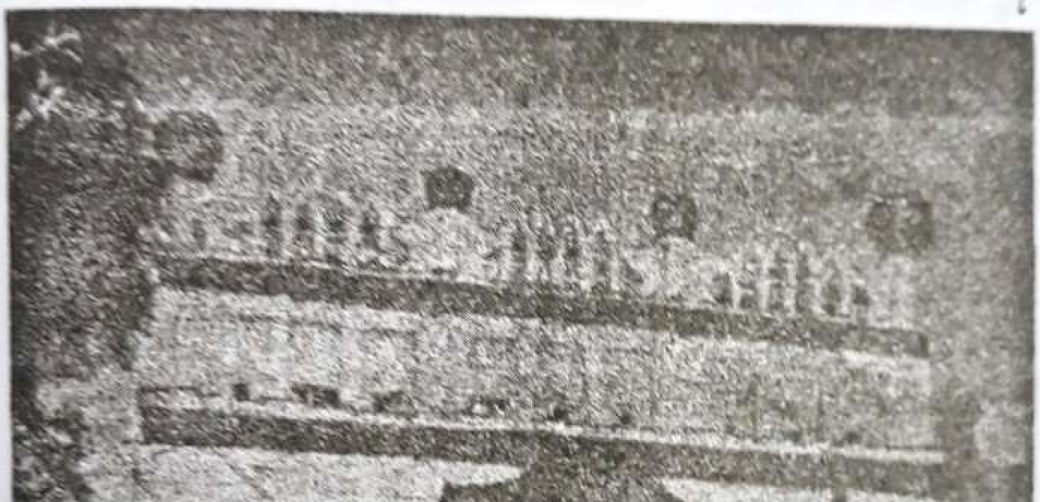
روایت ہے کہ ایک روز صاحبزادی صاحبہ اپنے بالوں میں کنگی فرما رہی تھیں۔ دیکھا کہ مانگ کی سیدھی طرف بالوں سے پھول اور بائیں طرف سے چنگاریاں گر رہی تھیں۔ صاحبزادی کی یہ شان، مقامِ جلال و جمال دیکھ کر حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹی ابھی اس عمر میں تمہارا یہ حال؟ فقیروں کی اولاد کو زیبا نہیں دیتا اور تم بھی بیٹی اب آرام کرو۔ یہ فرمانا تھا کہ صاحبزادی بھی وصال کر گئیں۔

ان دو صاحبزادوں اور ایک معصوم صاحبزادی کی مزار مبارک حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کی گنبد کے باہر بائیں میں واقع ہے۔ کہتے ہیں کہ ان واقعات کے بعد حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور صاحبزادے پیدا ہوئے جن کا نام حضرت سید شاہ غوث معین الدین رحمۃ اللہ علیہ قادری تھا۔ یہی صاحبزادے اپنے والد بزرگوار کے سجادہ نشین ہوئے جن کی اولاد سے آج تک درگاہ شریف میں سلسلہ جاری ہے۔

حضرت سید شاہ غوث معین الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں سن ولادت ۹۳۶ھ اور سن وصال ۱۰۱۰ھ ہے۔ اپنے والد بزرگوار سے بیعت وخلافت حاصل فرمائی تھی۔ آپ باکمال بزرگ تھے آپ کے وصال کے بعد ہم عصر حضرات نے آپ کو مسجد میں نماز پڑھاتے ہوئے اور حضرت معشوق ربانی کی گنبد مبارک میں مراجعت فرماتے ہوئے دیکھا، اور آپ کی مزار شریف سے قرآن خوانی کی آواز

سماعت فرمائی ۔ آپ کی مزار شریف حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے مبارک کے مشرق میں چند قدم دوری پر ایک چوکھنڈی میں زیارت خلائق گاہ ہے۔ آپ بڑے جلالی صفت بزرگ گزرے ہیں ۔ آپ کے دو صاحبزادے (۱) حضرت سلطان الفقراء سید شاہ اولیاء قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سید شاہ عبدالنبی قادری رحمۃ اللہ علیہ تھے ۔ حضرت سید شاہ غوث معین الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سن وصال محرم ۱۰۵۵ھ ہے۔

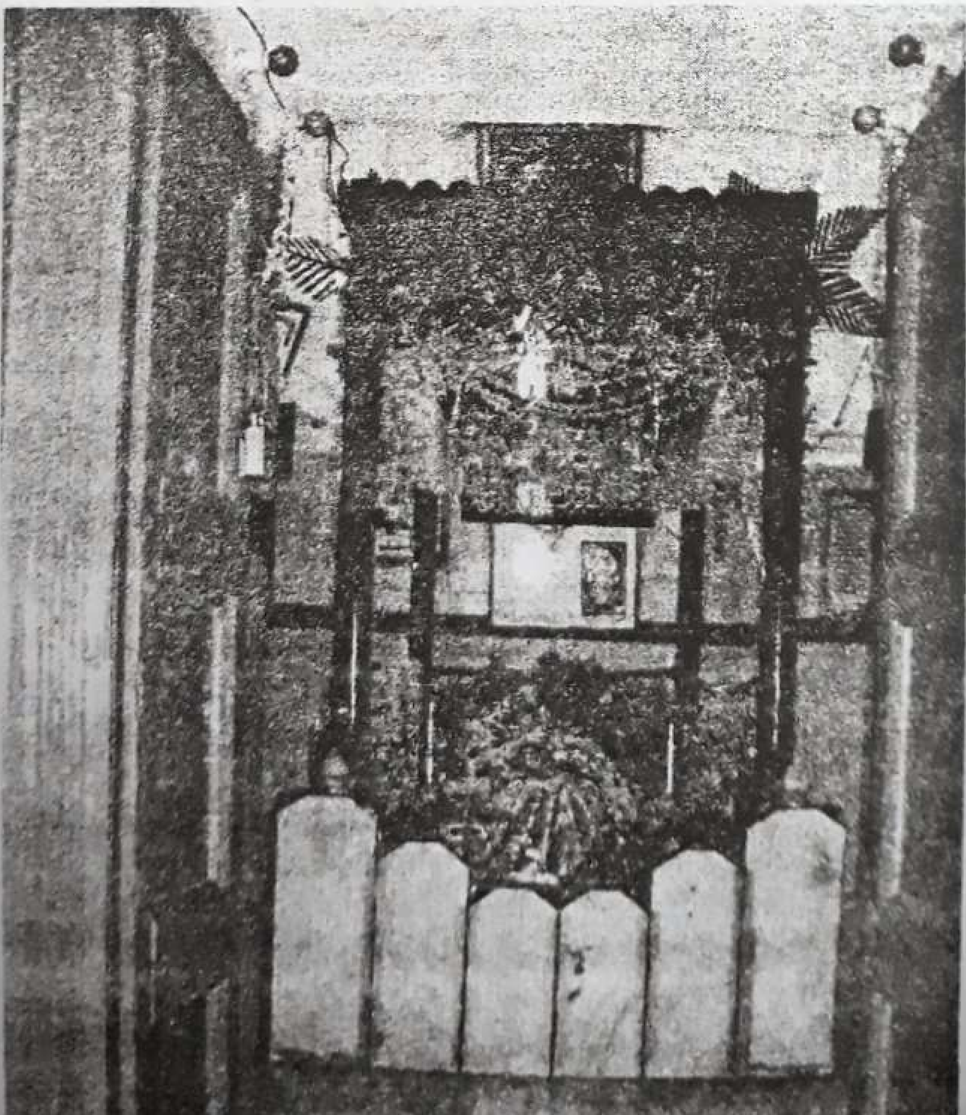


حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے کی تمام مشائخین عظام وصوفیا اکرام کے سردار وپیشوا تھے ۔ آپ کو عالم معنی سے منصب معشوقیت حاصل تھا ۔ اکثر آپ خانقاہ شریف میں رونق افروز رہتے اور صبح وشام ذکر وشغل کے حلقہ میں تشریف

فرماتے ہوئے بکارودل وبایار رہتے تھے۔

حضرت کے دست حق پر کئی ہزار کفار و مشرکین نے دور دور سے آ کر مشرف باسلام ہو کر کفر و ضلالت سے توبہ کی اور حلقۂ مریدین میں داخل ہوئے۔

حضرت کی پہلی زوجہ محترمہ (پیرانی ماں) کا وصال مبارک ۹۴۰ھ میں ہوا، پھر آپ نے دوسرا نکاح فرمایا اس بی بی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اور حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک سے پہلے ہی آپ کا وصال ہوا۔ حضرت معشوق ربانی کے ازواج محترمہ کے مزار آپ کے گنبد شریف کے مشرقی دروازہ کے روبرو ہیں جو کہ چونے اور اینٹ سے بنی ہوئی ہیں۔

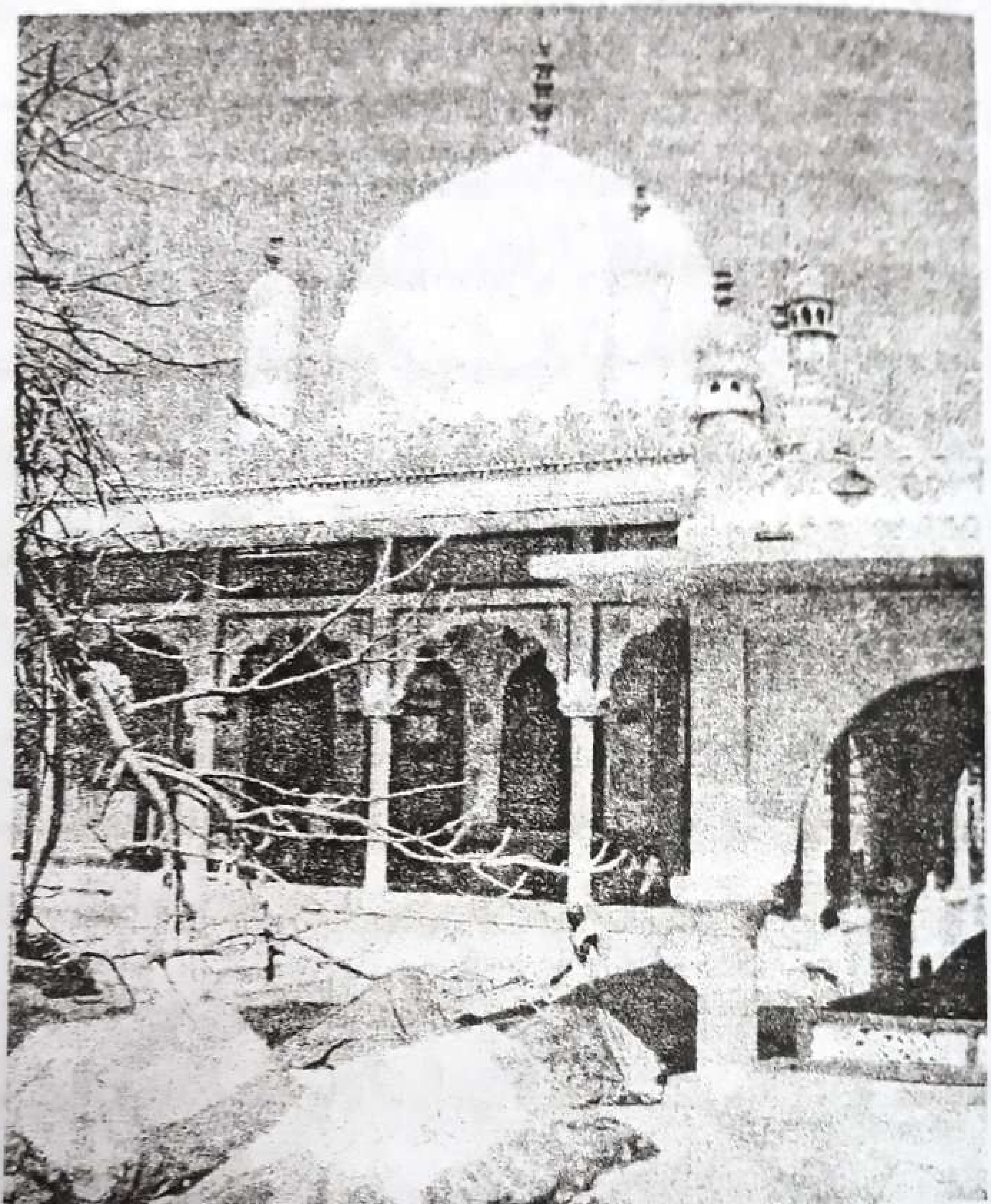


وفات مبارک حضرت معشوق ربانی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا جب سن مبارک (۸۱) برس ہوا تو روز بروز نقاہت و ضعف بڑھنے لگا۔ بالآخر (۱۶) رجب المبارک ۹۷۷ھ سے اور تاریخ قلعہ ورنگل بروایت مشکوٰۃ النبوت کی رو سے (۲۲) رجب ۹۹۹ھ سے بخار شدت سے بڑھ گیا۔ حضرت نے اس کیفیت میں کلام مجید کی تلاوت شروع فرمادی۔ دوسرے روز صبح چاشت کے وقت کلام اللہ زبانی ختم فرمائے اور نہایت استقلال و کشادہ پیشانی کے ساتھ تبسم فرماتے ہوئے اور کلمہ شریف کا ورد فرماتے ہوئے جاں بحق ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جمعہ کا دن تھا۔ غسل و تکفین سے فراغت حاصل کر کے نماز جمعہ کے بعد حضرت کے صاحب زادے حضرت سید شاہ غوث معین الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ مدفون ہوئے۔ احاطہ میں مسجد اور خانقاہ حضرت کے زمانے میں ہی بنائی گئی اور گنبد مبارک آپ کے وصال کے بعد بنایا گیا۔

خزانہ ہوں میں چھپایا ہے خاکِ صحرا نے
کسی کو کیا خبر میں کون ہوں کس کی دولت ہوں

حضرت سید شاہ اسماعیل قادری نیلوری رحمۃ اللہ علیہ



مشکوٰۃ نبوۃ میں آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے،

حضرت سید شاہ اسماعیل ......بن سید حسن...... بن سید سلمان...... بن سید ابراھیم ......بن سید احمد حلبی المغربی ......بن موسیٰ...... بن سید علی......بن محمد......بن حسن ......بن حسن الدین...... بن محمد صنو احمد...... بن سید ابی نصر محی الدین......بن سیدنا عماد الدین صالح نصر......بن اسید تاج الدین عبد الرزاق...... بن حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

آپ شہر بغداد سے سلطان محمود شاہ ثانی بہمنی ۹۲۷ھ (بیدر) کے عہد سلطنت میں بیجاپور تشریف لائے پھر وہاں سے موضع نیلور تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار فرمائی۔ نیلور گلبرگہ شریف سے تقریباً چالیس کلومیٹر جانبِ شمال ہے۔ آپ نے اپنے فقراء کو حکم دیا کہ یہاں کے حاکم کو نکال باہر کرو۔ چنانچہ حسب الحکم تمام درویشوں نے عمل کیا اور حاکم وقت کی مجال نہ ہوئی کہ سرتابی کر سکے وہ فرار ہو کر شہر بیجاپور چلا گیا۔ حضرت نے اپنے لئے ایک حجرہ اور فقراء کے لئے ایک خانقاہ تعمیر کی۔ الغرض حاکم وقت نے سلطان محمود شاہ بہمنی سے اس کے نکالے جانے کی شکایت کی۔ اور حقیقت حال بیان کی سلطان متحیر اور متعجب ہو گیا اور اپنے امراء وارا کین سے مشاورت کی سن کر تمام نے عرض کیا کہ وہ بزرگ یقیناً صاحب کمال ہیں جنہوں نے اپنے فقراء سے کہ کر حاکم کو وہاں سے بھگانے پر مجبور کر دیا۔ ہم پر لازم ہے کہ اس موضع کی سند حضرت کے نام سے تیار کر کے آپ کی خدمت میں روانہ کر دیں۔ سلطان نے بھی اس بات کو تسلیم کر لیا اور ایک قاصد کے ذریعہ سند نیلور آپ کی خدمت میں بھیج دی۔ کہتے ہیں کہ آپ حجرہ مبارکہ کے دروازے پر پردہ رہا کرتا تھا۔ آپ اندر داخل ہوتے وقت اس پر نظر مبارک فرماتے تھے اور وہ خود بخود اٹھ جاتا تھا۔ آپ حجرہ مبارک میں داخل ہو جاتے اور پھر پردہ پر نظر ڈالتے جس کے ساتھ ہی پردہ گر جاتا۔ اگر کوئی نظر لاتا تو حکم تھا کہ حجرہ کے سامنے رکھ دی جائے، اسی طرح اگر کوئی شخص آپ کی بیعت اور غلامی کی غرض سے حاضر ہوتا تو آپ پردہ ہی کے اندر سے فرماتے کہ حضرت محبوب نے تجھے قبول کر لیا۔ یہی آپ کے بیعت لینے کا طریقہ تھا۔ دوسرے شیوخ کی طرح دست بیعت نہیں دیتے تھے۔ اور جب کبھی حجرہ کے باہر تشریف لاتے تو تمام نظریں سارے حاضرین میں تقسیم کر دیتے اور فرماتے کہ محبوب کی نذر قبول کی گئی اور جس کسی کو کچھ کہنا ہوتا تو وہ حجرہ کے باہر ہی سے عرض کرتا۔

ہاں تو ذکر سلطان محمود بہمنی کا ہو رہا تھا۔ جب سلطان کا قاصد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس نیلور کی سند لے کر پہنچا آپ کے خادموں نے اس سند کو دوسری نذروں کے ساتھ حجرہ کے سامنے رکھ دیا جب حسب معمول آپ حجرہ سے برآمد ہوئے اور نذروں کو ملاحظہ کیا تو فرمایا کہ یہ کیا کاغذ ہے، فقراء نے سند کی تفصیل بیان کی۔ حضرت نے یہ سن کر فرمایا قاصد کو باہر کردو اور ایک گدھے کو لاکر یہ سند اسکی دم سے باندھ کر قاصد کے پیچھے بھگادو خادمین نے ایسا ہی کیا قاصد نے باہر نکالے جانے کے بعد گدھے کی دم سے وہ سند کھول لی اور بیدر جاکر سلطان کی خدمت میں جو کچھ گذرا تھا پورے کا پورا بیان کردیا۔ سلطان یہ سن کر متعجب ہوگیا۔ اور کہا کہ انشاء اللہ تعالٰی میں وہاں جاؤں گا تو آپ سے ضرور ملاقات کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد سلطان نے آپ کی قدم بوسی کا ارادہ کیا اور اپنی جگہ امیر الملک عبدالرزاق کو بارہ ہزار سوار کی جمعیت کے ساتھ بیدر میں چھوڑ کر حضرت کے پاس روانہ ہوا۔ جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ حجرہ میں تھے۔ اور حجرے کے دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ سلطان نے آپ کے آداب کے خلاف اپنی سلطانی کے فخر سے پیش قدمی کی اور حجرہ میں داخل ہوکر آپ سے مصافحہ کرنا چاہا حضرت نے فوراً اپنا ہاتھ آستین میں کرلیا اور مصافحہ کیا، مصافحہ کرنے کے ساتھ سلطان کو ایسا محسوس ہوا کہ اسکے دونوں ہاتھ جسم سے جدا ہو گئے ہیں اور اس کا بدن آگ کی حدت سے جلنے لگا۔ وہ حالت اضطراب میں حجرہ سے باہر نکل گیا اور آہ وفغاں کرنے لگا۔ وزیر جو سلطان کے ہمراہ تھا اس واقعہ سے متحیر ہوگیا۔ اس نے حضرت کے خدام سے دریافت کیا کہ اب کیا تدبیر کی جائے۔ سب خادمین نے کہا کہ حضرت کے ایک صاحبزادہ چھت پر سکونت پذیر ہیں کہ ان کے توسط سے بادشاہ کی تقصیر درگذر ہوسکتی ہے۔ چنانچہ وزیر کو حضرت کے صاحب زادہ سید شاہ اسلام الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے اور

ساری صورت حال بیان کی حضرت سید شاہ اسلام الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ سلطان کمال بے ادبی سے پیش آئے تھے تم اپنے سلطان کو حاضر کرو میں کوشش کروں گا کہ ان کا قصور معاف ہو جائے۔ چنانچہ سلطان کو حاضر کیا گیا تو حضرت اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحب زادہ کی استدعا پر سلطان کے قصور کو در گذر فرمایا۔ اور اپنا لعاب دہن اسکو لگایا جس سے سلطان تندرست ہو گیا۔ بعد ازاں آپ نے فرمایا کہ اے بادشاہ فقراء سے ہمیشہ باادب رہنا۔ اسکے بعد سلطان نے موضع نیلور کی سند قبول فرمانے کی گذارش کی جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے بادشاہ تمہاری سلطنت ہماری عطا کردہ ہے ہم چاہیں تو تجھے عطا کردیں اور چاہیں تو تیری جگہ کسی دوسرے کا انتخاب کرلیں اس قریہ کا کیا بیان ہے۔ سلطان یہ سن کر خاموش اور شرمندہ ہو گیا۔

گرچہ اہل دولت بہت درظاہر بلند   دست ارباب دعا بالاترین دستہاست

(اگر چہ دولت والوں کے ہاتھ بڑے ہوتے ہیں لیکن

ارباب دعا (اللہ والوں) کے ہاتھ بہت بلند ہوتے ہیں۔)

جب یہ تمام واقعہ امیر الملک عبدالرزاق کو معلوم ہوا تو اس نے بھی آپ کی قدم بوسی کا ارادہ کیا اور اپنی عرض حضرت کی خدمت اقدس میں روانہ کی۔ حضرت نے فرمایا کہ عبدالرزاق سے کہو کہ وہ چند روز توقف کرے اور پھر یہاں کا ارادہ کرے ۔ جب عبدالرزاق امیر الملک کو ایسا معلوم ہوا تو اس نے آپ کی اجازت کے بغیر ارادہ کرنے کو بے ادبی سمجھا۔ اسی اثناء میں اس نے سُنا کہ حضرت بغداد شریف جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس نے پھر اپنا ارادہ آپ کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ آپ نے فرمایا کہ عبدالرزاق سے کہو کہ اورنگ آباد میں حضرت احمد شاہ گجراتی رحمۃ اللہ علیہ بزرگ زمانہ ہے وہ ان سے مستفیض ہو۔ عبدالرزاق نے آپ کے حکم کے

مطابق حضرت شاہ احمد گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے کہا، اے عبدالرزاق تمہارا حصہ شاہ اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہے تم وہیں جاؤ۔ پھر عبدالرزاق نے حضرت شاہ احمد گجراتی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد پر پھر ایک عرضی حضرت سید شاہ اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بھیجی۔ اس عرضی میں یہ لکھا کہ حضور یہ غلام غلامی کا ارادہ رکھتا ہے۔

رائی چہ بود شرط خرابات تخت وتاج وکمر وکلاہ در بازی چیست

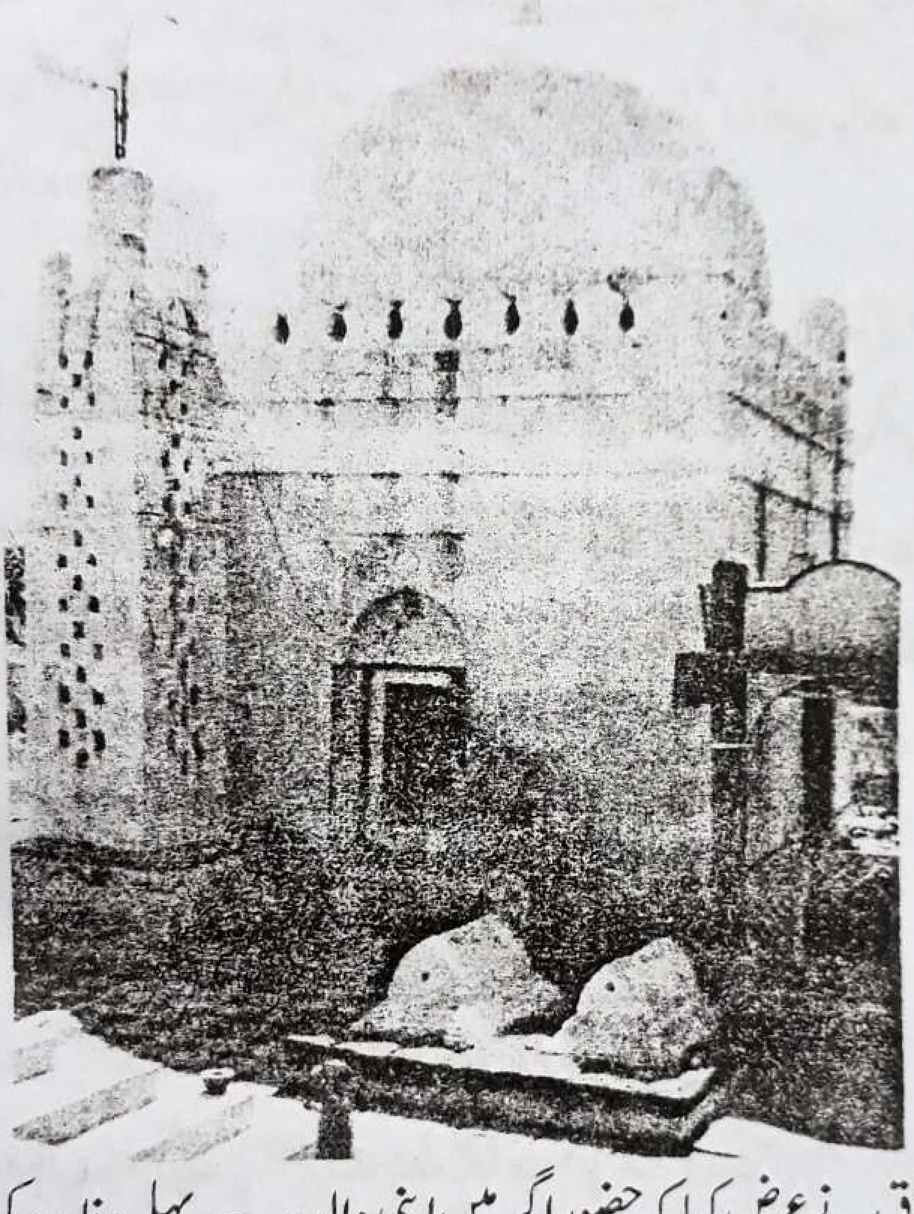
(تو جانتا ہے کہ اس شراب خانہ میں داخل ہونے کی پہلی شرط کیا ہے۔ تاج وتخت کو ہارنا اور بادشاہی سے ہاتھ دھونا پڑتا ہے)

انشاءاللہ تعالیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ راوی کہتے ہیں کہ جس روز اس نے قاصد کو یہ پیام دیکر روانہ کیا اسی رات اسنے خواب میں دیکھا کہ حضرت قبلہ نے اس کو مراتب طریقت کی تلقین فرما رہے ہیں۔

اہل معرفت حق کی معرفت میں ہر خاص وعام مخلوق سے بے نیاز رہے ہیں

پھر قاصد کے وہاں پہونچنے پر حضرت نے جواب دیا کہ ہم نے عبدالرزاق کی تلقین کردی ہے لیکن ظاہر میں ادائی رسم ضروری ہے۔ اس سے کہو کہ میں بغداد شریف جانے کا ارادہ نہیں رکھتا کیوں کہ حضرت سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ علاء الدین انصاری ''لاڈلے مشائخ'' رحمۃ اللہ علیہ میری یہاں سکونت کا باعث ہیں۔ اور میں ان دو بزرگوں کی خاطر نیلور میں سکونت پذیر رہنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ جب ملک الملک عبدالرزاق آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر آپ سے بیعت حاصل کی آپ سے مرید ہو کر آپ کی سچی غلامی میں آ گئے۔ پھر

انہوں نے اپنے پیر واصل رحمۃ اللہ علیہ سے ترک دنیا کے لئے عرض کیا جس پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس وقت مناسب نہیں اپنی والدہ کی وفات کے بعد ترک دنیا کرنا۔

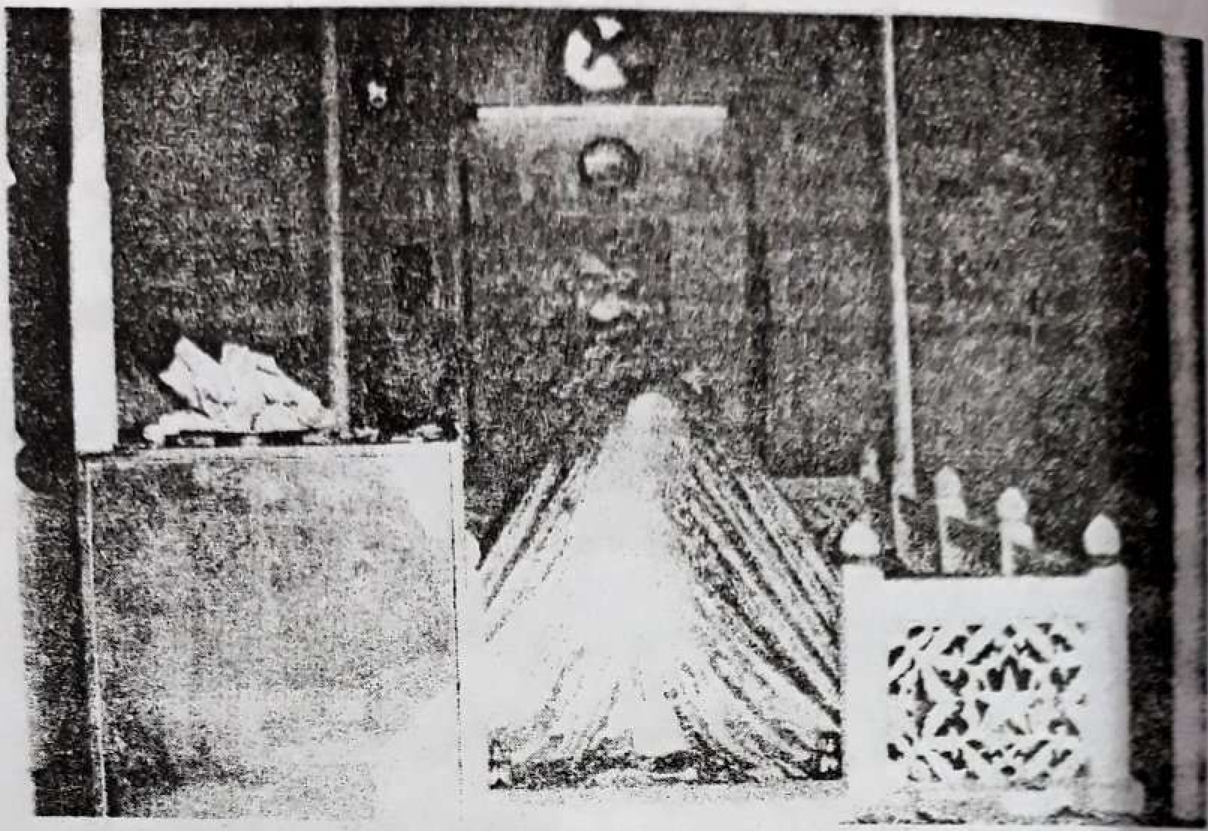


عبدالرزاق نے عرض کیا کہ حضور اگر میں اپنی والدہ سے پہلے وفات کر جاؤں تو میں ترک دنیا کی نعمت سے محروم رہ جاؤں گا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ خاطر جمع رہو کہ تمہاری والدہ تم سے قبل انتقال کر جائیں گی۔

علم حق در علم صوفی گم شد　　ایں سخن کے باور مردم شود

(حق کا علم صوفی کے علم میں گم ہوتا ہے یہ بات عام آدمی کو کب یقین میں آتی ہے)

القصہ تاریخ بیان کرتی ہے کہ شاہ عبدالرزاق نے اپنی والدہ کی عین حیات تک بقید حیات رہے اور والدہ کی وفات کے بعد ترک دنیا کرلی۔



مشکوٰۃ نبوت میں ہے کہ حضرت سید اسماعیل شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے گنبد اپنی نگرانی میں تعمیر کروائی تھی۔ مزدور سارا دن کام کیا کرتے اور شام کے وقت آپ اپنے بستر کے نیچے سے کچھ نقدی رقم نکالتے اور اپنے دست مبارک سے کسی کو کم اور کسی کو زیادہ مزدوری عطا کرتے اور اگر کوئی تکرار کرتا کہ میں نے زیادہ مزدوری کی ہے اور آپ مجھے ایک روپیہ دے رہے ہیں تو دوسرے مزدور سے فرماتے کہ اے فلاں تم اپنے پانچ روپے اس مزدور کو دے دو اور اس سے ایک روپیہ لے لو جب وہ مزدور اپنے اپنے روپے تبدیل کر لیتے تو تو پھر ان کے ہاتھ میں اتنے ہی روپیہ رہ جاتے جتنے پہلے تھے یعنی پہلے والے مزدور کے ہاتھ میں ایک روپیہ اور دوسرے کے ہاتھ میں پانچ روپے رہ جاتے۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص سارا دن کام کرتا لیکن مزدوری لینے کے وقت غائب ہو جاتا ایک روز لوگوں کے عرض کرنے پر آپ نے فرمایا اس کو پیش کرو۔ جب اسے آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اے فلاں تم مزدوری کیوں نہیں لیتے اس نے کہا کہ میں اپنے کام کی مزدوری آخرت میں چاہتا

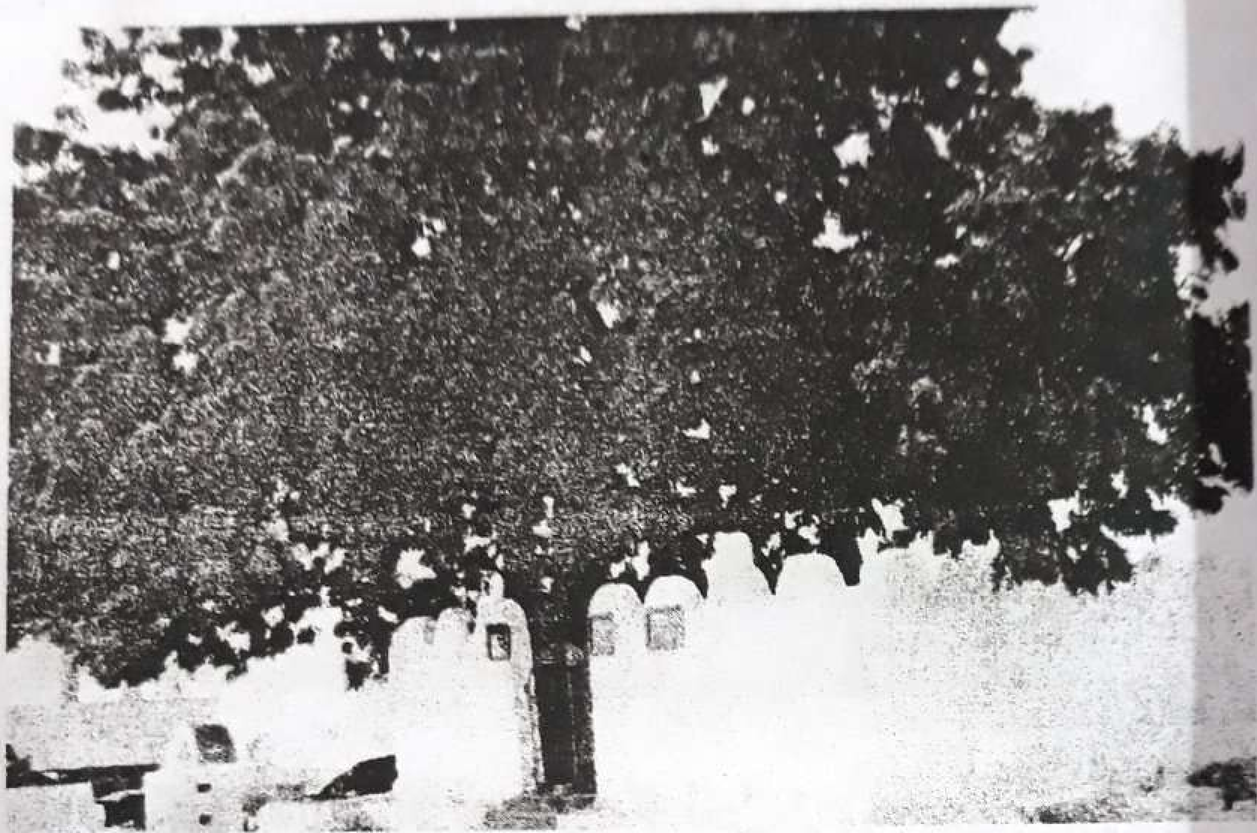
ہوں آپ نے فرمایا کہ میں تجھ کو اپنے مقبولان بارگاہ سے کرتا ہوں۔

حضرت سید شاہ اسماعیل قادری نیلوری رحمۃ اللہ علیہ دکن کے مشہور سبع قادری بزرگوں میں سے ہیں۔آپ بیجاپور کے مشہور بزرگ حضرت سید شاہ حبیب اللہ قادری شطاری صبغت اللہی رحمۃ اللہ علیہ (موتی گنبد ابراہیم روضہ) کے داماد تھے۔آپ کی اہلیہ پیرانی ماں صاحبہ کی مزار مبارک حضرت سید شاہ اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ کی گنبد کے سامنے جنوبی جانب گنبد میں ہے۔حضرت سید شاہ اسماعیل قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک (۲۹) رجب ۱۰۱۸ھ کو ہوا۔

مردان رہش زندہ بہ جان دگر آند مرغان ہواش ز آشیانِ دگر آند
مگر تو بدین چشم بر ایشاں کیشاں بیرون ز دکون از جہاں دگر آند

اس کی راہ کے چلنے والے ایک دوسری جان کی بدولت زندہ ہیں۔
اسکے عشق و محبت کے پرندوں کا گھونسلا ہی دوسرا ہے تو ان کو اس
آنکھ سے نہ دیکھ یہ لوگ دونوں جہاں سے باہر ایک اور ہی جہاں
کے رہنے والے ہیں

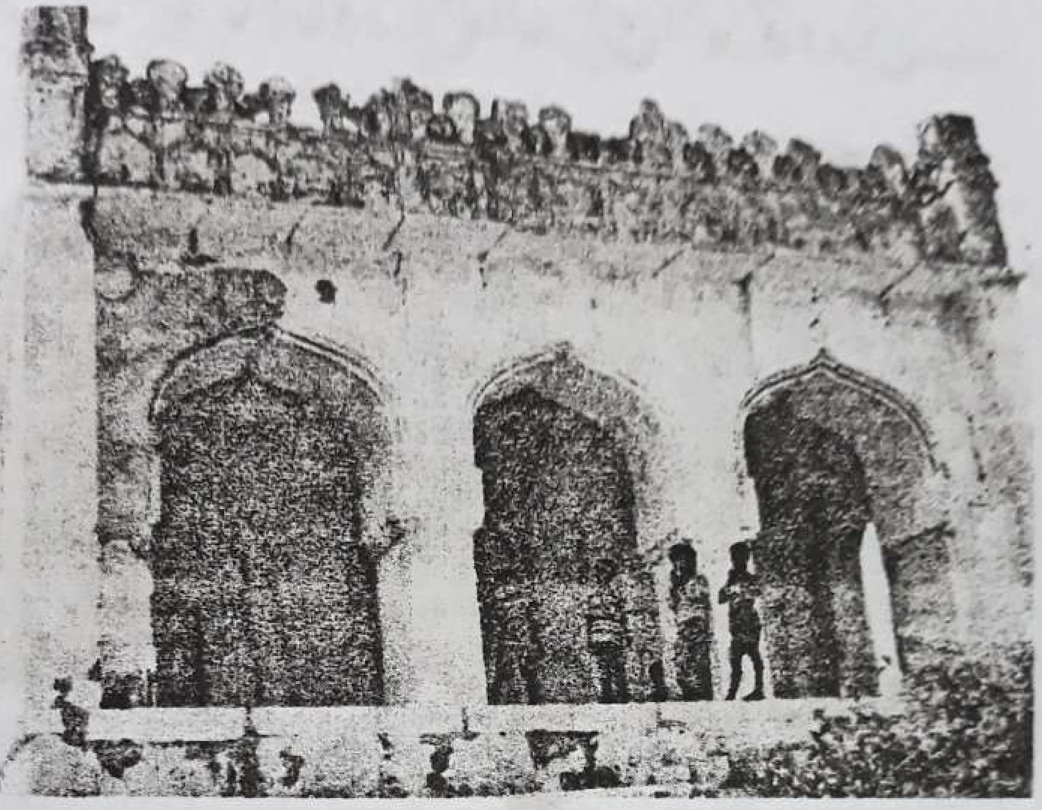
حضرت سیدنا شاہ رفیع الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ



لطائف قادری کے موئف نے آپ کو بھی مشائخینِ سبع قادریہ میں شمار کیا ہے۔ آپ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے پہلے صاجزادے ہیں جو حیدر آباد دکن میں جلوہ افروز فرما ہوئے۔

آپ کا نسبی سلسلہ اس طرح ہے۔ سید شاہ رفیع الدین احمد بن سید مجد الدین احمد بن حضرت سید محمد احمد بن حضرت سید ابوالقاسم سلیم اللہ بن حضرت حضرت سید حسین ابوالفتح بن حضرت سید احمد الجیلی المغربی بن حضرت سید سیف الدین حسن بن حضرت سید محمد موسیٰ بن حضرت سید علی ابوالعزت۔ بن حضرت۔ بن حضرت سید ابو سعید محمد۔ بن حضرت سید ابی محمد حسن۔ بن حضرت سید ابو محمد احمد بن حضرت سید عماد الدین ابی صالح نصر بن حضرت سیدنا قطب الافاق تاج الدین عبدالرزاق قادری بن حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم دستگیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین)۔

حضرت سیدنا شاہ رفیع الدین احمد قادری المعروف غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بغداد



سے دکن میں سلطان عبداللہ قطب شاہ والی قطب شاہی سلطنت کے زمانہ میں حیدر آباد تشریف فرما ہوئے اور قلعہ گولکنڈہ میں متصل ایک پرانی مسجد میں قیام فرمایا۔
آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ اور آپ کے صاحبزادے حضرت سید عبدالرزاق ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور ساٹھ (۶۰) درویش خدمت گذار آپ کے ہمراہ تھے۔ جب آپ کی حیدرآباد تشریف آوری کی خبر مشہور ہوئی اور یہ اطلاع سلطان عبداللہ قطب شاہ کو پہنچی تو سلطان نے اپنے وزیر اسد خان کو آپ کی خدمت میں بھیجا۔ اسد خان وزیر حضرت محبوب سبحانی غوث پاک رضی اللہ عنہ کے معتقدین میں سے تھا اور چوں کہ آپ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، اسد خان وزیر نہایت عاجزی سے قدم بوس ہوا اور اس شرف قدم بوسی سے بہت شادمان ہوا۔ آپ کی زیارت کے بعد اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر حضرت صاحب کشفِ باطن ہیں تو مجھے کچھ تبرک عنایت فرمائیں گے۔ آپ نے فی الفور اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بڑا مصری کا

ٹکڑا نکالا اور عنایت فرمایا۔ اسد خان یہ تبرک پا کر بہت خوش ہوا مراجعت کر کے بادشاہ کی خدمت میں آپ کی حقیقت اور بزرگی بیان کی اور آپ کی طرف سے مصری کے عطیہ کا بھی ذکر کیا۔ خود بادشاہ نے مصری میں سے ایک ٹکڑا لیا اور ایک ٹکڑا اپنے محل (اہلیہ) کو بھیج دیا۔ چوں کہ سلطان مذہب امامیہ (شیعہ) رکھتا تھا۔ اس لئے قادریہ طریقہ کا نام سن کر آپ سے جا کر نہیں ملا اور آپ پر زیادہ توجہ نہ کی۔ لیکن جب آپ کے کمالات، تصرفات، اور خوارق عادات و کمال بزرگی اسے معلوم ہوئے تو آپ سے ملنے کے لئے نکلا۔ اثناء راہ میں اپنے وزیر اسد خان سے کہا اگر حضرت صاحب حال اور صاحب کرامت ہیں تو میری لڑکی شفایاب ہو جائے گی۔ تم میری طرف سے حضرت سے عرض کرنا، یہ ان کے کمال کی دلیل ہو گی۔ سلطان کی لڑکی نابینا، لُولی اور لنگڑی تھی۔ جب سلطان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ حالت استغراق میں تھے۔ جب اس حالت سے حضرت نے مراجعت فرمائی تو آپ کے خادم نے عرض کیا کہ حضور بادشاہ تشریف لائے ہیں۔ سلطان نے آپ کو سلام کیا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ حضرت شیخ اس وقت زمین کے صحن میں نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ سلطان بھی زمین پر بیٹھ گیا۔ بعد ازاں اسد خان عرض پرداز ہوا کہ حضرت بادشاہ کی لڑکی اندھی، لنگڑی، لولی ہے۔ آپ نظر کرم فرمایئے تا کہ حق تعالیٰ شانہٗ اس کو بینا اور تندرست فرمائے۔ حضرت غریب نواز نے اس کی یہ التجاء قبول فرمائی، پھر آپ نے صراحی منگوائی اس پانی پر کچھ دم کیا پھر اس میں سے تھوڑا پانی سلطان کو عنایت فرمایا اور پھر یہ کہا یہ پانی اپنے محل لے جا کر اپنی لڑکی کو پلانا خدا شفا دیگا۔ سلطان جب وہ پانی اپنے دولت سرا کو لے جا کر اپنی لڑکی کو پلایا تو وہ خدا کی شان دیکھتا ہے کہ اس کی لڑکی اپنی تمام بیماریوں سے تندرست ہوگئی۔ آپ کی یہ کرامت دیکھ کر سلطان کو آپ سے دلی عقیدت پیدا ہوگئی اس نے اپنی لڑکی حضرت

کی نذر کی۔آپ نے فرمایا یہ میری لڑکی ہے۔انشاء اللہ تعالیٰ یہ میرے لڑکے عبد الرزاق کے عقد میں آئے گی۔سلطان نے آپ سے عرض کیا حضور آپ قلعہ میں یا شہر میں سکونت اختیار فرمائیں یہ سن کر حضرت نے فرمایا یہی مقام میرے لئے کافی ہے اور میں یہیں رہنا چاہتا ہوں۔سلطان نے کہا حضور آپ حکم فرمائیں تو یہیں ایک مکان تعمیر ہو جائے گا۔آپ نے فرمایا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میرے لئے یہ ٹیکری کافی ہے۔اس کے بعد آپ اٹھے اور اس ٹیکری پر چلے گئے جہاں اب آپ کا مزار ہے (یعنی گار کی ٹیکری شیخ پیٹ نزد سات گنبد) سلطان بھی آپ کے ہمرکاب تھا۔

جب ٹیکری پر پہنچے تو سلطان کو یہ خیال گذرا اگر اس وقت حضرت کچھ طعام کے لئے عنایت فرمائیں تو حضرت کا یہ عین تصرف ہو گا۔فوراً آپ نے فرمایا کوئی کھانے کے لئے ہے لے آؤ۔درویش نے عرض کیا حضور آج تیسرا فاقہ ہے کچھ موجود نہیں۔لیکن ایک درویش نے کھچڑی پکائی ہے۔آپ نے فرمایا وہی لے آؤ۔ پھر کھچڑی کا دیگچہ آپ کے پاس لایا گیا، آپ نے اسے سلطان کے آگے رکھ دیا اور فرمایا کہ ہمارے پاس دوسرا برتن نہیں ہے تم جو کھانا چاہو اور جتنا چاہو اس میں سے کھالو۔جب سلطان نے دیگچہ میں ہاتھ ڈالا تو اس کے دل میں جس چیز کے کھانے کی خواہش پیدا ہوتی اسے وہی چیز دیگچہ سے مل جاتی۔سلطان اور اس کے ساتھی سب شکم سیر ہو گئے اس روز سے سلطان کی عقیدت اور بڑھ گئی۔

لطائف قادری میں مذکور ہے کہ ایک روز سلطان نے حضرت سیدنا شاہ رفیع الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے محل میں دعوت دی۔اس زمانے کے اکثر بزرگان وقت بھی موجود تھے۔بعد طعام کے سلطان نے آپ سے سوال کیا کہ میں سنتا ہوں کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ لکھتے ہیں (یہاں چوں کہ سلطان خود شیعہ تھا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت کو برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ

اتنے بڑے صحابی چوں کہ یزید پلید کے باپ تھے جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کو شہید کیا تھا۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ جیسے بڑے بزرگ یہ جانتے ہوئے کیسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ لکھا تھا) اس کے کیا معنیٰ ہیں۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ اگر میں اس کا جواب دوں تو تم کو یقین نہیں آئے گا۔ اس لئے میں تمہیں اس کی دلیل پیش کرتا ہوں۔ جب سلطان آپ کے قریب آیا تو آپ نے اپنا دست مبارک اس کی دونوں آنکھوں پر رکھ دیا۔ اسی وقت سلطان نے حقیقتاً خود کو حضرت سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر پایا۔ اس نے بالمشافہ حضرت غوث پاک سے وہ سوال دہرایا، آپ نے فرمایا کہ اے شخص حق تعالیٰ شانہ نے تمام باطنی نعمتیں خمسہ آل عبا (پنجتن پاک) کو عنایت فرمایا۔ دنیاوی نعمت دنیا والوں کو دی گئی۔ یہاں حضرت معاویہ کی خلافت سے مراد ان کی امارت (حکومت) ہے۔ سلطان یہ جواب سن کر لاجواب ہو گیا۔ جب یہ دلیل حضرت شیخ رفیع الدین قادری کی دیکھی تو اس کے دل میں جو خطرہ تھا وہ دور ہو گیا اور آپ کی ولایت کا قائل ہو گیا۔

پہنچایا اس نے کعبۂ مطلب تک آن میں تو کیا ہے وطنؔ یہ تیرا رہنما ہے کیا

ایک روز ایک ہندو کا مردہ جلانے کے لئے لوگ لے جا رہے تھے اور اس کی بیوی ستی ہونے کے لئے ہمراہ تھی وہ لوگ آپ کے سامنے سے گذرے وہ عورت نے آپ کو سلام کیا، آپ نے دعا دی تم میاں بیوی میں موافقت رہے۔ یہ سن کر عورت نے آپ سے عرض کی حضرت میرا شوہر مردہ ہے اور میں بھی اس کے ساتھ جل کرستی ہوتی ہوں پھر موافقت اور محبت کس طرح ہوگی۔ یہ سن کر آپ کو اس عورت پر رحم آ گیا، پھر آپ نے اس کے شوہر کی میت کو طلب کیا اور آپ کے ہاتھ میں جو لکڑی تھی اس سے میت پر ماری اور با آواز بلند فرمایا قادر علی الاطلاق کے حکم سے اٹھ جا۔ کہتے ہیں کہ اسی وقت وہ مردہ زندہ ہو گیا اور اپنی عورت سے بہت شدت سے

پیش آیا اور کہنے لگا تم یہاں لوگوں میں کیوں آئی ہو؟ یہ سن کر تمام ماجرہ اسے سنایا اور کہا تم کو ان بزرگ نے زندہ کیا ہے ورنہ اب تک جل چکے ہوتے یہ سنتے ہی وہ شخص آپ کے قدموں پر گر پڑا اور آپ کی قدم بوسی فرمائی اور میاں بیوی نے کلمہ شہادت پڑھا اور آپ کے دست مبارک پر اسلام قبول فرما کر مسلمان ہو گئے۔

باحق جمع و زخود پریشاں　　لا یعرفھم شعار ایشاں

اپنے سے جدا اور خدا سے ملے ہوئے ہیں ان
کی روش ایسی ہے کہ ان کو کوئی پہچان نہیں سکتا

ایک روز حضرت سید شاہ رفیع الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے خالہ زاد بھائی حضرت سید محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اس وقت آپ کے خادموں نے آ کر آپ سے اپنی بھوک مٹانے کیلئے التماس کی، آپ کی زبان مبارک سے نکلا تم فاقہ کیوں کر رہے ہو۔ اس ٹیکری پر جتنے سنگریزے (چھوٹے چھوٹے پتھر) ہیں۔ سب نقروی ہیں انہیں اپنے صرفہ میں لاؤ۔ اسی وقت آپ کی برکت ارشاد سے تمام سیاہ سنگریزے چاندی کے ہو گئے خادموں (درویشوں) نے اپنی اپنی حاجت کے مطابق چاندی لے لی۔ یہ دیکھ کر آپ کے بھائی نے آپ سے



کہا کہ اے سید بزرگوار آپ کو ہر چیز پر قدرت حاصل ہے یہ تو ایک معمولی سی بات تھی جو اس وقت آپ سے ظہور پذیر ہوئی لیکن آپ کے خدام آپ کی اس طرح سے کرامتوں سے مجروح ہو جائیں گے۔ بیشک آپ تمام خیر و شر میں قادر ہیں۔ایسی چیزوں کے ظہور سے شریعت میں فساد برپا ہو جائے گا اور عالم میں بھی برہمی پیدا ہوگی آپ کو اخفا کرنا چاہئے اپنے جد اشرف کی شریعت کا پاس و لحاظ ان سب خوارق (کرامتوں) سے افضل تر ہے۔آپ نے فرمایا کہ میں نے ایسا کب کہا یہ سارے گار (سفید پتھر جو مصری کی طرح ہوتا ہے) ہیں۔الغرض جب آپ نے لفظ گار ادا کیا تو ساری چاندی سنگ (پتھر) سفید ہو گئے۔چنانچہ آج اس ٹیکری پر سفید چھوٹے چھوٹے پتھر گار کے نظر آتے ہیں۔ہم بچپن سے دیکھتے ہوئے آرہے ہیں۔آپ وہاں ٹیکری سے نیچے اتریں گے تو اطراف میں گار کے پتھر نظر آتے ہیں۔وہ چھوٹے چھوٹے گار کے پتھر لا کر اپنے گھر میں بغرض تبرک خالص نیت سے رکھیں اللہ آپ کے گھر میں ضرور خیر و برکت عطا کرے گا۔

گر کہ دست اہل دولت ظاہر از بلند مگر دست اہل دعا دستہا است بلند

بیشک دولت والوں کے ہاتھ بلند ہوتے ہیں

لیکن اہل دل کے ہاتھ بہت بلند ہوتے ہیں۔

آپ کے کشف و کرامات اتنے ہیں کہ تحریر میں نہیں لا سکتے آپ کی وفات (۷) شعبان ۱۰۱۹ھ کو ہوئی اور مزار مبارک اسی مقام گار کی ٹیکری شیخ پیٹ (نزد) سات گنبدان گولکنڈہ حیدرآباد میں ہے۔

من طلب شیاء وجد وجد جو چیز مانگو دیدی جائے گی

حضرت کے ایک صاحبزادہ جنکا اوپر بیان گذرا جو آپ کے جانشین تھے۔ کسب کمال اور حصول علم ظاہری و باطنی میں یکتائے روزگار تھے۔جس وقت حضرت

سید شاہ رفیع الدین قادری ٹیکری پر رونق افروز ہوئے تو اسی روز اپنے صاحبزادہ کو مجاہدہ اور ریاضت کے لئے رخصت کر دیا تو آپ وہاں سے موضع پرلہ گوڑہ کے ایک پہاڑ پر گئے اور ایک غار میں بارہ سال تک خلوت گزیں رہے۔ حضرت شاہ رفیع الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے صاحب زادے کو رخصت فرمانے کے بعد ایک صندل کے درخت پر ٹیکا لگا کر جو اسی ٹیکری پر واقع تھا بارہ سال تک چلہ کش رہے۔ جب صاحب زادے حضرت سید شاہ عبدالرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال کی ریاضت تمام کی تو چلہ گاہ سے برآمد ہوئے تو حضرت شیخ سید شاہ رفیع الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی اسی روز اپنے چلہ گاہ سے جہاں یادالٰہی میں مستغرق تھے اٹھے اور اپنی اہلیہ صاحبہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارا لڑکا اہل حق سے ہو کر آ رہا ہے۔ کچھ پکاؤ تا کہ ہم سب مل کر کھا سکیں۔ اہلیہ صاحبہ نے عرض کیا آج فاقہ ہے۔ اور گھر میں کچھ موجود نہیں ہے جو پکایا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ ٹیکری کے نیچے ایک نہر بہہ رہی ہے اس میں چاول اور مٹھائی وغیرہ ہے جا کر لے آؤ۔ لوگوں نے عرض کیا حضور وہاں تو ریت ہی ریت ہے۔ غلہ نہیں ہے۔ اور وہاں سفید پانی ہے اور آپ اسے مٹھائی فرما رہے ہیں حضرت نے فرمایا کہ تم کو کیا کرنا ہے اسی میں سے کچھ لے آؤ۔ جب لایا گیا تو آپ نے ریت کی طرف نظر کی اور اس میں سے سیاہ ریت الگ کی اور فرمایا کہ یہ جو سیاہ ریت ہے وہ ریت ہے اور جو سفید ریت ہے اس کی ہئیت چاول کی طرح ہے پھر آپ نے پانی کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ دودھ ہے لے لو اور جلد کھیر پکاؤ۔ اس کے بعد اپنے صاحبزادے کے استقبال کے لئے باہر نکلے۔ خدائے قادر مطلق حقیقی کی قدرت سے سفید ریت چاول ہوگئی اور پانی دودھ میں تبدیل ہو گیا اور والدہ صاحبہ اس کو پکانے میں مشغول ہو گئیں۔ حضرت صاحبزادہ سید شاہ عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نور باطن سے معلوم کر لیا کہ آپ کے والد بزرگوار و پیر و مرشد آپ

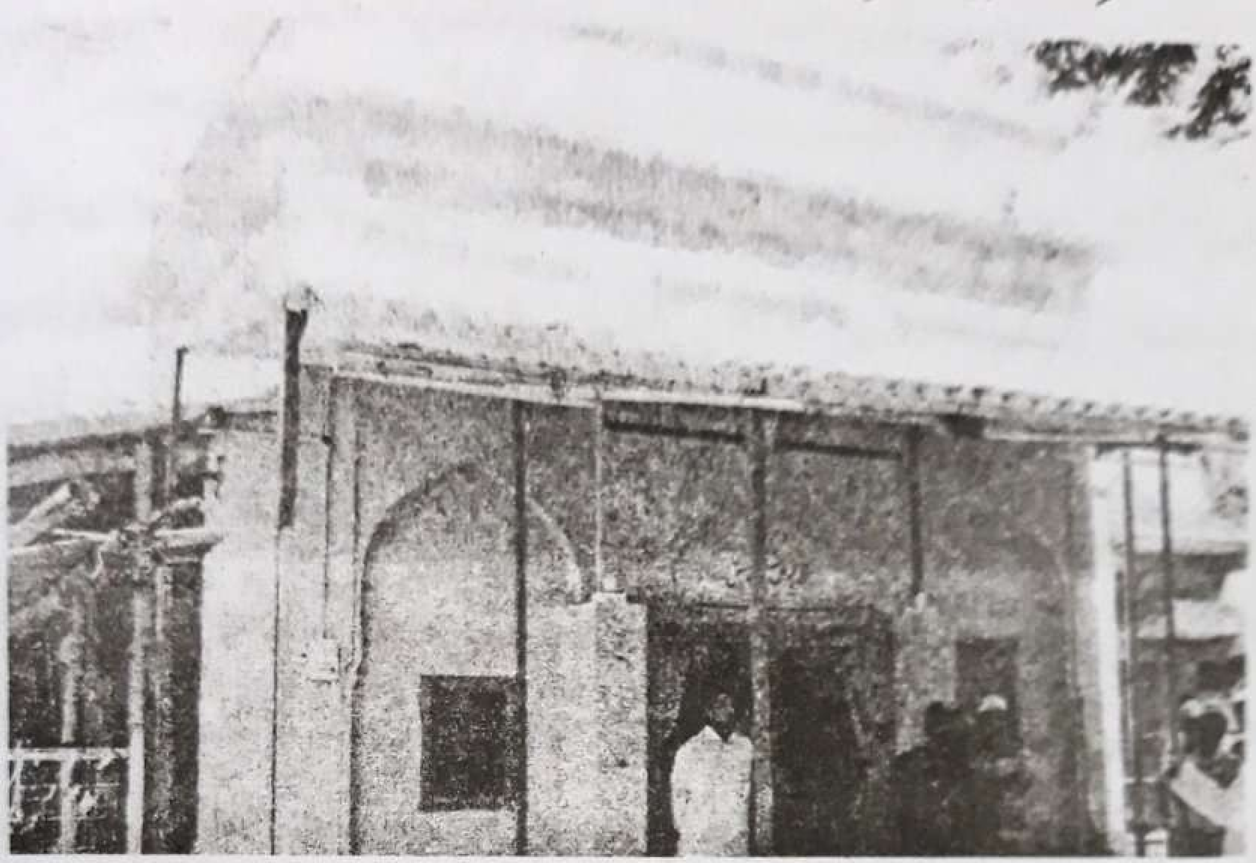
کے استقبال کے لئے کھڑے ہیں اور آپ ہوا کے دوش پر اُڑ کر اپنے والد بزرگ کے پاس حاضر ہو گئے اور شرف قدم بوسی سے مشرف ہوئے۔

حضرت سیدنا شاہ رفیع الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاحبزادے کا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنی اہلیہ صاحبہ کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ ہم کو اپنے لڑکے کی جدائی کا غم تھا دیکھو اب ہمارا لڑکا عارف کامل اور واصل حق ہو چکا ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ بے انتہا گریہ وزاری سے میری بصارت جاتی رہی میں اسے کیا دیکھ سکتی ہوں۔ یہ سن کر حضرت سید شاہ رفیع الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ نے صاحبزادہ کو حکم دیا کہ تم اپنی والدہ صاحبہ کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک رکھو۔ صاحبزادے نے حسب الحکم اپنے والد بزرگ کے اپنی والدہ کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ رکھا۔ کیا دیکھتے ہیں اسی وقت ماں صاحبہ کی بصارت واپس آ گئی اور وہ اپنے صاحبزادہ کے دیدار سے مسرور ہو گئیں۔ حضرت سید شاہ عبدالرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۱۵ شوال ۱۱۶۰ھ کو واقع ہوئی اور آپ موضع پرلہ گوڑہ جو شہر حیدرآباد سے نو کوس (تقریباً ۱۸ تا ۱۵ میل) پر مشرقی جانب واقع ہے۔ آپ وہیں مدفون ہیں۔

مئے حرف وحدت کے نوش کرد   کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرد

(جس نے وحدت کا پیالہ پیا دنیا و عقبیٰ کو بھول گیا)

حضرت سید میراں حسینی قادری الحموی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ



لطائف قادری میں ہے کہ آپ بھی سلسلہ سبع قادریہ کے بزرگ میں سے ہیں۔آپ کا اسم گرامی حضرت سید شاہ میراں حسینی الحموی رحمۃ اللہ علیہ اور لوگوں میں آپ زیادہ تر حضرت سید شاہ میراں حسینی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے مشہور ہیں غوث الثانی آپ کی عرفیت اور آپ کا لقب ابدال ہے آپ کا سلسلہ نسب (۱۴) پشت میں حضرت سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔

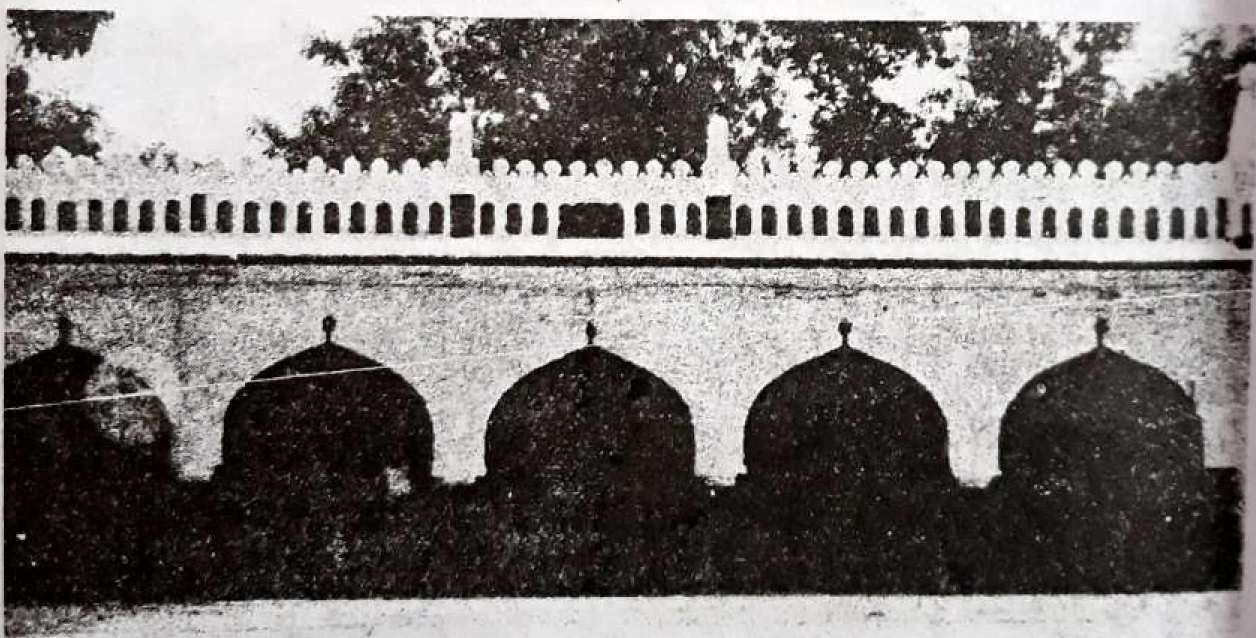
شجرہ نسب اس طرح حضرت سیدنا شاہ میراں حسینی البغدادی قادری بن حضرت سید شاہ مسعود حسن الحسینی قادری بن حضرت سید شاہ جلال الدین قادری بن حضرت سید شاہ علی قادری بن حضرت سید عبداللہ قادری بن حضرت سید مرشد قادری بن حضرت سید قاسم قادری بن حضرت سید حسین ثانی قادری بن حضرت سید موسیٰ قادری بن حضرت سید محمد قادری بن حضرت سید احمد قادری بن حضرت سید محمد بن حضرت سید حسین قادری بن حضرت سید احمد قادری بن حضرت سیدنا عماد الدین ابی

صالح نصر محمد قادری بن قطب الآفاق حضرت سیدنا تاج الدین عبدالرزاق قادری بن حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ولادت :- حضرت سیدنا میراں حسینی بغدادی قادری عراق کے شہر حماۃ میں ۹۲۰ھ کو پیدا ہوئے اسی وجہ سے آپ کو الحموی بھی کہا جاتا ہے۔ بچپن ہی سے آپ علوم ظاہری کے ساتھ طلب حق کا جذبہ باطن رکھتے تھے۔ اسی طرح ریاضت و مجاہدات شاقہ برداشت کرتے ہوئے بام عروج پر پہنچے۔

طالب حق کر نہ دیری چاہتا ہے گر بقاء   ہے ید الله فوق ایدیهم یہ فرمانِ خدا

اسی طرح بعد اپنے والد بزرگوار حضرت سید مسعود حسن الحسینی قادری سے بیعت وخلافت حاصل کر کے خرقہ خلافت حاصل فرمایا پھر عوام کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔



صاحب انوار الاخیار تحریر فرماتے ہیں آپ عین عالم شباب میں اپنے پیدائشی وطن حماۃ سے ہجرت فرما کر بعہد سلطان محمد قلی اپنے ایک سو مریدین و معتقدین کے ہمراہ گولکنڈہ (حیدر آباد) میں رونق افروز ہوئے اور گولکنڈہ کے قریب ایک مسجد میں (یہ مسجد آج بھی لب سڑک لنگر حوض کے راستے میں ملٹری کے احاطہ میں ہے) قیام پذیر ہوئے اور آخری عمر تک آپ کا قیام یہیں رہا۔ آپ بالکل متوکل، قائم اللیل اور تہجد گذار تھے۔

قم الیل الا قلیلا ☆ نصفه او نقص منه قلیلا ☆

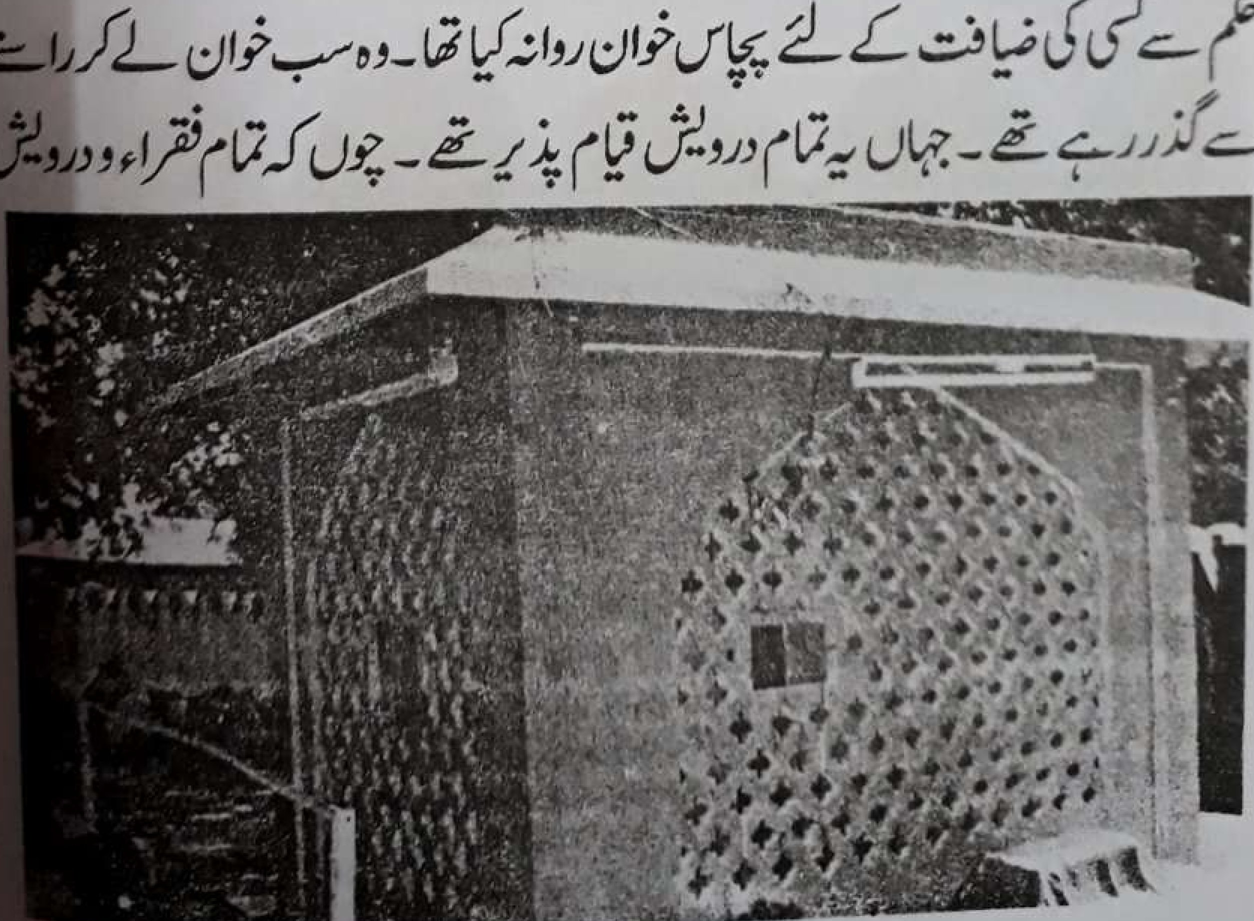
(رات کو تہجد پڑھا کرو مگر تھوڑی رات یا اس سے بھی کچھ کم یا اسے بڑھا دے۔)

دنیا و مافیہا سے کسی قسم کا تعلق نہیں تھا ہمیشہ ذکر و شغل میں مشغول رہتے۔

واذکر اسم ربک و تبتل الیه تبتیلا ☆

اور اپنے رب کا نام ذکر کیا کرو اور تمام خلائق سے جدا ہو کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

توکل و استغنا کا یہ عالم تھا کہ معتقدین جب نذر و نیاز لاتے تو آپ اپنے لئے قبول نہ فرماتے تھے۔ بہت ہی رقیق القلب تھے اور حاجت مندوں کی خبر گیری فرماتے تھے۔ زہد و تقوی و روحانی عظمت کا یہ حال تھا کہ دنیا آپ کی قدموں کی متمنی رہتی تھی خاص و عام آپ کے فیضان و دولتِ عرفان سے بہرہ اندوز ہوتے تھے اور آج بھی اہل عقیدت فیض پا رہے ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کے اس قیام کے دوران جو تقریباً ایک سو درویش آپ کے ہمراہ تھے تین روز تک ان درویشوں کے کھانے کے لئے کچھ میسر نہ تھا اور سب مضطرب الحال ہو گئے۔ اتفاق سے چوتھے روز استقلال خان درباری سلطان محمد قلی کے حکم سے کسی کی ضیافت کے لئے پچاس خوان روانہ کیا تھا۔ وہ سب خوان لے کر راستے سے گذر رہے تھے۔ جہاں یہ تمام درویش قیام پذیر تھے۔ چوں کہ تمام فقراء و درویش



بھوک سے بیتاب تھے۔ حضرت سید میراں حسینی ابدال رحمۃ اللہ علیہ جو ان سب کی حالت سے واقف تھے حکم دیا کہ وہ تمام خوان لائے جائیں۔ جب وہ خوان آپ کے سامنے پیش کئے گئے تو آپ نے ان میں کا کھانا اپنے تمام فقراء اور درویشوں میں تقسیم کر دیا۔ اور خوان اسی طرح باندھ کر ان لوگوں کو روانہ کر دیا، جب یہ لوگ استقلال خان کے پاس گئے اور اس سے یہ تمام معاملہ عرض حال کیا، لیکن جب استقلال خان کے سامنے تمام خوان کھولے گئے تو ان میں کئی قسم کے کھانے موجود تھے۔ جب اس نے آپ کا یہ تصرف اور کرامت دیکھی تو اسی وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو صاحب تصرف و خوارق عادت پا کر اسی روز سے آپ کا معتقد اور مرید ہو گیا۔

الغرض حضرت سیدنا میراں حسینی البغدادی ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے کرامات اور خوارق عادات بے شمار ہیں اور اس مختصر رسالہ میں ذکر کرنا محال ہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے تھے (۱) حضرت سیدنا عبد القادر قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سیدنا عبد الوہاب قادری رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت سیدنا سعد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت سیدنا محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (۵) حضرت سیدنا عبد الرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ یہ تمام صاحبزادگان اپنے والد بزرگوار کی طرح متوکل علی اللہ اور صاحب کشف و کرامات تھے۔

سلطان ابراھیم قطب شاہ نے بوجہ کمال عقیدت و سعادت اپنی صاحبزادی کلثوم سلطانہ رحمۃ اللہ علیہا کو آپ کے عقد نکاح میں دیا تھا۔ شہزادی کے بطن سے آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ شہزادی کلثوم سلطانہ رحمۃ اللہ علیہا کی مزار مبارک احاطہ درگاہ شریف کے اندر حضرت کے کچھ قدم دور پینتی سامنے آنگن میں ہے۔ جسے اب اطراف سے چھوٹا سا گچی کا مقبرہ بنا دیا گیا ہے۔ مزارِ مبارک ایک اونچے چبوترے سنگ موسیٰ کی بنی ہوئی ہے اور ایک جھاڑ کے سائے میں ہے۔

حضرت سیدنا میراں حسینی قادری بغدادی ابدال رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ جو ایک

چوکھنڈی میں ہے دو مزاریں ہیں ایک خود حضور کی ہے اور آپ کے متصل والی مزار مبارک آپ کی اہلیہ صاحبہ کی ہے۔ جن کا تعلق بیدر کے مشہور قادری بزرگ حضرت ابوالفتح شمس الدین ملتانی بادشاہ قادری ملتانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد مبارک سے ہے۔ آپ ہی کے بطن مبارک سے حضرت سیدنا شاہ میراں حسینی بغدادی ابدال کے پانچویں صاحبزادے تولد ہوئے۔

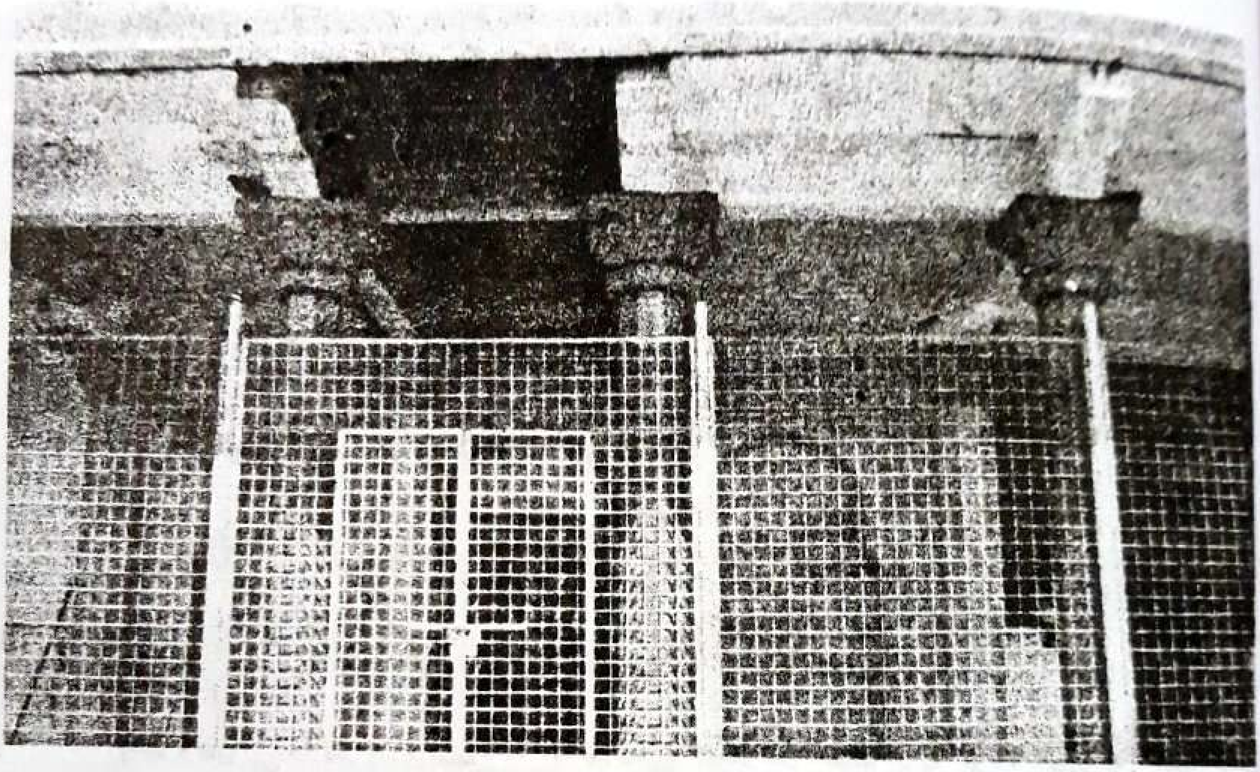
حضرت سیدنا شاہ میراں حسینی البغدادی ابدال رحمۃ اللہ علیہ کا وصال

حضرت کا وصال مبارک ۱۳ جمادی الاول ۱۰۴۹ھ کو (۹۰) سال کی عمر میں ہوا اور اس دار فانی سے بہشت بریں کو روانہ ہوئے۔ آج ۳۵۵ سال سے زیادہ کا عرصہ ہوا ہے لیکن پھر بھی آپ کا فیضان شفاعت جاری وساری ہے۔ علاقہ درگاہ شریف کے احاطہ میں اس وقت کی یادگار عمارتیں درگاہ شریف کے وسیع احاطہ سے متصل مشرقی جانب ایک بڑی باؤلی اسی زمانے کی ہے۔ جس کا پانی میٹھا ہے۔ پہلے اس باؤلی کا پانی موٹ کے ذریعہ نکالا جاتا تھا۔ آج کل الحمد للہ کچھ صاحب خیر حضرات کی توجہ سے بجلی کی موٹر لگائی گئی ہے۔ اہل حاجت اور عقیدت مند حضرات درگاہ شریف آکر اسی باؤلی کے پانی سے غسل کرتے ہیں۔ خانقاہ کے عقبی حصے میں باورچی خانہ ہے۔

حضرت سید عبدالقادر قادری بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید شاہ میراں حسینی البغدادی ابدال رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی عرفیت حضرت صاحب سے مشہور ہے۔ اپنے والد بزرگ سے تعلیم وتربیت حاصل فرمائی اور اپنے والد ہی سے بیعت فرما کر مرید وخلیفہ ہوئے اور اپنے والد بزرگ کے وصال مبارک کے بعد (۴۰) سال کی عمر شریف میں مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے اور رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری فرمایا آپ بہت ہی صاحب

تصرف ،صاحبِ باطن تھے اور کشف قبور کے مؤلف جو خود بھی ایک صاحب باطن بزرگ تھے۔خود اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے کئی بزرگان دین کی زیارتیں کی ہیں۔ایک دن بغرض زیارت آپ کی مزار مبارک پر حاضر ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ میں جب فاتحہ پڑھ کر قدم بوس ہوا تو بے اختیار یہ شعر پڑھنے لگا۔



در کفن با ہم تو ہم آغوش شدم　　　رو برو دوش تو ہم دوش شدم

ابھی تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ آپ اپنی مزار مبارک سے باہر رونق افروز ہوئے۔ میں نے فوراً قدم مبارک پکڑ لئے اور بوسے لینے لگا۔آپ نے ازراہ بندہ نوازی اس خادم کو بغل گیر فرما کر ہم کلامی کا شرف بخشا۔اگر چہ میں نے بہت سے بزرگان دین کی زیارت کی تھی لیکن جو فیض نعمت مجھے یہاں ملا کہیں میسر نہ ہوا۔

وصال ::-آپ کا وصال ۷۹ سال کی عمر میں بعہد سلطان ابوالحسن تانا شاہ تاجدار گولکنڈہ ۱۳- جمادی الاول ۱۰۸۷ھ میں ہوا۔آپ کا مزار مبارک اپنے والد بزرگ کی خانقاہ کے درمیانی حصہ میں ہے اور مرجع خلائق ہے ۔اس حصہ کو اطراف سے دیوریں اٹھا کر ایک کمرے کی شکل میں محفوظ بنایا گیا۔اس حجرہ میں

مشرقی جانب ایک اور مزار ہے جو آپ کے صاحبزادہ حضرت سید محی الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اندر دونوں مزاروں کے اطراف لکڑی کی جالی لگادی گئی ہے۔ حضرت سید محی الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ عرف بڑے محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد بزرگوار کے اکلوتے صاحبزادے تھے۔ آپ موضع ملکا پور (حیدرآباد) میں پیدا ہوئے اور اپنے والدین کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھے۔ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد اپنے والد بزرگ حضرت سید شاہ عبدالقادر قادری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت فرما کر آپ کے مرید و خلیفہ ہوئے۔

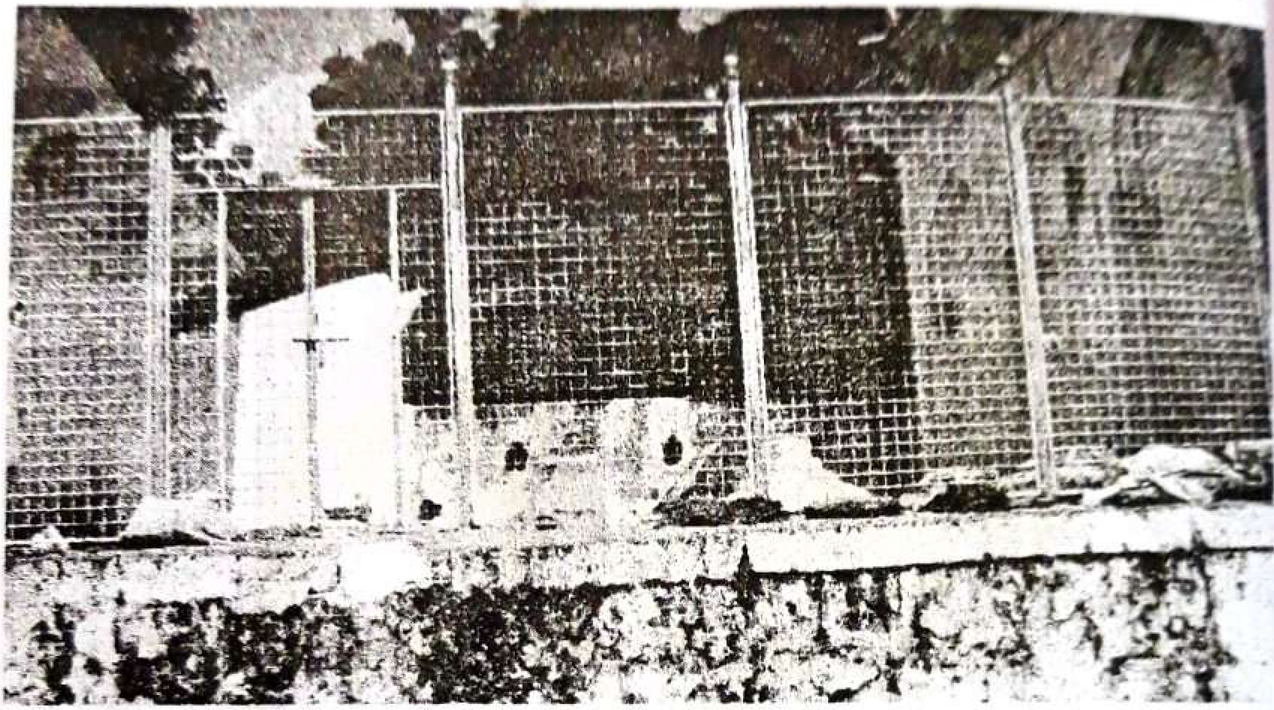
یاد رکھو کہ ایمان کامل موقوف ہے علم معرفت پر۔
جب تک عرفان کامل نہیں ہوگا۔ ایمان کامل نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں ہے کہ واتوا البیوت من ابوابھا (سورۂ بقرہ ۱۸۹) ترجمہ:- گھروں میں دروازوں سے داخل ہو۔

بعد وصال والد بزرگ ۱۱۸۸ھ میں مسندِ خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ ایک سال دو ماہ ہی اس واقعہ کے بعد زندہ رہے۔ اس قلیل عرصہ میں آپ نے کافی مقبولیت حاصل فرمائی اور ایک عالم کو اپنے فیض عرفان سے بہرہ اندوز فرمایا۔ آپ کا وصال مبارک ۴ رجب ۱۱۸۸ھ بعہد سلطان ابوالحسن تاناشاہ والی گولکنڈہ میں ہوا۔ آپ کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱)۔ حضرت سید سعد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سید عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت سید محمد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ۔
آپ کی مزار مبارک اپنے والد بزرگ سید عبدالقادر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے متصل مشرقی جانب اسی حجرہ مبارک میں ہے۔

حضرت سید شاہ سعد الدین محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حیدر آباد ہی میں پیدا ہوئے اور اپنے والد بزرگ حضرت بڑے محی الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت و خلافت حاصل کی تھی۔ بعد رحلت پدر بزرگوار ۱۰۸۸ھ میں مسند آرائے خلافت ہو کر مخلوق خدا کو فیض عرفان اور رشد و ہدایت سے فیض پہنچائے۔ آپ گوشہ نشینی

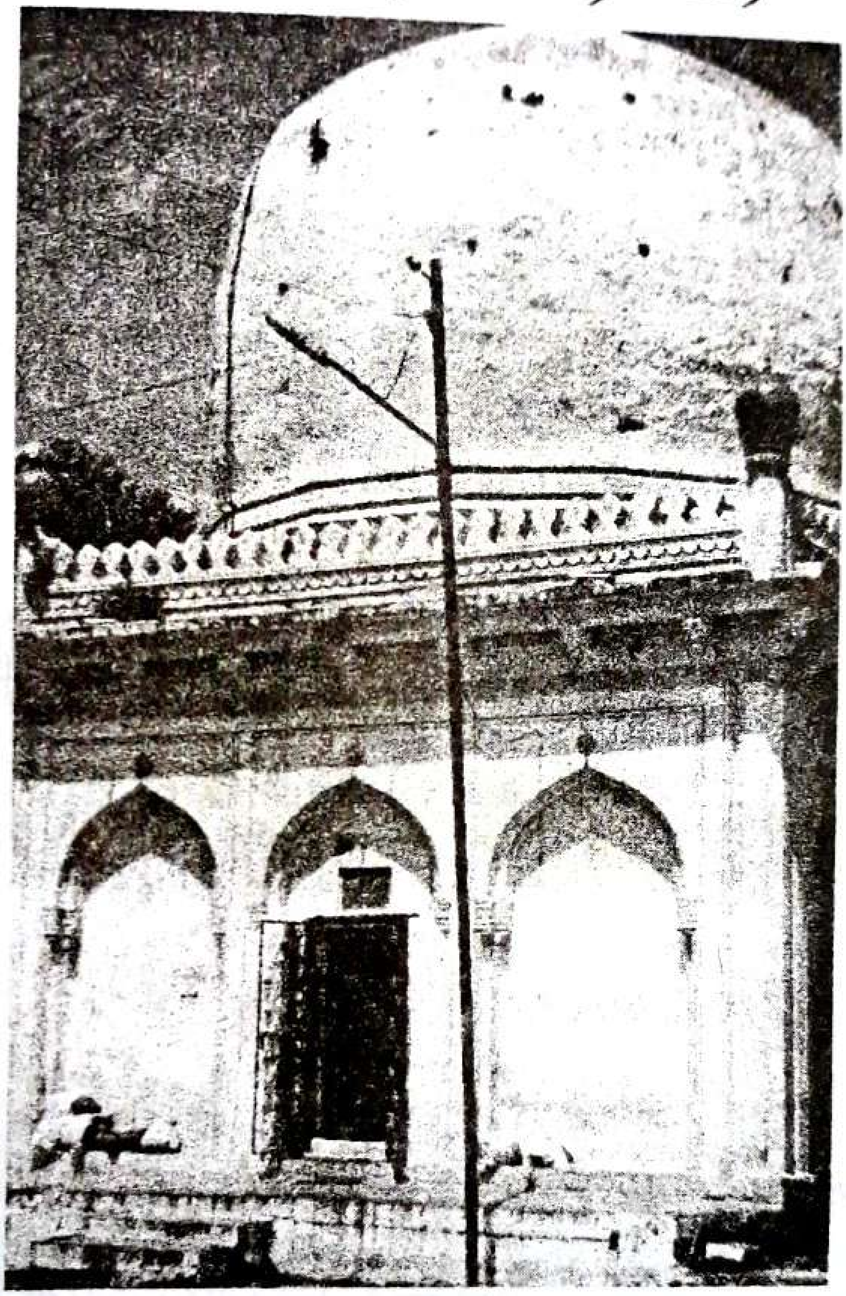


وقناعت اور تنہائی پسند تھے۔ جہاں تک ہو سکے امیروں رئیسوں وزیروں اور عہدہ داروں سے دور رہتے تھے۔ غریبوں اور فقراء کے ساتھ ہمدردی میں کوتاہی نہیں فرماتے تھے۔ ہر جمعرات کو علی الصبح قبرستان جا کر فاتحہ پڑھتے تھے اور جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ بیمار مریدوں کو اور معتقدوں کی مزاج پرسی فرماتے تھے۔

وصال مبارک :- آپ کا وصال ۱۷ رجب ۱۰۹۸ھ بعہد سلطان ابوالحسن تاناشاہ ہوا -آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ (۱) حضرت سید عبدالقادر ثانی قادری عرف حضرت صاحب قادری (۲) حضرت سید محی الدین قادری عرف حضرت بڑے صاحب۔ آپ کا مزار مبارک اپنے بزرگواروں کی خانقاہ اور بڑی گنبد کے درمیان کھلے چبوترے پر ہے۔ اس وسیع چبوترے پر متعدد قبور چار صفوں میں ہیں اور ان ہی میں آپ کا مزار مبارک بھی ہے -چوں کہ کوئی نشاندہی نہ ہونے کی وجہ سے آپ کی حقیقی مزار معلوم نہ ہو سکی۔

حضرت سید شاہ عبدالقادر ثانی

عرف حضرت صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ



آپ حضرت سید سعدالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب زادہ تھے۔ آپ کی ولادتِ مبارک ۱۰۸۹ھ میں حیدرآباد میں ہوئی۔ جب آپ کی عمر ۵ سال کی ہوئی اپنے والد بزرگ سے عربی، فارسی اور تجوید قرآن کی تعلیم حاصل کی۔ آپ جب ۹ برس کے ہوئے تب آپ کے والدِ ماجد کا وصال ہو گیا تو آپ نے حدیث، تفسیر قرآن، فقہ اور دیگر علوم ظاہری حضرت سید محی الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ خلف حضرت سید الابدال عبد اللطیف لااُبالی قادری رحمۃ اللہ علیہ (کرنول) سے تکمیل پائی جو رشتہ میں آپ کے والد

بزرگوار کے حقیقی پھوپا تھے۔ ابھی آپ ۹ سال کے تھے کہ ایک دن ملکا پور کے کھیت میں حضرت خضر علیہ السلام سے اچانک ملاقات ہوگئی اور وہ آپ کو اپنے سینے سے لپٹا کر تمام علوم لدنی اور مقامات الٰہی سے واقف و آشنا کرانے کے بعد ایک گُڑ کی گولی (ڈلی) ہاتھ میں دی اور غائب ہو گئے۔ اس کے بعد آپ پر تپ ولرزہ کی کیفیت طاری ہوگئی اور گھر آ کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو سارا واقعہ اپنی والدہ محترمہ سے سنایا۔ والدہ ماجدہ نے اس وقعہ کی حقیقت معلوم کرنے کیلئے آپ کو حضرت سید شاہ محی الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ (صاحبزادہ حضرت سید شاہ لا اُبالی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے استاد محترم بھی تھے) کے پاس لے گئیں۔ آپ نے تمام واقعہ تفصیل سے سننے کے بعد صاحبزادہ حضرت سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور آپ کے دونوں ہاتھ چومے اور آپ کی والدہ محترمہ کو مبارکباد دی اور فرمایا کہ یہ صاحبزادہ اپنے وقت کا ولی کامل ہوگا۔ وہ بزرگ حضرت خضر علیہ السلام تھے۔ گُڑ کی ڈلی کو فوراً کھلا دیا۔ بس اسی وقت سے حضرت پر فقر و مستی جذب اور درویشی کا نمایاں رنگ چڑھ گیا اور آثار ولاویت آپ پر طاری ہو گئے۔

حضرت صاحبزادہ سید شاہ عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ ابھی ۹ سال کے ہی تھے اور والد بزرگ کا وصال ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور آپ اپنے والد بزرگ سے بیعت یافتہ تھے۔ اور آپ ہی کے مرید و خلیفہ تھے اس لئے فوراً مریدین و معتقدین نے آپ کو مسند رشد و ہدایت پر بٹھا دیا۔ آپ جمیع علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے علاوہ باطنی تجلیات سے معمور اور پیدائشی ولی و قطبِ وقت تھے۔ آپ کے کشف و کرامات اور خوارق عادات میں حضرت خضر علیہ السلام سے عالم بیداری میں ملاقات کرنا اور دکن میں آصف جاہی حکومت کے لئے نواب مغفرت مآب آصفجاہ اول کو بشارت دی تھی۔ آج تک بھی آپ کے روحانی فیوض و برکات کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔

حضرت سید شاہ عبد القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال مبارک ۲۷ ذی الحجہ ۱۱۵۹ھ کو ۷۰ برس کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مزار مبارک مشرق مسجد و خانقاہ کے درمیان بڑی گنبد (اس علاقہ میں آپ ہی کی ایک بڑی گنبد ہے) کے اندر واقع ہے۔ حضرت کی یہ گنبد مبارک آپ کے ایک معتقد صندل خاں خواجہ سرائے سلطانی نے اپنے ذاتی صرفہ سے تعمیر کروایا تھا۔ گنبد مبارک میں جانے کے لئے صرف ایک ہی دروازہ جنوبی رخ پر ہے۔ گنبد مبارک میں آپ کے علاوہ اور دو مزاریں ہیں۔ ایک تو پیرانی ماں صاحبہ کی اور دوسری مزار مبارک حضرت سید عبد الرزاق قادری رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت سیدنا میراں حسینی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ جو تعمیر گنبد کے وقت اندر لے لیا گیا ہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے تھے۔ (۱) سید محی الدین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) سید حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت سید محمد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت سید سعد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (۵) نام معلوم نہیں ہو سکا۔

ہر کس کہ کمال اولیاء را نہ شناخت　　ایں نعمت خاص بے بہا را نہ شناخت

پس شکر نہ گفت وحب ایشا ید　　میداں بیقین کہ اوخدا را نہ شناخت

(جس نے اولیا کرام کے کمالات کو نہیں پہچانا اس نے اس کی خاص قسم کی نعمت کی قدر و قیمت نہ کی اس نے نہ شکر ادا کیا اور نہ ان کی محبت کو اپنایا یقین رکھو کہ اس نے خدا کو بھی نہیں پہچانا۔)

ولی را ولی می شناسد (ولی ہی ولی کی شان کو پہچانتا ہے)

حضرت محی الدین بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید عبد القادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ آپ کی ولادت بھی موضع ملکاپور متصل گولکنڈہ میں ہوئی، اپنے والد بزرگوار سے ہی بیعت

وخلافت حاصل فرمائی اور آپ ہی سے علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل فرمایا اور پھر عوام کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ درویش کامل اور عالم دوست تھے۔ فقراء اور علماء سے بہت قریبی ربط فرماتے۔ آپ یتیموں کے سر پرست، غریبوں کے ہمدرد، علماء کے انیس اور صوفیاء کرام کے جلیس تھے۔ شہر کے خاص و عام سینکڑوں کی تعداد میں آپ کے مرید تھے۔ والد بزرگوار کے وصال کے بعد ۱۱۵۹ھ سے مسلسل ۱۸ سال تک اپنے فیض رشد و ہدایت سے فائدہ پہنچا کر ۱۱۷۷ھ اس فانی دنیا سے رخصت فرما گئے۔

حضرت سید شاہ محی الدین بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے

حضرت سید عبد القادر قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱) حضرت سید شاہ سعد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سید شاہ علی قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت سید شاہ عبد القادر قادری عرف حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنے والد بزرگ سید شاہ محی الدین بادشا ہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے ہیں اور اپنی ۸ برس کی عمر میں اپنے والد بزرگ سے بیعت فرما کر خلافت حاصل فرمائی، پھر جملہ علوم ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد عوام کی رشد و ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ آپ کے مریدوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی تھی۔ مؤرخین کا قول ہے کہ آپ کو فتوح غیب حاصل تھا، چنانچہ ہر ماہ پابندی کے ساتھ کثیر رقم خرچ کر کے محفل سماع منعقد کیا کرتے تھے۔ ان محفلوں میں عوام عہدہ دار امراء اور رئیس وقت ونواب میر نظام علی خان آصف جاہ ثانی والی آصف جاہی سلطنت کی شرکت ہوا کرتی تھی۔ ہمیشہ آپ صوفیانہ لباس زیب تن کیا کرتے تھے۔ بہ کمال عقیدت وسعادت نواب میر نظام علی خاں آصف جاہ ثانی نے چند مواضعات اور مقطعہ جات بطور جاگیر آپ کی نذر کیے۔ لیکن آپ ہمیشہ ان جاگیرات سے بے نیاز رہے۔

حیدر آباد کے تمام مشائخ کرام آپ کی بڑی عزت واحترام فرماتے۔آپ کا وصال مبارک ۱۱۹۹ھ میں ہوا۔آپ کا مزار مبارک مشرقی جانب گنبد حضرت غوث ثانی اور خانقاہ کے درمیان ایک وسیع اور مصفا چبوترے پر واقع ہے۔اس چبوترے پر کئی قبور ہیں جو چار صفوں میں تقسیم ہیں۔آپ کا مزار مبارک شمال کی جانب سے تیسری صف میں مشرقی سمت سے دوسرے نمبر پر واقع ہے اور آج بھی نمایاں ہے آپ کے صرف ایک صاحبزادے تھے جنکا نام حضرت سید شاہ محی الدین بادشاہ قادری ثانی تھا۔

حضرت سید شاہ محی الدین بادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید شاہ محی الدین قادری ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور حضرت سید شاہ عبداللطیف لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کے پوترے ہیں آپ متوکل، قانع، صوم و صلوٰۃ کے پابند اور اپنے دادا حضرت کے مرید وخلیفہ تھے۔دنیا داری اور اس کے علائق سے بہت دور رہتے تھے۔شجاعت وقوت میں بے مثل اور خوارق عادت تھے۔ آپ کا وصال ۱۲ جمادی الاول ۱۰۸۵ھ میں ہوا۔اور آپ کا مزار مبارک حضرت سیدنا میراں حسینی غوث ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی پائینتی باولی مجازی ایک چبوترے پر واقع ہے۔ چبوترے پر سنگ سیلو کے پتھر کا فرش ہے اور وہ چاروں طرف سے پختہ دیوار کے ذریعہ محصور ہے، اس کی شمالی سمت میں ایک دروازہ ہے۔چبوترے پر چھ قبور ہیں پہلی صف کی پانچویں درمیانی قبر آپ ہی کی ہے۔احاطہ کے اندر ایک نیم کا اور ایک املی کا درخت ہے۔

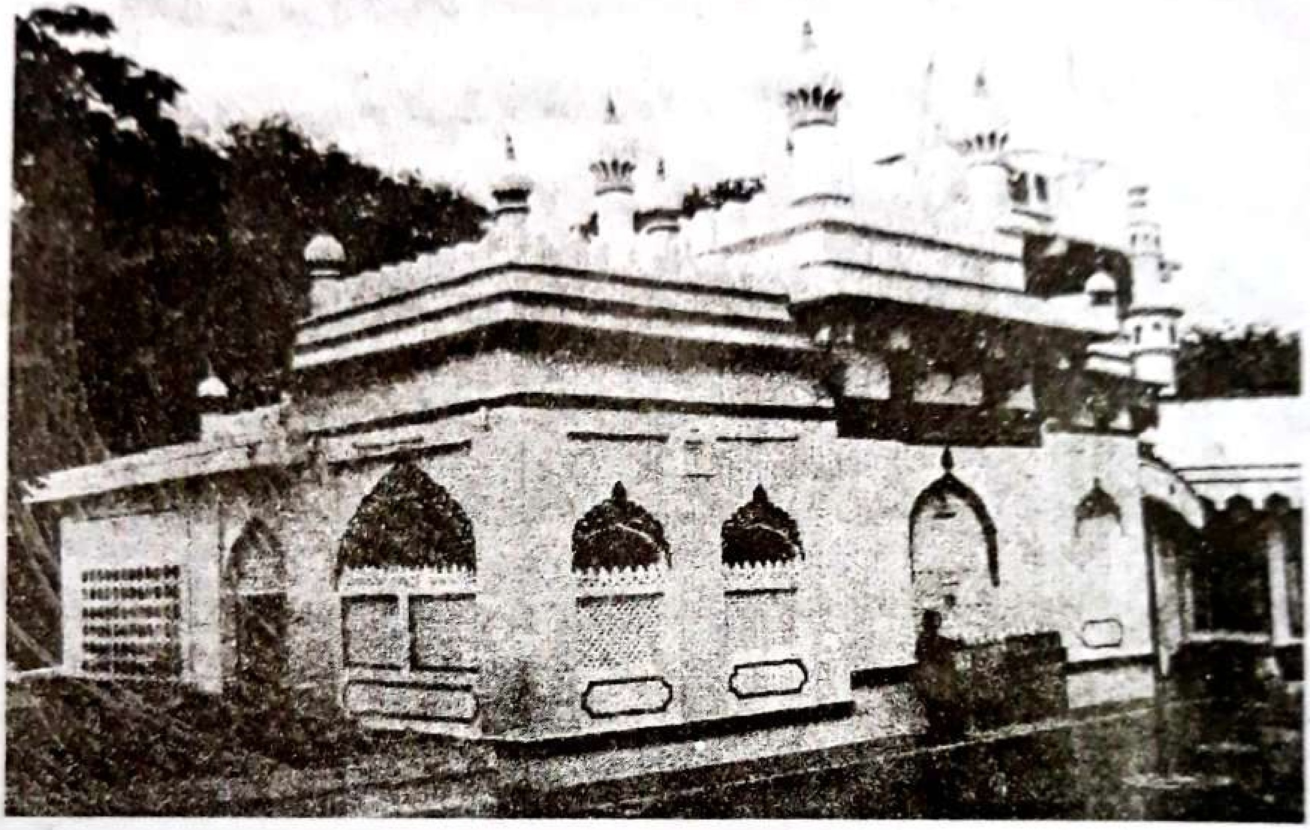
چوں میں عاشق می قدم گفتم کہ ہر دم گوہر مقصود

ندانستم کہ ایں دریاچہ موج بیکراں وارد

جب میں عاشق ہوا میں نے کہا کہ میں نے حاصل کرلیا گوہر مقصود

میں نہیں جانتا تھا کہ یہ دریا کس قدر عمیق موجیں رکھتا ہے۔)

حضرت سیدنا سید الابدال شاہ عبداللطیف قادری لاابالی الحموی رحمۃ اللہ علیہ



آپ بھی اولیاءِ سبع قادریہ میں سے ہیں۔ آپ کا نسبی سلسلہ حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر سے پندرہویں پشت میں اس طرح جاملتا ہے۔ حضرت سید الابدال سیدنا عبداللطیف لاابالی قادری بن سیدنا طاہر القادری الحموی بن حضرت سیدنا شرف الدین زاہد قادری بن حضرت سیدنا قطب الدین محمد القادری الحموی بن حضرت سیدنا ناصر الدین ہاشم قادری الحموی بن حضرت سیدنا شہاب الدین ابی العباس احمد القادری الحموی بن حضرت سیدنا بدر الدین حسن القادری الحموی بن حضرت سیدنا علاالدین علی القادری بن حضرت سیدنا شمس محمد ثانی القادری الحموی بن حضرت سیدنا سیف الدین یحیٰ القادری الحموی بن حضرت سیدنا ظہیر الدین ابی السعود احمد قادری البغدادی بن حضرت سیدنا شمس الدین ابی نصر محمد القادری البغدادی بن حضرت سیدنا

عماد الدین ابی صالح ناصر القادری البغدادی بن حضرت سیدنا قطب الاقطاب سید تاج الدین عبدالرزاق قادری البغدادی بن حضرت سیدنا غوث الصمدانی عبدالقادر جیلانی الحسنی والحسینی رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت سیدنا شاہ عبداللطیف لا ابالی قادری الحموی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ قادریہ اجداد کی بیعت آپ کو اپنے والد بزرگوار حضرت سیدنا طاہر القادری الحموی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی جو آپ کی اولاد امجاد میں ابھی تک جاری ہے دوسری اجازت و خلافت آپ کے عم محترم حضرت سید شاہ احمد القادری الحموی رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔ جس کو آپ نے بعد خلافت حضرت شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ کو عطا فرمائی۔ حضرت سید احمد شاہ الحموی رحمۃ اللہ علیہ شیخ وقت و مقتدائے زمانہ اور صاحب خوارق جلی تھے۔ حضرت سیدنا شیخ عبد اللطیف لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سید شاہ احمد الحموی رحمۃ اللہ علیہ عارفِ حق سے تھے۔ جن کو آپ سے فیض پہنچا اور پھر آپ سے یہ نعمت بہت ساروں کو نصیب ہوئی۔

جب حضرت سیدنا عبداللطیف لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ سن بلوغ کو پہنچے تو آپ کے والد محترم حضرت سید شاہ طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی چچازاد بہن سے آپ کا رشتہ طے کیا۔ ابھی آپ کا عقد نہیں ہوا تھا کہ آپ عین حالت شباب میں حماۃ سے نکلے اور آپ کے ہمراہ (۵۰) پچاس معتقدین تھے۔ ان کے علاوہ حضرت سیدنا میراں حسینی البغدادی رحمۃ اللہ علیہ (لنگر حوض حیدرآباد) نے بھی ساتھ ہی سفر باندھا تھا۔ اور پھر دکن میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت سیدنا عبداللطیف لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ قمر نگر (کرنول) روانہ ہوئے اور وہیں مستقل سکونت اختیار کی اور حضرت سید نا میراں حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے لنگر حوض حیدرآباد میں سکونت اختیار فرمائی۔

حضرت سیدنا لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معتقدین کے ہمراہ سب سے پہلے قمر

نگر کے موضع علی پور جو شہر سے متصل واقع ہے۔ایک مسجد میں قیام فرمایا جو آج تک آپ کے نام سید لا ابالی سے موسوم ہے۔ وہاں راجہ گوپال نامی ہندو راجہ کی حکومت تھی۔جس دن آپ وہاں تشریف لے گئے اسی دن راجہ کی لڑکی سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہوگئی۔اس کو جلانے کے لئے آپ کے سامنے سے جب لوگ گذر رہے تھے اور ہندو دھرم کے مطابق گانا بجاتے ہوئے لاش کو لے جا رہے تھے۔آپ چوں کہ ہندو دھرم کے رسم ورواج سے واقف نہیں تھے یہ آوازیں سن کر اپنے لوگوں سے پوچھا کہ یہ سب آوازیں کیا ہیں۔اور باہر کیا ہو رہا ہے۔لوگوں نے کہا حضور یہاں کے راجہ کی ایک ہی لڑکی تھی اور وہ سانپ کے ڈسنے سے ہلاک ہوگئی ہے۔اور ان کے مطابق لاش کو جلانے لے جا رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ کے دریائے رحمت میں جوش آیا۔آپ نے فرمایا اگر راجہ مشرف بہ اسلام ہونے کو تیار ہے تو اس کی بیٹی حق تعالیٰ شانہ کے حکم سے زندہ ہو جائے گی۔درویشوں نے یہ بات جا کر راجہ سے کہی کہ فلاں بزرگ جو مسجد میں مقیم ہیں فرماتے ہیں کہ اگر راجہ اسلام قبول کر لیا تو اس کی بیٹی اسی وقت زندہ ہو جائے گی۔ یہ سنتے ہی راجہ گوپال نے اپنا سر ارادت سے جھکا دیا اور آپ کے ارشاد کو قبول کر لیا درویشوں نے یہ راجہ کا پیام حضرت سے کہہ دیا کہ راجہ کہتا ہے کہ اگر مجھے یہ نعمت حاصل ہو جائے تو میں دل وجان سے اسلام قبول کرلوں گا۔حضرت لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ نے راجہ کی لڑکی کی لاش کو طلب فرمایا، جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر کی گئی۔آپ نے کاغذ کے ٹکڑے پر کچھ لکھا اور ایک پرندہ کی گردن میں باندھ دیا۔وہ پرندہ اڑ گیا اور تھوڑی دیر بعد مختلف قسم کے سانپ آنے لگے یہاں تک کہ جس مسجد میں آپ قیام پذیر تھے اس مسجد کا صحن سانپوں سے بھر گیا بعدازاں ایک سفید رنگ کا سانپ جس کی آنکھیں بجلی کی طرح چمک رہی تھیں ایک کالے سانپ پر سوار ہوا تھا۔آپ کے سامنے فرط ادب سے زمین کو بوسہ دیا۔آپ

نے اس سے مخاطب ہوکر اس کی زبان میں کچھ فرمایا اس نے ایک سانپ کو حکم دیا کہ اس سانپ کو حاضر کیا جائے جس نے اس لڑکی کو ڈسا تھا۔ کچھ ہی دیر میں اس سانپ کو حاضر کیا گیا اور اس نے اسی مقام سے جہاں اسے کاٹا تھا اس زخم کو چوسنے لگا تھوڑی ہی دیر میں اس لڑکی کے جسم کا سارا زہر نکل گیا اور راجہ کی وہ لڑکی زندہ ہوگئی ۔حضرت کی اس کرامت کو دیکھ کر سارے کفار نے دین اسلام کو قبول کرلیا۔ اور راجہ بھی اپنی رعایا کے ساتھ معہ اہل وعیال کے اسلام میں داخل ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت سید شاہ لاابالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سانپ سے جو دراصل سانپوں کا سالار تھا عہد لیا کہ اس کے بعد آپ کی اولاد میں سے کسی کو سانپ نہ کاٹے گا۔ اس کے بعد سے آپ کے صاحبزادوں اور اولاد میں سے کسی کو سانپ نے نہیں ڈسا بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپ کے اکثر صاحبزادوں کے بستر میں سانپ بھی سوجاتے ہیں لیکن اس کو ایذا نہیں پہنچاتے ۔ حضرت سیدنا لاابالی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کے بعد مستقل طور پر قمر نگر (کرنول) میں سکونت اختیار فرمائی ۔ اس وقت آپ کے خوارق عادات اور کرامات وتصرفات کا ہر جگہ چرچہ ہوگیا۔ ایک عالم آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا اور آپ نے ان کی تعلیم و ہدایت فرمائی جس سے لوگوں کی ایک کثیر تعداد آپ کے فیض صحبت سے مرتبہ ولایت پر فائز ہوئی ۔ ان ہی میں سے حضرت شیخ علی صاحب بھی تھے جو آپ کے مرید وخلیفہ خاص تھے۔

جب آپ کا آفتاب ولایت قمر نگر (کرنول) میں چمکا تو چند روز بعد آپ کے معتقدین نے عرض کیا کہ حضور والا کے قدوم فیض سے مشرف ہوئے اور اپنی حسب استطاعت آپ سے نعمت قادریہ کا فیض حق حاصل کیا۔ اگر حضرت اپنے جد کی سنت کی پیروی میں عقد نکاح فرمائیں تو جس طرح کہ ہم آپ کے آستانے سے فیضیاب ہوئے اسی طرح ہماری اولاد بھی آپ کے صاحبزادگان سے دولت تلقین د

ارشاد حاصل کرے گی ۔ حضرت سید نا لا ابالی نے بہت تامل کے بعد فرمایا اذا اراداللہ شیاءً فھی اسبابہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب مہیا کرتا ہے۔ فقیر حکم الٰہی کے بغیر کسی بات پر عمل نہیں کر سکتا۔ وقت کے منتظر رہو کہ مشیت ایزدی کب ہوتی ہے۔

حضرت سید نا لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ ایک مدت تک مجرد رہے اور چالیس سال بعد ایک روز آپ تشریف فرما تھے اور آپ کے مریدین اور معتقدین بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے ۔ ایک لمحہ کے بعد فرمایا کہ لوگو آگاہ ہو جاؤ کہ مجھے حکم الٰہی ہوا ہے کہ ایک ہی وقت میں دو عقد کروں ، اور اس کے اسباب مہیا ہو جائیں تو میں اس پر ضرور عمل کروں گا۔ تمام مریدین و معتقدین جو آپ کے فرمان کے ایک مدت سے منتظر تھے ۔ آپ کے حکم کے بموجب تجویز پیش کی اور عرض کیا کہ دو صاحبزادیوں میں ایک حضرت سید شاہ حمزہ حسینی (آپ حضرت سید نا اشرف جہانگیر سمنانی چشتی نظامی کے بھتیجے ہیں جن کا مزار مبارک بیجا پور میں ہے) کی صاحبزادی ہیں۔ اور دوسری ایک امیر کبیر کی شہزادی ہیں اور یہ دونوں آپ کے عقد نکاح میں آنے کے لئے رضا مند ہیں ۔ پھر حضرت سید نا لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ نے حکم الٰہی کے موافق ان دو باعصمت وعفت صاحبزادیوں سے عقد نکاح فرمایا دونوں سے آپ کو اولاد ہوئی ۔ جب حضرت کو فرزند تولد ہوتے تو آپ اپنا دست مبارک ان کے جسم پر پھیرتے اور فرماتے ’’ھـذَا مَیّـت‘‘ (یہ مردہ ہے) اسی وقت صاحبزادہ کی روح پرواز کر جاتی تھی۔ جب بارہا ایسا کیا تو خادموں نے آپ سے بعجز وانکسار عرض کیا کہ حضور ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے صاحبزادوں سے فیض دوام جاری رہے۔ لیکن بات کچھ بر عکس ہے۔ آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے مجھ سے عہد فرمایا کہ میرا جو فرزند جو میری طرح ہوگا وہ زندہ رہے گا اور جو میری طرح نہ ہو اس کا انتقال ہو جائے گا

-چنانچہ جب آپ کے پانچ صاحبزادے جو دونوں ازواج سے تولد ہوئے تو آپ نے وہ کلمہ "ھٰذا میت" نہیں فرمایا۔ آپ کی زوجہ مبارک کے بطن مبارک سے دو صاحبزادے اور دوسری زوجہ مبارک سے تین صاحبزادے عالم ظہور میں تشریف لائے۔ جب پانچ صاحبزادے تولد ہوئے تو لاابالی رحمۃ اللہ علیہ ہر صاحبزادے کی ولادت کے بعد بنفس نفیس گھر میں تشریف لے جاتے اور بعد تکبیر و اقامت جو کچھ کہا ہوتا کہہ دیتے۔ یعنی یہ میرا فرزند فلاں وقت فلاں مرتبہ کو پہونچے گا۔ آگے چل کر جو کچھ آپ کی زبان مبارک سے ان پانچوں صاحبزادوں کے متعلق نکلا تھا حرف بہ حرف پورا ہوا -چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حضرت سید شاہ عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے پانچویں صاحبزادے تھے ان کے متعلق آپ نے فرمایا کہ میرا یہ لڑکا ۱۸ سال میں مرتبۂ شہادت کو پہنچے گا -چنانچہ اسی طرح ہوا اور حضرت سیدنا عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ قادری شہید ہوئے۔

لطائف قادری میں ہے کہ ایک روز سیدنا لاابالی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے اور آپ کے دائیں بائیں بازو آپ کے دونوں بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ایک معتقد نے دو زر سرخ و سفید آپ کی نذر کیا دونوں صاحبزادے جو ابھی کمسن تھے۔ ایک ایک زر سرخ و سفید کو آپس میں تقسیم کرلیا۔ یہ دیکھ کر آپ نے ان دونوں کمسن صاحبزادوں کو کچھ نہیں کہا بلکہ آپ وہاں سے اٹھ کر دریائے ہندی (جو شہر کرنول سے متصل ہے) کے کنارے چلے گئے۔ اور وہاں جا کر فرماتے رہے کہ اے اللہ میں نے عقد کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ لیکن تیرے فرمان کے بموجب میں نے عقد کیا اور تو نے اس نکاح کے نتیجے میں مجھے پانچ لڑکوں سے سرفراز فرمایا۔ جب بچپن میں اس بچوں کی حرص کا یہ عالم ہے تو ایام شباب میں ان کی حرص بھی بڑھ جائے گی اور اس بنا پر انکی فقیری، درویشی ناممکن ہو جائے گی۔ کہتے ہیں کہ اس طرح آپ

نے حق تعالیٰ شانہ سے ۹ روز تک گڑگڑاتے رہے، پھر ۹ روز بعد حق تعالیٰ سجانہ نے آپ کو بشارت سے نوازا اور آپ خوش خوش واپس قمر نگر اپنی خانقاہ کو لوٹ گئے۔ جو کچھ آپ کو الہام غیبی ہوا تھا کچھ عرصہ بعد ظہور پذیر ہوا اور یہ دونوں صاحبزادے اپنے وقت کے قطب ہوئے۔

وَيَرَى الَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِئ أُنزِلَ إِلَيْكَ
مِن رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِىٓ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ

اور جنہیں علم ہے دیکھ لیں گے کہ جو کچھ وہ آپ کی جانب آپ
کے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے وہ سراسر حق ہے اور اللہ
غالب خوبیوں والے کی راہ کی رہبری کرتا ہے (سورہ سبا۔ آیت ٦)

آدمی کو وہ جلوہ نظر نہیں آتا ہے جسکی طرف آنکھ لگائے رہتا ہے
ہاں اس حسن کو ضرور دیکھ لیتا ہے جو اسے دکھلا دیتے ہیں۔

حضرت لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے آباء واجداد سے ورثہ میں ایک انگوٹھی ملی تھی جس کے تابع (۴۰) مؤکل تھے۔ کہتے ہیں کہ یہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہا کرتی تھی۔ لیکن آپ کبھی بھی ان مؤکلوں کو یاد نہ کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز چند فقیر سیاحت کرتے کرتے آپ کی خانقاہ میں حاضر ہوئے۔ اس وقت مہمان نوازی کے لئے آپ کے پاس کچھ نہ تھا۔ اور یہ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ جب کوئی آپ کی خانقاہ میں آتا تو آپ اس کی مدد فرماتے۔ اس وقت آپ کو یہ خیال گذرا کہ مؤکلین کو طلب کریں اور حکم فرمائیں کہ ایسی چیزیں پہنچائیں جو حلال طریقے پر حاصل کی گئی ہوں چنانچہ آپ نے مؤکلین کو طلب فرمایا وہ اسی وقت حاضر خدمت ہوئے آپ نے ان کو فرمایا کہ چند درویش ہمارے مہمان ہیں۔ کچھ حلال چیزیں لاؤ تا کہ ان فقراء کی خدمت کی جا سکے مؤکلوں نے قبول کر لیا اور کچھ ہی دیر میں درویشوں کی شکل میں دو خوان لے کر

حاضر ہوئے۔ جس میں انواع واقسام کی نعمتیں تھیں اور عرض کیا کہ ہم لوگ یہ لباس درویشی پہن کر اقلیم چہارم کے پاس گئے اور عرض کی اس بادشاہ کا یہ معمول ہے کہ ہر وقت اس کے پاس اس طرح کے چالیس خوان موجود رہتے ہیں۔ جب ہم سلطان کے در پر گداگروں کی صورت میں گئے تو اس بادشاہ نے ہم میں سے ہر ایک کو ایک خوان عنایت کیا۔ چنانچہ حضور ہم آپ کے حکم عالی کے موافق وجہ حال سے یہ نعمتیں لے کر حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت سیدنا لاابالی رحمۃ اللہ علیہ ان کے اس کلام سے بہت خوش ہوئے۔ اوران کی تحسین فرمائی اوروہ خوان سے درویشوں کی مہمان نوازی فرما ئی اس کے بعد آپ نے اس انگوٹھی کو اپنے ہاتھ سے اتار دیا اور ایک کنویں میں پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ یہ چیزیں درویش کو خدا سے غافل کر دیتی ہیں اور درویشوں کیلئے یہ کسی طرح مناسب نہیں کہ وہ سوائے خدائے تعالی کے کسی اور پر بھروسہ کریں

ومن یتو کل علی اللہ فھو حسبہ (الطلاق)

اور جو کوئی اللہ پر توکل کرے گا اللہ اسے کافی ہے۔

لطائف قادری میں مذکور ہے کہ حضرت سیدنا لاابالی رحمۃ اللہ علیہ پر آخر شب سے صبح ہونے تک جلال کا غلبہ رہتا اور صبح سے شروع شب تک جمال طاری رہتا جس وقت آپ سے اسماء جلالی کا ظہور ہوتا تو کسی میں اتنی ہمت وتاب نہ تھی کہ آپ کے روبرو خدام حضرات حاضر ہونے سے احتیاط کرتے تھے۔ آپ کے خدام کا یہ معمول تھا کہ وہ روزآنہ گیارہ صراحیوں میں پانی بھر کر آپ کے حجرہ مبارک کے دروازہ پر رکھ دیتے تھے۔ جب آپ حجرہ سے برآمد ہوتے تو سب سے پہلے آپ کی نظر مبارک ان صراحیوں پر پڑتی اور آپ کی نظر پڑتے ہی تمام صراحیاں ایک بلند آواز سے پھوٹ جاتی تھیں اس کے بعد آپ کے تمام خدام آپ کے دیدار سے مشرف ہوتے۔ ایک روز آپ کے ایک خادم نے گیارہ صراحیوں کے بجائے ۱۰ اصراحیاں

رکھی ۔ جب حجرہ کا دروازہ کھلا اور آپ کی نظر ان صراحیوں پر پڑی تو وہ تمام کی تمام ٹوٹ گئیں اور اسی حالت جلال میں آپ کی نظر ایک خادم پر پڑی تو وہ واصلان حق میں سے ہو گیا۔ آپ پر شغل وحدت اور استغراق توحید کا ایسا غلبہ طاری رہتا تھا کہ آپ کے وجود شریف میں دوئی کا نام ونشان بھی باقی نہ تھا اور آپ کا وجود سرتاپا وجود عالم میں فنا ہو چکا تھا۔

ایک معمہ عارفو سمجھو کہ حق کہتا ہوں میں
میرے ہی دم سے دو عالم بن رہا ہے میں نہیں
ھو الاول ھو الآخر ہے میری شان میں
ذہن میں خلقت کا دھوکا ہو رہا ہے میں نہیں

پس عارف وہ ہے جو بصیرت رکھتا ہے اور مرتبۂ رویت میں پہنچ جاتا ہے اور معرفت وہ علم ذات ہے جس کے ذریعہ وہ بقاء حاصل کرتا ہے۔ لہٰذا عارف دوسرے لفظوں میں اس ذات پاک کے عرفان کا نام ہے۔ کیوں کہ عرفان کے بغیر اس کا وجود باقی نہیں رہتا۔ جہاں تک حقیقت کا تعلق ہے معرفت اور معروف ہر دو اس سے بلند تر ہیں۔ آپ کا یہ معمول تھا کہ اگر آپ جس گاڑی میں سوار ہوتے اگر گاڑی چلانے والا جانور کو مارتا تو اس مار کی علامت خود مارنے والے کی پیٹ پر نمایاں ہو جاتی اور وہ بے چین ہو جاتا۔ اسی طرح آپ کے بھی جسم مبارک پر بھی اس کا اثر ہوتا۔ اس وقت آپ فرماتے کہ اب جانور کو مارنے کی حقیقت معلوم ہوئی۔ اگر چاہتے ہو تو پھر مارو اور اس سے بڑھ کر اور تکلیف دیکھو۔

مشکوٰۃ نبوۃ میں ہے کہتے ہیں کہ ایک روز آپ اپنی گھر کی دیوار سے پشت لگائے تشریف فرما تھے کہ ایک یہودی لکڑی فروش آپ کے سامنے سے گذرا اس نے معاً اس بیل کو جو گاڑی کھینچ رہا تھا چابک مارا آپ یہ دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور آپ کا

چہرہ مبارک متغیر ہوگیا آپ نے ایک سرد آہ کھینچی ۔ جب حاضرین نے اس آہ کی وجہ دریافت کی تو آپ نے اپنی پشت مبارک کو دکھایا جس پر چابک کا نشان نظر آیا اس لکڑ ہارے نے جب آپ کی یہ کرامت دیکھی تو فوراً اسلام قبول کیا۔

کہتے ہیں اہل عالم عالم میں ہوں وطن میں
سمجھا نہ کوئی مجھ کو عالم بن آرہا ہوں میں

حضرت سید نا عبد اللطیف قادری لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ صاحبزادے تھے۔

(۱) حضرت سیدنا شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حضرت سیدنا شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حضرت سیدنا شاہ محی الدین ثانی قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) حضرت سیدنا شاہ طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حضرت سیدنا شاہ عیسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت سیدنا شاہ عبداللطیف قادری لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی اولاد کو نعمتیں قادریہ کی عطا فرمانا

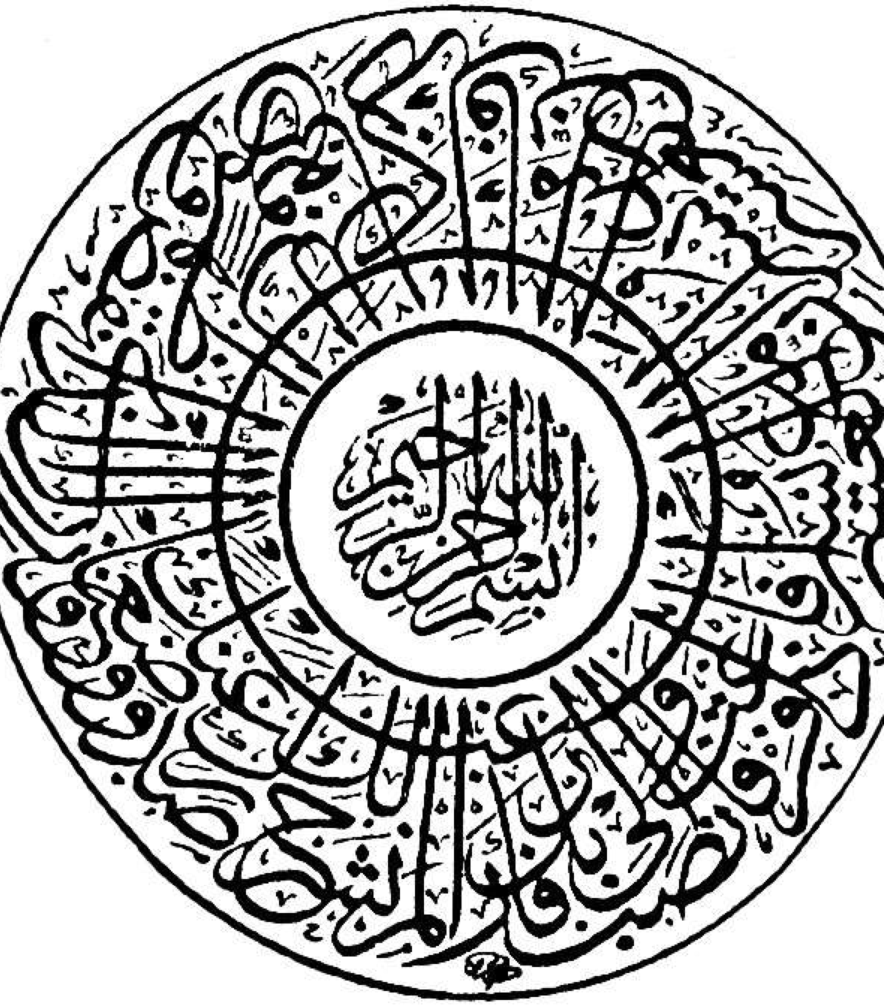
لطائف قادری میں ہے کہ آپ نے اپنے پانچوں صاحبزادوں کو الگ الگ نعمتیں عطا فرمائی۔

(۱) بڑے صاحبزادے حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا تاج سر شاہی مرحمت فرمایا۔ آپ کی مزار مبارک اپنے والد بزرگ کے حجرہ مبارک کے متصل دوسرے حجرہ میں موجود ہے جو آستانہ شاہ عبداللطیف لاابالی رحمۃ اللہ علیہ (کرنول) میں واقع ہے۔

(۲) دوسرے صاحبزادے حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ کو شجرہ مبارک انساب عنایت فرمایا اور ایک کشتی خاص بھی عطا فرمائی۔ آپ کی بارگاہ شہر بیجاپور میں واقع ہے۔ (۳) حضرت سید شاہ محی الدین قادری ثانی رحمۃ اللہ علیہ جو آپ کے تیسرے صاحبزادے تھے۔ اپنا جبہ مبارک خاص عطا کیا۔ آپ کا آستانہ مبارک احاطہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ نزد پرانا پل حیدرآباد میں ہے۔

(۴) چوتھے صاحبزادے حضرت سید طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اجازت علم و دعوت عطا فرمائی اور جزدان خاص اور اورادِ مخصوصہ بھی عنایت فرمائے۔ آپ کی درگاہ شریف شہر کرنول کے مغربی جانب تعلقہ ادھونی جو ایک سو کلومیٹر دور فاصلہ پر ہے۔ اپنی والدہ صاحبہ اور اپنے ارکان خاندان کے ساتھ قلعہ ادھونی کے اندر واقع ہے۔ بڑی پر رونق جگہ ہے

(۵) پانچویں صاحبزادے حضرت سید عیسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے دست مبارک کی



شمشیر عطا فرمائی۔ حضرت شیخ علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جو آپ کے مرید با کمال تھے اپنا خرقہ ءخلافت عطا فرمایا جو آپ کے اپنے جداعلیٰ حضرت سید احمد الحموی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا تھا۔ چنانچہ آج تک بھی آپ کے خاندان میں وہی خرقہ ءخلافت جاری ہے۔ یہ طریقہ میں حضرت سیدنا لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کے چاروں صاجزدوں میں جاری ہوا۔

حضرت سیدنا شاہ عبداللطیف لاابالی قادری کے صاجزادوں کا تذکرہ

حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

لطائف قادری میں ہے کہ جب حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔آپ کی والدہ ماجدہ حضرت سید شاہ حمزہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے) کی صاجزادی تھیں تو حضرت سید شاہ عبد اللطیف لاابالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے صاجزادے کے مقام ولادت پر تشریف لاکر اپنے بیٹے کو اپنے دست مبارک میں لے کر تکبیر واقامت فرمانے کے بعد فرمایا یہ میرا فرزند سید عبداللہ اپنے زمانے میں عالم علوم الٰہی و علم آدم الا سماء کلھا کا مصداق ہوگا۔

حضرت سید عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا نکاح اپنے والد کے وصال مبارک کے بعد حضرت سید شاہ ابوالحسن قادری رحمۃ اللہ علیہ (بیجاپور) ابن حضرت سیدنا بدرالدین بدر عالم حبیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ بیدری کی صاجزادی سے ہوا۔حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے بھی فیض صحبت اور خرقہ ٔخلافت حاصل کیا اور اپنے خسر محترم کے ذریعہ سلوک کے مراتب میں درجہ ٔکمال کو پہنچ کر بیجاپور سے قمرنگر (کرنول) واپس تشریف لائے۔

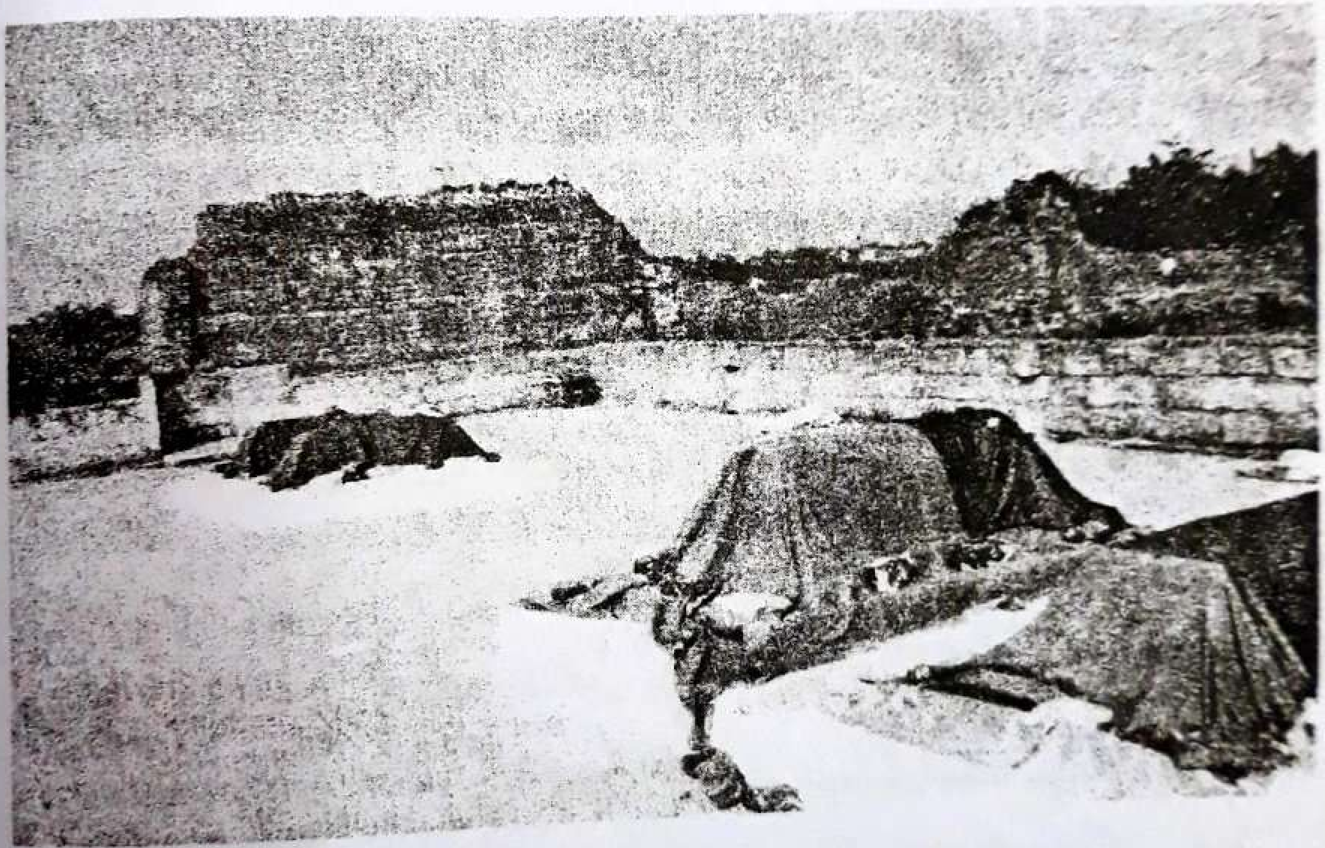
حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاجزادے تھے (۱) حضرت سید عبداللہ ثانی رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سید عبداللطیف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں صاجزادوں

کا نکاح اپنے چچا حضرت سید شاہ محی الدین قادری ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی دو صاحبزادیوں سے ہوا۔ حضرت سید شاہ عبداللہ قادری اپنے والد بزرگوار حضرت سیدنا شاہ عبداللطیف قادری لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے بعد آپ کی مسند سجادگی پر رونق افروز ہوئے۔ آپ کا وصال مبارک ۱۵ ذی قعدہ ۱۱۰۸ھ کو ہوا اور آپ اپنے والد سیدنا لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کے متصل حجرہ میں اسی آستانہ مبارک کرنول میں مدفون ہیں۔

حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید نا عبداللطیف لاابالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے ہیں۔ جب آپ تولد ہوئے تو آپ کے والد بزرگوار نے فرزندار جمند کے مقام ولادت پر رونق افروز ہو کر بعد تکبیر و اقامت فرمایا کہ یہ میرا فرزند فلاں وقت میں مرتبہ "ترک ماسوا اللہ تفرید و تجرید الی الحق حاصل کرے گا۔ جب آپ کی عمر مبارک (۱۵) سال ہوئی تو اپنے والد بزرگوار کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔ والد بزرگ حضرت لاابالی رحمۃ اللہ علیہ نے بوقت بیعت فرمایا کہ میرے اس فرزند سید موسیٰ کو میرے ہاتھ سے یہ بیعت بہت کافی ہے حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد پیر و مرشد کے وصال کے بعد غلبۂ عشق اور جذب الٰہی سے اپنے والد بزرگوار کی خانقاہ سے جہاں آپ بیٹھے ہوئے تھے اٹھ کر باالہام غیبی بیجاپور کو روانہ ہوئے۔ آپ کے بیجاپور میں وارد ہونے کے تین روز قبل سے حضرت میراں سید محمد بن سید عبد الرحمٰن مدرس رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سیدنا عارف باللہ سید شاہ حبیب اللہ قادری صبغۃ اللہ شطاری رحمۃ اللہ علیہ (موتی گنبد بیجاپور) کے حقیقی بھتیجے تھے۔ آپ قلعے کے اطراف چکر لگاتے اور فرماتے کہ دوستو مجھے اس جانب دروازہ علی پور سے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی خوشبو آرہی ہے۔ روایت ہے کہ حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ خرقہ شطاریہ حضرت سید محمد مدرس رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ سے پہنا اور سید محمد مدرس رحمۃ اللہ علیہ نے خرقہ

قادریہ حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ سے طریقۂ قادریہ کی اجازت حاصل کی ۔حضرت سید شاہ موسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا عقد نکاح سلطنت بیجاپور کے امراء میں سے ایک امیر ملک جہاں کی صاحبزادی سے ہوا۔ آپ کے دو صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں۔ایک صاحبزادی حضرت سید شاہ زین الدین بن سید شاہ محمد رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہوئیں۔ان تینوں صاحبزادیوں کے مزارات ایک دوسرے



سے متصل اپنے والد بزرگوار کے قریب بیجاپور میں ہی ہیں۔

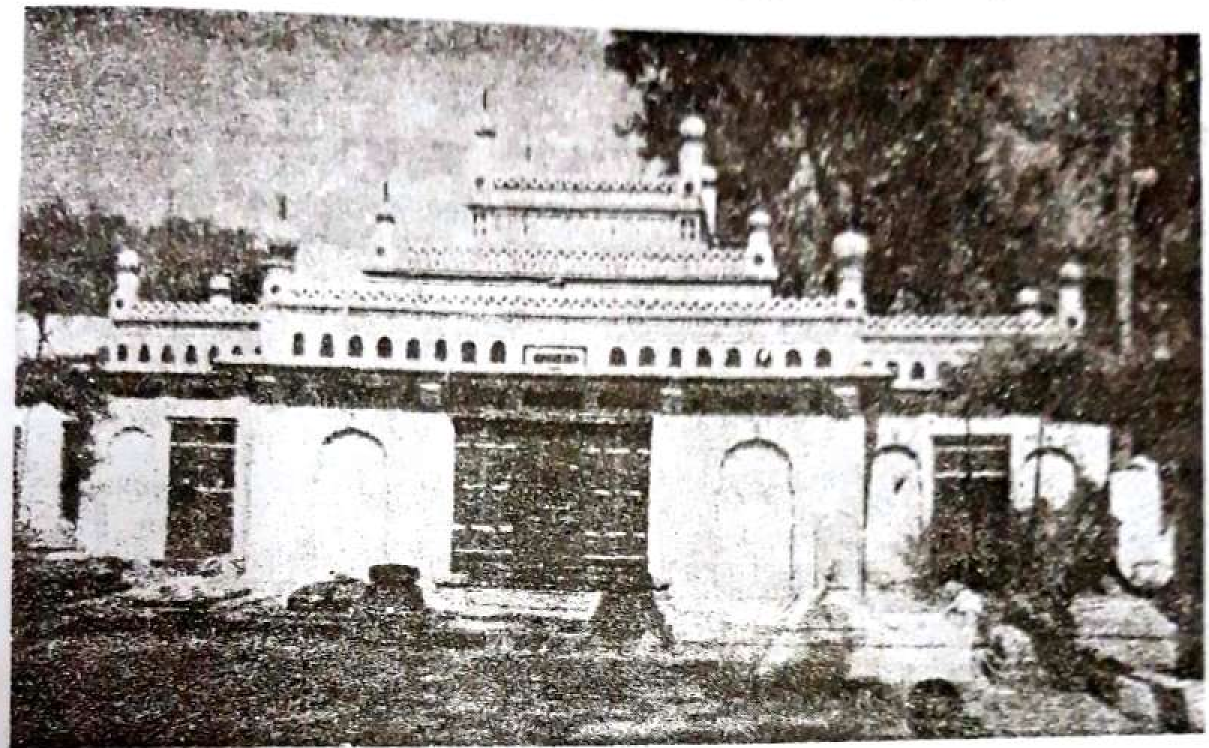
حضرت سید شاہ محی الدین ثانی المعروف پیر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سیدنا لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی پہلے کی طرح آپ کے والد بزرگ حضرت سید الابدال لاابالی رحمۃ اللہ علیہ مقام ولادت پر رونق افروز ہوئے اور اپنے فرزند کو دست مبارک میں لیکر بعد تکبیر و اقامت پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ یہ میرا فرزند سید محی الدین رحمۃ اللہ علیہ (۴۰) سال کی عمر میں طریقت میں مرتبۂ قطبیت حاصل کرے گا اور مصاحب خضر ہوگا۔

آپ مادرزاد ولی اور بطن مادر سے صاحب خوارق عادت تھے۔ جب آپ کی عمر (۱۲) سال کی ہوئی تو ایک روز حضرت سیدنا لاابالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا پیرہن مبارک جو جبہ مبارک کے نیچے آپ پہنتے تھے، ایک روایت میں صوفیوں کی گودڑی پہنائی اور بیعت سے مشرف کیا۔ حضرت سید شاہ محی الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے (۱۲) سال کی عمر سے (۲۰) سال کی عمر میں اپنے والد بزرگ سے نعمت باطنی حاصل فرما کر راہ سلوک طے کیا۔ پھر آپ قمر نگر (کرنول) سے عین عالم شباب میں اپنے والد بزرگوار و پیر و مرشد سے اجازت لے کر حیدرآباد تشریف لائے۔ حیدرآباد میں آپ

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ
لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ
اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ
وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ
وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ
وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ
وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝

کی ملاقات حضرت سید شاہ میراں حسینی قادری رحمۃ اللہ علیہ (لنگر حوض حیدرآباد) جو حضرت

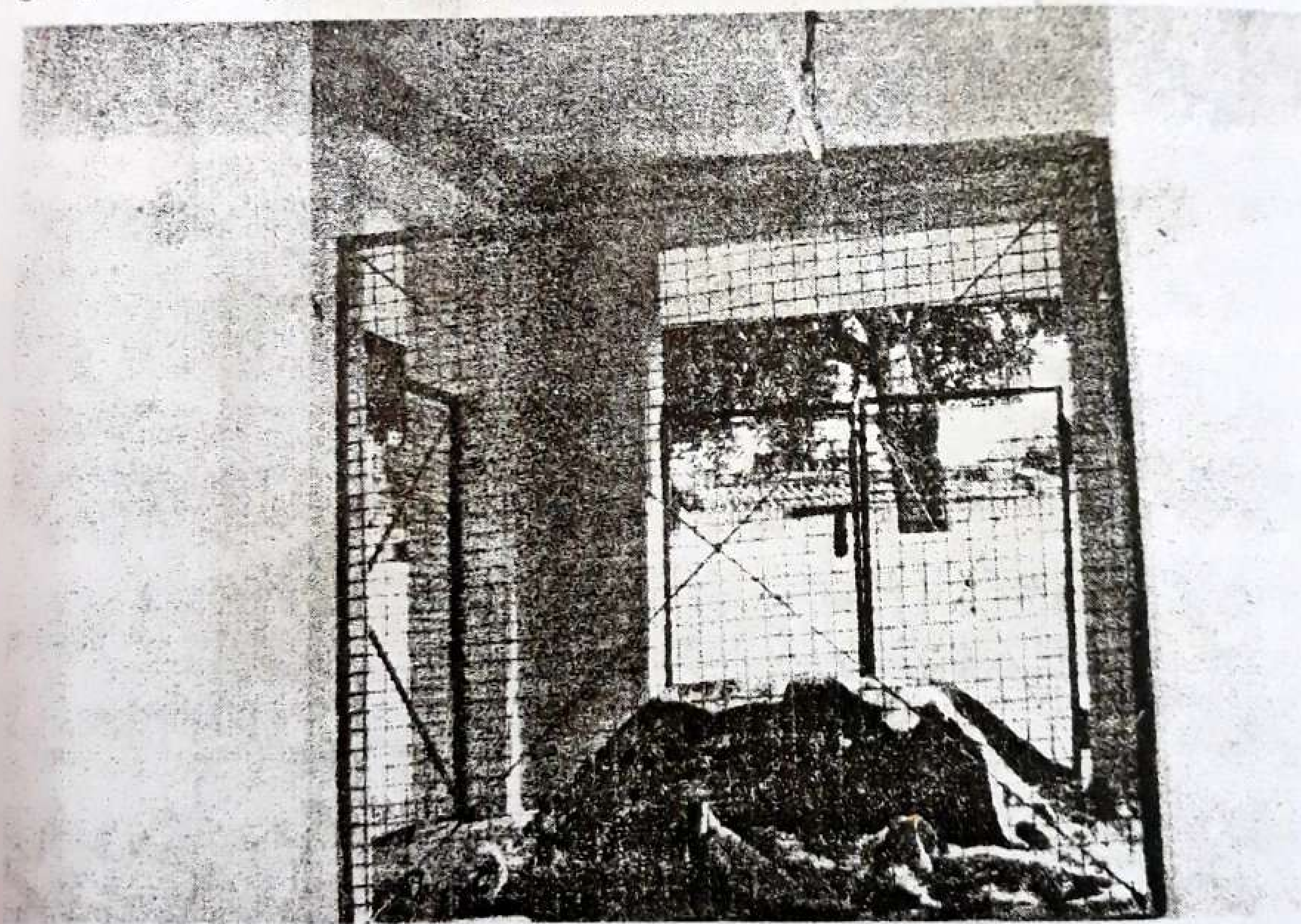


سیدنا عبداللطیف لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر بزرگ ہیں اور دونوں ایک ساتھ ہی بغداد سے دکن تشریف لائے تھے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ عبدالقادر حسینی ملکا پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی اور آپ کی صاحبزادی بی بی صاحبہ سے حضرت سید شاہ محی الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے عقدنکاح فرمایا۔ پھر آپ تین چار سال تک اپنے خسر کے مکان پر ہی قیام پذیر رہے۔ آپ کو حضرت بی بی صاحبہ کے بطن سے تین فرزند اور ایک صاحبزادی اور ایک روایت کے مطابق دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔

جب آپ کی عمر شریف (۹۱) سال کی ہوئی آپ کی صحت خراب ہوئی۔ اسی بیماری میں (۷) دن گذرے اور ساتویں دن اس جہان فانی سے بہر لقائے رحمانی ۴ رجب ۱۱۰۳ھ کو رحلت فرمائی یہ بادشاہ اورنگ زیب عالم گیر کا زمانہ تھا۔ جب حیدرآباد سلطنت مغلیہ میں داخل ہو چکا تھا اور بادشاہ عالمگیر کی حیدرآباد میں دوسری بار آمد تھی۔ آپ کی درگاہ شریف حسینی علم روڈ پر لب سڑک پرانا پل کے قریب احاطہ موسیٰ قادری میں ہے۔ بڑا خوبصورت آستانہ مبارک زیارت گاہ خلائق

ہے۔

آپ کے تین صاحبزادوں کے نام (۱) حضرت سید شاہ عبدالحی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سید شاہ عبداللطیف قادری ثانی عرف حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت پیر صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ۔ صاحبزادی صاحبہ کا نام امتہ الفاطمہ رحمۃ اللہ علیہا تھا۔ دوسری صاحبزادی حضرت شاہ میاں صاحب کلاں ابن حضرت سید شاہ عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب تھیں۔ ان کا مزار آستانہ مبارک حضرت سیدنا طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ واقع



ادھونی میں اپنے شوہر کے مزار مبارک کے متصل ہے۔ دوسری جو بڑی صاحبزادی تھیں اپنے عقد کے بعد ایک ہی ہفتہ کے اندر عالم بقا کو رخصت ہوگئیں۔

حضرت سید شاہ عبدالحی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے صاحبزادے تھے۔ اپنے والد بزگوار کے زمانہ حیات ہی میں اپنے دو کمسن صاحبزادے چھوڑ کر وصال کر گئے۔ آپ کے بعد ولی عہد و جانشین حضرت سید شاہ عبداللطیف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے۔

حضرت سیدنا سید طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ



آپ حضرت سیدنا لاابالی کے چوتھے صاحبزدے ہیں۔آپ کی والدہ سیدہ جمال صاحبہ بی بنت حضرت سید شاہ حمزہ حسینی رحمۃ اللہ علیہ (بیجاپور) تھیں۔جب آپ تولد ہوئے تو آپ کے والد سید الابدال لاابالی رحمۃ اللہ علیہ حسب دستور تشریف لاکر بعد تکبیر و اقامت ارشاد فرمایا کہ یہ میرا فرزند سید طاہر اپنے وقت میں فیض وہبی اور نعمت اویسی اپنے جد اعلی حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر رضی اللہ عنہ سے حاصل کرے گا۔اور مرتبہ غوثیت کو بدرجہ کمال پہنچے گا اور ابدال حق سے ہوگا۔چنانچہ اکثر آپ اپنے والد بزرگوار کی خدمت باسعادت اور سایہ عاطفت میں رہے۔لیکن اپنا دست مبارک بمقتضائے مشیت ایزدی وارشاد والد بزرگوار اپنے والد ماجد کے دست فیض اثر میں نہیں دیا

اور دوسری جگہ سے بھی خرقہ خلافت نہیں لیا۔حسب ارشاد والد گرامی طریقہ اویسیہ آپ کی ذات بابرکت کو راست روح غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے پہنچی تھی۔

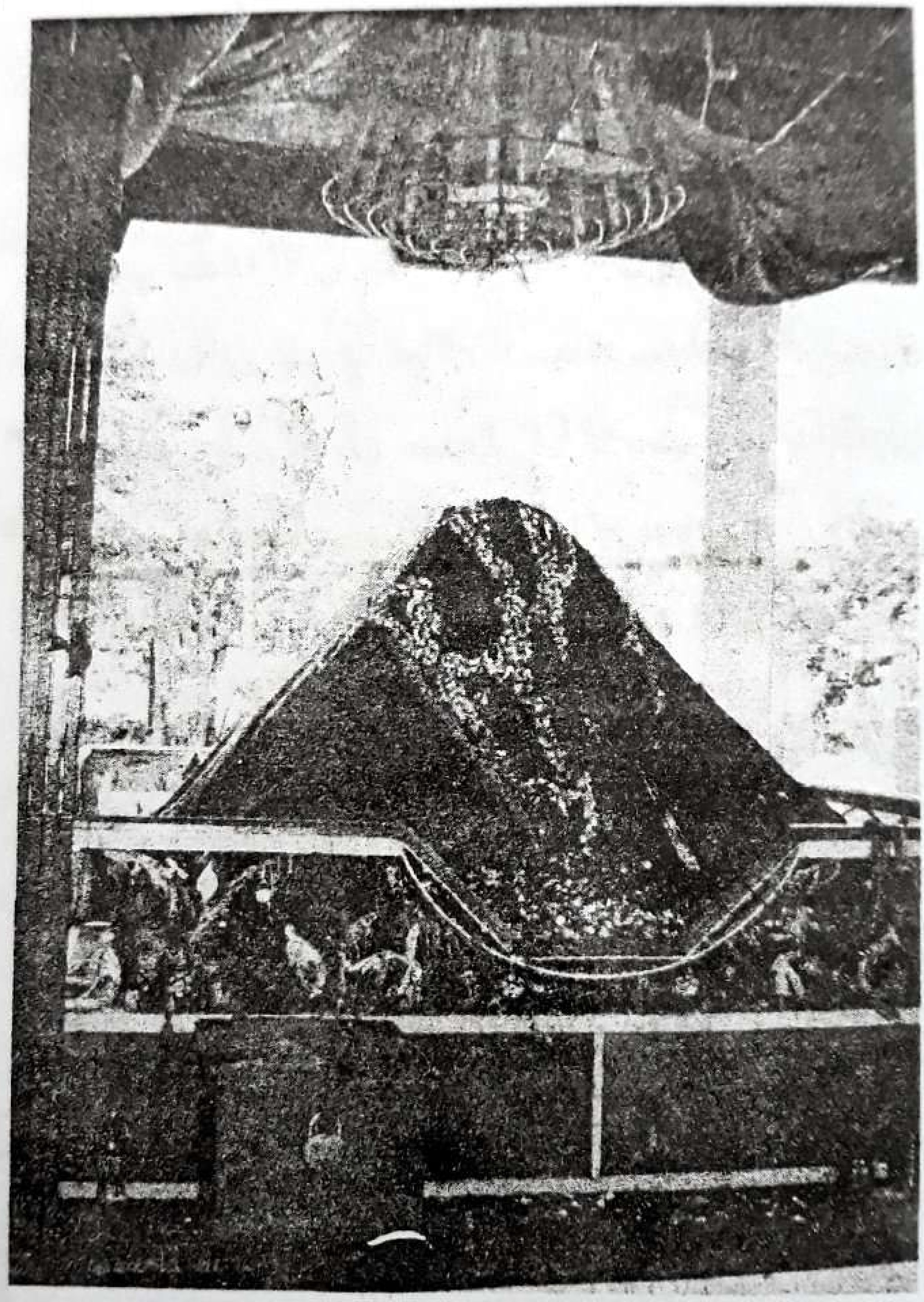
حضرت سیدنا طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ادونی کی طرف ہجرت کے دو وجوہات تھے۔ایک تو یہ کہ آپ کے والد بزرگ کے عطا کردہ وظائف کو آپ کے بڑے بھائی حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ (کرنول) نے دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ان کتابوں کے مطالعہ کیلئے کافی علم کی ضرورت ہے پہلے علم حاصل کرو پھر یہ کتابیں لے جاؤ۔اس بات سے آپ ملول رہتے تھے اور کرنول سے ہجرت کرنے کا ارادہ کر لئے تھے۔اس زمانے میں بیجاپور کے سلطان علی عادل شاہ کی حکومت تھی۔راجہ گوپال کے مسلمان ہونے کے بعد سلطان کے حکم سے عبدالوہاب کرنول کا حاکم ہوا اسکا بیٹا مسعود خان حضرت سیدنا طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ہم عمر تھا اور آپ کا گہرا دوست بھی۔اپنے والد عبدالوہاب خان کے انتقال کے بعد مسعود خان نے کہا کہ حضرت میرے لئے بھی کسی جگہ کا حاکم بننے کی دعا کیجئے۔آپ نے فرمایا ابھی وقت نہیں آیا ہے۔چند سال گذرنے کے بعد پھر مسعود نے آپ کی خدمت میں آکر اپنا مدعا بیان کیا، آپ نے فرمایا ''میاں اب وقت آ گیا ہے۔میرے نعلین (کھڑاویں) اٹھا اور ادھونی کی طرف رخ کر تجھے وہاں کی حکومت دی گئی ہے''۔مسعود خان آپ کے نعلین اٹھا کر اپنے سر پر رکھا اور تھوڑی فوج لے کر ادھونی روانہ ہوا۔وہاں کا حاکم مقابلے کو آیا تو مسعود خان نے آپ کے نعلین بتا دئے، حاکم یہ دیکھ کر خاموش ہوا اور قلعہ امتیاز گڑھ (ادھونی) میں جانے کی اجازت دے دی۔قلعہ میں جو بھی حضرت کے نعلین دیکھتا خاموشی اختیار کرتا۔اس طرح مسعود خان ادھونی پر قابض ہو گیا۔اور چند ماہ بعد سلطان کا فرمان بھی اس کے حق میں آ گیا۔

دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ مسعود خان حاکم ادھونی ہونے کے بعد مسلسل آپ کی

خدمت میں اپنا معروضہ بھیجنے لگا کہ آپ حضور ضرور ادھونی تشریف لائیں ۔ چنانچہ آپ ادھونی کی طرف ہجرت فرمانے کا اپنی والدہ ماجدہ سے تذکرہ کیا۔ والدہ آپ کو بہت چاہتی تھیں اس لئے بھی وہ آپ کے ساتھ چلنے کو راضی ہوگئیں۔لیکن اثنائے راہ میں آپ کی والدہ کا وصال ہوگیا۔ مسعود خان نے آپ کی تشریف آوری کا حال سنا تو ادھونی سے باہر آ کر آپ کا استقبال کیا اور آپ کو اپنے گھر سے قریب ایک مکان میں ٹہرایا اور کئی بار اپنے شاہی محل میں آنے کی تمنا ظاہر کی اور آپ صرف ایک یا دو بار اس کے محل میں گئے ۔

اورنگ زیب عالم گیر نے اپنے فرزند اعظم شاہ اور اپنے وزیر غازی الدین خان فیروز جنگ کو دکن روانہ کیا ۔ یہ وہ زمانہ تھا جبکہ آپ حضرت سیدنا طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ ادھونی میں تھے ۔ اعظم شاہ نے آپ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور آپ کی خدمت میں تین تحفے ،تفسیر قرآن ،حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ملفوظات اور عرق گلاب کے شیشے روانہ کئے ۔آپ نے فرمایا تحفہ رد نہ کرنا چاہئے اس لئے رکھ لیا ہوں اور اعظم شاہ سے کہنا کہ فقراء سے ملاقات کا مقصد دعائے خیر حاصل کرنا ہے تو میں دعا کروں گا لیکن ملاقات نہیں کروں گا ۔ عالم گیر بادشاہ نے شاہی فرمان کے ذریعہ آپ کیلئے بارہ مواضعات آپ کی نظر کئے ۔ جب شاہی ملازم نے فرمان شاہی کے کاغذات آپ کو لاکر دیئے تو آپ مغرب کی نماز پڑھ کر ذکر شریف میں مصروف تھے ۔ ذکر کے بعد پوچھا یہ کیا ہے ۔؟ کہا بادشاہ اورنگ زیب نے حضور کے لئے بارہ مواضعات کی جاگیر آپ کی نذر کی ہے ۔آپ نے اس کاغذ کو آگ میں جلا دیا اور پھر ذکر میں مصروف ہوگئے ۔آپ کے خادموں نے جلتے ہوئے کاغذ کو بجھایا اس میں صرف دو گاؤں کے نام جلنے سے رہ گئے تھے ۔ یہی دو مواضعات کی جاگیر حضرت کے صاحبزادوں کے نام بحال ہوئی ۔آپ کے کئی کرامات و کمالات ہیں ۔آپ علم

ظاہر اور علم باطن میں بہت بلند مقام رکھتے تھے اور صاحب تصنیف بھی تھے۔ آپ کی دو تصانیف مشہور ہیں۔ (۱) کنز النفائس :- اس میں نماز کے مسائل واحکام فارسی اشعار میں ہیں جس میں حمد خالق کے بعد نعت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے (۲) خوان یغما:- یہ کتاب بھی فارسی میں ہے۔ جو فن لغت اور حل الفاظ میں ہے۔



مسعود خان حاکم نے ادھونی میں جامع مسجد بنانے کا ارادہ کیا اور سنگ بنیاد رکھنے کیلئے آپ سے خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ آپ نے سب سے پہلے سنگ بنیاد رکھا ۔ مسجد کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد آپ ہی نے نماز فجر کے ساتھ مسجد کا افتتاح فرمایا یہ

مسجد کی تعمیر ۱۰۷۹ھ میں ہوئی ۔ حضرت سید نا طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ صاحبہ کا کرنول سے جب ادھونی آنے کے راستے میں انتقال ہو گیا تھا۔ اور آپ کو وہیں دفن کیا گیا تھا۔ بعد میں آپ نے والدہ مبارک کی میت ادھونی منتقل کر کے موجودہ جگہ جہاں آپ کی مزار ہے دفن کیا۔

ازواج و اولاد

حضرت نے دو نکاح کئے (۱) سیدہ امین بی صاحبہ بنت حضرت سید طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ میسوری ان سے چار صاحبزادے ہوئے (۱) حضرت سید حسین قادری رحمۃ اللہ علیہ (۲) حضرت سید محمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (۳) حضرت سید عبدالقادر قادری رحمۃ اللہ علیہ (۴) حضرت سید زاہد قادری رحمۃ اللہ علیہ (اور دو صاحبزادیاں ہوئیں) آپ کی یہ زوجہ صاحبہ کا وصال ۷ ذی الحجہ ۱۱۰۰ھ میں ہوا آپ کا مزار مبارک حضرت سید نا طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ہی ہے۔ آپ کی دوسری زوجہ صاحبہ کا نام حضرت خدیجہ بی جو سید خاندان سے نہ تھیں۔ آپ سے دو صاحب زادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔

حضرت سید نا طاہر قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۱۱۵ھ میں ہوا۔
آپ وہیں مدفون ہوئے جہاں آپ کی والدہ ماجدہ اور اہل خاندان مدفون ہیں۔

حضرت سید نا شاہ عیسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت سید نا سید شاہ عبداللطیف لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ کے پانچویں صاحب زادے ہیں۔ جب آپ رونق بخش عالم شہود ہوئے تو حضرت سید نا لا ابالی رحمۃ اللہ علیہ فرزند ارجمند کے مقام ولادت پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیشہ کی طرح اپنے دوسرے

فرزندوں کے مراسم تکبیر واقامت کے بعد اپنے صاجزادے کے حق میں اس طرح فرمایا کہ میرا فرزند سید عیسیٰ (۱۸) سال کی عمر شریف میں مرتبہ شہادت حاصل کرے گا

حضرت سید نا عیسیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد بزرگ ہی سے شرف بیعت حاصل فرمایا۔ اپنے والد بزرگ پیر ومرشد کے بعد جب اپنے بڑے بھائی حضرت سید نا عبدالقادر قادری رحمۃ اللہ علیہ مسند سجادگی پر نشین ہوئے تو آپ اپنے والد ماجد کے دولت خانہ میں جہاں آپ کے بڑے بھائی تشریف رکھتے تھے تشریف فرما ہونے لگے۔ اپنے بڑے بھائی سے آپ کو بڑا انس تھا تمام دن اپنے بھائی کا جمال انور دیکھا کرتے اور ہمیشہ خانقاہ کی دہلیز کے باہر تشریف فرمارہتے تھے۔

جب آپ کی عمر (۱۸) سال کی ہوگئی تو آپ اکثر اوقات دن اور رات یہ آیت مبارکہ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ (آل عمران) (جواللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں ان کو ہرگز مردہ نہ سمجھو، بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس روزیاں دیئے جاتے ہیں۔) تلاوت فرماتے تھے۔ کچھ روز گذرے کہ خانقاہ میں ایک شخص جو آپ کے بڑے بھائی حضرت سید شاہ عبداللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا مرید جو پیشہ سے سپاہی تھا۔ کافروں سے لڑائی میں جانے کیلئے اپنے پیر ومرشد سے اجازت لینے کیلئے حاضر ہوا اسکا نام ریحان خان تھا ۔آپ اس وقت خانقاہ میں تشریف فرما تھے۔ فوراً آپ نے کہا کہ چلو ہم تمہارے ساتھ جہاد میں شریک رہیں گے اور مزید توقف مناسب نہیں۔ المختصر آپ اس جنگ میں شہید ہو گئے۔ جب جنگ کا غبار تھما تو دیکھا گیا کہ تلوار بدستور آپ کے دست مبارک میں ہی رہی ہر چند کہ بہت کوشش کی گئی لیکن وہ آپ کی شہادت ہونے کے باوجود نہ نکل سکی آخر کار مجبوراً اسی تلوار کے ساتھ آپ کو دفن کیا گیا۔

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ (الضحی)

اور اپنے رب کی نعمتوں (احسان) کو بیان کرتے رہو۔

آپ کی شہادت ۱۰۷۲ھ میں ۱۷ رمضان کو واقع ہوئی۔ آپ کی مزار مبارک آپ کے والد بزرگوار سید لاابالی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ مبارک میں مشرقی جانب اونچے مقام پر ہے۔ یہ تھا حضرت سیدنا شاہ عبداللطیف لاابالی قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پانچ صاحبزادوں کا مختصر تذکرہ۔

حضرت سید ناشاہ ابدال عبداللطیف لاابالی رحمۃ اللہ علیہ قادری کا وصال مبارک ۱۷ ذی الحجہ ۱۰۴۹ھ کو ہوا اور ایک دوسری روایت کے مطابق ۱۰۵۹ھ میں واقع ہوا۔ آپ کا آستانہ مبارک کرنول (آندھرا پردیش) محلّہ کھڑک پورہ میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

أُولٰئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَرَحْمَۃٌ وَأُولٰئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ (البقرۃ)

ان پر ان کے رب کی رحمتیں اور نوازشیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔



اس

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ایسے ہی صالحین پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ اللہ کی راہ میں ہدایت یافتہ ہیں، اگر راہ ہدایت صراط مستقیم پر چلنا چاہتے ہو تو انہی کے قدموں میں رہ کر ہدایت سے سرفراز ہونا ضروری ہے۔ **انعمت علیھم** یہی لوگ انعام یافتہ ہیں۔ اور حق تعالیٰ شانہ جو ارشاد فرمارہا ہے **کُونُو مَعَ الصادقین** ان ہی لوگوں میں بیٹھو۔ ان صالحین، صوفیاء اکرام واولیاء اللہ سے انکار جانتے ہو کیا ہے؟ یہ بھی قرآن سے پوچھو۔

مَن یُضْلِلِ اللّٰهُ فَلاَ هَادِیَ لَهُ وَیَذَرُهُمْ فِیْ طُغْیَانِهِمْ یَعْمَهُوْنَ (الاعراف)

جس کو اللہ گمراہ کردے اس کو کوئی راہ پر نہیں لا سکتا
اور اللہ تعالیٰ ان کو ان کی گمراہی میں بھٹکتے ہوئے چھوڑ دیتا ہے۔

عرش پر رہنے کی ہے کس کو ہوس — بس ہے مجھ کو سایۂ دیوار شیخ
حشر کا سودا ہوا کرتا ہے یہاں — اے وطن سرگرم ہے بازار شیخ

(حضرت وطن چشتی)

ان تمام بزرگوں کے تفصیلی حالات کے لئے ضرور مطالعہ کیجئے ہماری کتاب ''تاریخ صوفیاء اکرام وسلاطین دکن'' کا پانچواں حصہ ''صوفیا کرام وسلاطین قطب شاہیہ وآصف جاہیہ۔

i. The Sab'a Qadiris :

Contrary to what has been said by scholars working on Indian Ṣufism regarding the origin of Qadiris in India, there are definite indications of the presence of the Qâdiri saints in the Deccan prior to the arrival of Bandagi Muḥammad Ghawth at Utch. There were at least three major Qâdiri families at Gulbarga and Bider the members of which preached Qâdiri doctrines. *Sab'a Qâdiri*[163] is the Arabic form for the seven Qadiris. According to one source *Tadhkira e-Mâ'shûq e-Illâhi* the *Sab'a Qâdiri's* were seven Qâdiri Ṣûfis in a single chain of ancestory. Another view which I tend to agree with is given in *Misakat an-Nubuwwah* that they were seven Qâdiri Ṣûfis residing at different places in the Deccan at different times[164] :

Syed Rukn ad-Din Abû Yûsuf (Gulbarga)
Syed Shah Isma'il Qâdiri (Nellore-Gulbarga)
Syed Shah 'Abd al-Laṭif Lâ'ubâli (Qamarnagar or Karnool)
Shah Ishuq Qâdiri (Qamarnagar or Karnool)
Syed Shah Jamâl al-Baḥr Mashûq e-Thani (Warangal)
Miran Syed Ḥusayn al-Baghdadi (Langer Hawd-Golkonda)
Syed Shah Rafi ad-Dîn Aḥmad (Golkonda)

Of these seven Qâdiri ṣûfis, Syed Rukn ad-Dîn Abû Yûsuf relates to our period of study. Therefore, a detailed account of this family is given.

The first Qâdiri saint of this *Sab'a Qâdiri's* in a single chain of ancestory was Syed Rukn ad-Dîn Abû Yûsuf commonly known as Rukn ad-Din Toli. Son of Syed Aḥsan ad-Dîn of Najaf (Iraq), Syed Rukn ad-Dîn was seventh in line of descent from Shaykh 'Abd al-Qâdir Jilâni.[165] According to hagiographical information, Syed Rukn ad-Dîn was a native of Najaf who came to Bahraich[166] (U.P.) during the governorship of Nâṣir ad-Dîn Maḥmûd, son of Sulṭân Altutmish.[167] 'Nâṣir ad-Dîn Maḥmûd was one of the earliest Muslim governors of Bahraich, he held the governorship till A.D. 1246, the year in which he assumed kingship at Delhi.[168] If the information contained in the hagiographa


TALIB E DUA
MOHAMMAD AMAIR ALI QADRI
IBNE
MOHAMMAD AZMATH UDDIN QUADRI SAHAB